هٰذا کتابنا ینطق علیکم بالحق

الحمد للہ کہ تصنیفی از تصانیف جناب مستطاب معلی القاب الفاضل الکامل و البحر الذی لیس لہ ساحل فی الفضائل التی طار صیتہا الی الآفاق و انعقد علیہا الاجماع والاتفاق عارف الحقائق الحکیم الحاذق ثالث النیرین جناب الحکیم السید ذاکر حسین حبیب اللہ رب المشرقین طبیب خاص اعلیحضرت قوی شوکت نواب مستطاب گردون وقار فلک اقتدار سرکار اجل اکرم افخم نواب نظم الدولہ ممتاز الملک سعید جعفر علیخان مومن خان بہادر دلاور جنگ نجم ثانی و الی نوشیروان ثانی ریاست ٹھیا یت مسمی بہ

فتح الغالب

فی

رد شرح المطالب

کہ مشتمل است بر اثبات ایمان حضرت ابوطالب بتصحیح سلالۃ الاسلاف والامجاد فاقد الامثال و الانداد جمال الصالحین عین العارفین المستجمع لجوامع الاوصاف المتصف بالعلم والتقی و العفاف عین الانسان و انسان العین جناب الحکیم السید رضا حسین [illegible] اعلام متاق [illegible] ادہر منشورہ وما جرت آیات فضائلہ بین الانام مشہورہ

باہتمام [illegible] روغہ سید محمد عفا اللہ عنہ

در مطبع تصویر عالم طبع پوشید
لکھنو در کوڑی ۱۲ غا فیر

یہ عبارت لکھی ہے ہمہ گفتند تقریر با ید کرد وہمین کاغذی کہ بخط صدیق بود وعمر خطاب را خلیفہ خویش کردہ بود
بیرون آوردو برایشان بخواند قومی گفتند سمعنا و اطعنا وجماعتی خاموش بودند پس طلحہ ابن عبد اللہ
نزدیک امیر المؤمنین ابوبکر صدیق شد وگفت ای خلیفۂ رسول عمر خطاب را بر مسلمانان خلیفہ می کنی صدیق فرمود
چرا خلیفہ نہ کنم طلحہ گفت عمر سر درشتی است و دانستہ کہ مردم از غلظت او چہ رنج دیدہ اند در حیات تو واگر
عیاذا باللہ از سرای فانی بدار جاودانی انتقال کنی چہ ایذا بمردم رسد و توان دانست کہ بر چہ منوال ما با
زندگانی کند ولاشک دران جہان ازین معنی ترا سوال کنند کہ بکار زیردستان چگونہ پرداختی وکدام کس را بر
مسلمانان نائب وخلیفہ ساختی غرض صدیق اکبر نے ایک نہ سنی اور طلحہ کو جواب دیا کہ مین خدا کو جواب دونگا
کہ بہترین مردم کو مین نے خلیفہ کیا پھر عثمان کو طلب کیا اور وصیت نامہ لکھوایا کہ عمر ابن خطاب کو مین نے
اپنا نائب وخلیفہ کیا اور اس مین بہت سی شرطین نصیحت آمیز لکھین اور عمر ابن خطاب کو بلوایا اور زبانی بھی
بہت سی نصیحتین کہین اور وہ عہد نامہ سنایا پھر حاضرین صحبت کی طرف متوجہ ہوے اور اسی اعثم کوفی مین
یہ عبارت ہے کہ فرمود ای امت رسول عمر ابن خطاب را بر شما امیر گردانیدم راضی باشید واز فرمان او سر بر
مگردانید تا بخدای سبحانہ ورسول وقربت یابید گفتند سمعنا واطعنا واز نزدیک او دل تنگ بیرون آمدند
اس استخلاف مین بھی بعض مقام لائق توضیح ہین اوّلا استخلاف فرمانا حضرت صدیق کا اتباع اور سنت پیغمبر
کے مخالف ہوا کہ آنحضرت نے اپنی امت کو ایسا لائق اور فائق اور عادل قرار دیا کہ امر امامت کو کہ جسکی عدم
معرفت کفر ہی اجماع امت پر منحصر کردیا اور لن یجتمع امتی علی الضلالۃ سے سرفراز فرمایا لیکن دو ہی برس
مین اس امت کا یہ حال ہوا کہ انکے اجماع پر وثوق نہ رہا اور بے بنیاد تصور کرکے استخلاف کرنا پڑا اگر جس طرح کہ
استخلاف نہ کرنا پیغمبر کا دلالت کرتا ہی کہ نصب امام بحدیث من مات الخ خلق پر واجب ہی اسی طرح استخلاف
صدیق اکبر دلالت کرتا ہی کہ اجماع امت ضلالت ہی ورنہ استخلاف کی کیا حاجت تھی اگر اجماع امت علی
الضلالۃ محال تھا تو استخلاف بالضرور ضلالت پائیگا اور طلحہ کے اعتراضات اور ایک قوم کا سکوت سمعنا
واطعنا سے اور رنجور و دلتنگ ہو کر چلے جانا اسپر دال ہی ثانیا جسطرح صدیق نے آخری وقت
دوات وقلم طلب کیا اور وصیت نامہ لکھا اسی طرح تو رسول نے بھی قریب وفات دوات وقلم طلب فرمایا تھا
جسپر فاروق اعظم نے ماینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی کو نسبت ہذیان دی اور کہا کہ یغلب علیہ
الوجع یعنی درد انپر غالب ہو گیا جسپر پیغمبر خدا کو غصہ آیا اور فرمایا قوموا عنی یعنی دور ہو مجھ سے یا چھوڑ دو
مجھکو اس کلام سے کس قدر ملال آنحضرت ظاہر ہی اور اسی کو ابن عباس یاد کرتے تھے اور روتے تھے کہ سنگریزے
آنسوون سے تر ہو جاتے تھے اور صدیق اکبر نے جب دوات وقلم طلب فرمایا تو نہ کسی نے نسبت ہذیان کی
دی نہ انحراف سنت پیغمبری سے متنبہ کیا نہ حدیث لن یجتمع الخ یاد دلائی گئی حالانکہ وقت تحریر کرانے
وصیت نامہ کے حضرت ابوبکر پر غشی طاری ہوئی چنانچہ صاحب روضۃ الصفا لکھتے ہین کہ طائفہ از علما داخبار

لہ روضۃ الصفا ج ۲
ص ۲ سطر ۱۱

از اسلم مولای عمر چنین روایت کنند کہ عثمان ابن عفان در زمان اشتداد مرض ابوبکر باشارت او این کلمہ در قلم آورد
کہ خلیفہ بعد از ابوبکر و دران چین ابوبکر از ہوش رفتہ و عثمان لمحہ توقف کردہ نوشت کہ عمر خواہد بود و چون ابوبکر
بہوش آمد صحیفہ را طلب داشت نام عمر دران حاشیت دید پرسید کہ این نام را کہ نوشت عثمان جواب داد کہ من
در قلم آوردم ابوبکر فرمود کہ رحمک اللہ و جزاک اللہ خیرا غرض دن کو وصیت نامہ لکھا اور شب کو انتقال فرمایا
اور وقت تحریر وصیت نامہ بھی بیہوشی عارض ہوئی مگر نہ کسی نے غلب علیہ الوجع کہا نہ حسبنا کتاب اللہ فرمایا
اور پیغمبر باوجود ثبات عقل اور ما ینطق عن الہوی ان ہو الا وحی یوحی ہونے کے متصف بہ غلب علیہ الوجع
ہوے اور لوگون کو تردد ہوا کہ پیغمبر برحق مختلط العقل ہو گئے فقالوا ما شانہ اھجر یس کہا ان لوگون نے
کیا حال ہے اور کیا ہوا ہے اسکو آیا مختلط اور پریشان ہے کلام اسکا اور فحش و ہذیان بکتا ہے اعوذ باللہ من
ہذا المقال اور یہ سب نسبتین پیغمبر خدا کو فقط اسوجہ سے دیگئین کہ فرمایا اکتب لکم کتابا لن تضلوا بعدی
اور اس وصیت نامہ کو کہ جسکی شان مین پیغمبر نے لن تضلوا فرمایا لکھنے نہ دیا اور کہا کہ حسبنا کتاب اللہ
حالانکہ حجۃ الوداع سے پھرتے وقت غدیر خم مین حضرت فرماچکے تھے انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ
و عترتی اہل بیتی فان تمسکتم بہما لن تضلوا بعدی مگر تھوڑے ہی عرصہ مین عترتی اہل بیتی کو
کہ مکرر حضرت نے فرمایا تھا بھول گئے معلوم نہین لن تضلوا بعدی سے کیون تنفر تھا کہ فقط حسبنا کتاب
اللہ پر اکتفا فرمائی اور جب صدیق اکبر نے باوجود غلبہ درد و تواتر عروض بیہوشی کے انکی یعنی حضرت عمر کے
واسطے وصیت نامہ لکھا تو یغلب علیہ الوجع کا تو کیا ذکر ہے حسبنا کتاب اللہ کو بھی فراموش فرمایا اور بطیب
خاطر اس وصیت نامہ کو منظور فرمایا مقام تاسف اور انصاف ہے کہ فقط اکتب لکم کتابا فرمانے پر نسبت ہذیان
کی آنحضرت کو دی یغلب علیہ الوجع فرمایا جسکے جواب مین پیغمبر نے فرمایا قوموا عنی اٹھ جاؤ دور ہو جاؤ
مجھ سے دعوانی ذرونی چھوڑ دو مجھ کو اور رہا کرو مجھ کو اس نزاع اور خلاف اور لفظ سے یہ سب گوارہ کیا
مگر تحریر وصیت نامہ لن تضلوا گوارہ نہ کی حاصل یہ ہے کہ باعث ضلالت اہل اسلام اگر ہے تو یہی ایک امر ہے
کہ کتابت لن تضلوا بعدی نہ لکھی گئی اسواسطے کہ اگر آنحضرت رسول برحق اور ما ینطق عن الہوی سے
تو اکتب کتابا لن تضلوا بعدی بھی بوحی الٰہی فرمایا تھا پس بالضرور عدم تحریر کتابت باعث ضلالت ہوئی
اور قول آنحضرت قوموا عنی اور دعونی ذرونی یعنی اٹھ جاؤ دور ہو مجھ سے چھوڑ دو مجھ کو یہ سب گوارہ کیا
اور کتابت گوارہ نہ کی اور جب حضرت ابوبکر نے وصیت نامہ لکھا اور سنایا تو سمعنا و اطعنا کے نعرے بلند
ہوے فتبصر و لا تغفل و رکیا نسیان غالب ہو گیا تھا کہ حضرت ابوبکر بھی اپنا فرمانا بھول گئے چنانچہ اعثم
کوفی لکھتے ہین کہ جب بیعت ابوبکر کی منعقد ہو چکی اور علی طلب کیے گئے اور ان سے بھی بیعت پر اصرار بالجبر
کیا گیا تو اسوقت حضرت مرتضیٰ نے بھی اپنا استحقاق ظاہر فرمایا کہ ما حجت شما بر شما بیکار میدارم و دعوی بر شما
بہ حجت می آرم اسکے جواب مین فرمایا کہ ای ابو الحسن اگر من دانستمی کہ تو درین کار رضا نمی دہی بیعت کنی قبول نکردمی

لہ [illegible] ج ۲ صفحہ ۳۳۷ سطر ۸

اکنون کہ مردمان بیعت کردند اگر تو ہم موافقت نمائی خطای ما صواب بودہ باشد اور نیز روضۃ الاحباب[1] مین بھی رقم فرمایا ہی اور یہ روضۃ الاحباب وہ ہی جسکی مدح مین شاہ عبد الحق صاحب لکھتے ہین کہ عمدہ ترین کتب سیر ہی لہذا مین بخوف طول خلاصہ اسکا اور بعض بعض مقام پر بعینہ عبارت بھی نقل کرتا ہون لکھتے ہین کہ بعد از فراغت سھم بیعت علی کو مجمع مہاجرین و انصار مین طلب کیا اور کہا کہ سب نے بیعت ابو بکر کی تم بھی بیعت کرو علی نے فرمایا کہ من ہمان سخن کہ شما بر انصار حجۃ ساختید این مشعب اگر قبیلہ مرشما حجت سیگرو انم راست بگوئید کہ بحضرت رسالت اقرب کیست عمر گفت ترا نگذارم تا بیعت نکنی علی گفت اول مرا جواب باصواب بگوئید بعد ازین از من بیعت جوئید غرض ابو عبیدہ نے کہا کہ آپ بواسطہ سبقت اسلام و فضل قرابت کے سزاوار خلافت ہین لیکن اصحاب نے بیعت کی ہی آپ بھی اگر موافقت کرین تو بہتر ہو علی نے جواب دیا کہ تو امین این امتی بقول رسول مختار مقتضای امانت و راستی است در گفتار و کردار مبہتی کہ حق سبحانہ تعالی بخاندان نبوت کرامت کردہ در بند ما بباشید کہ بجای دیگر کنید سبط قرآن و وحی و مورد امر و نہی و منبع فضل و علم و معدن عقل و حلم ما ایم و بواسطہ این امور خلافت را شائستہ و امارت را سزاواریم بشیر ابن سعد انصاری نے کہا کہ اگر آپ پہلے ادعا کرتے تو سب آپ سے بیعت کرتے لیکن آپ نے خانہ نشینی کی لوگون کو گمان ہوا کہ خلافت سے آپ نے کنارہ کیا جناب امیر المومنین نے جواب دیا کہ ای بشیر تو روا می داری کہ من جسد انور و قالب اطہر سید عالم را غسل نا دادہ و تجہیز و تکفین او نہ نمودہ و از دفن او فراغت نکردہ دم از طلب حکومت زدمی و با مردم در منازعت و خصومت شدمی ابو بکر صدیق چون دید کہ کلمات علی جملہ محکم و استوار و ہر یکی از آنہا مقابلہ صد کلمہ بلکہ صد ہزار کلمہ است در رفق و مدارا در آمد و گفت ای ابو الحسن مرا گمان این بود ترا با من مضائقہ نباشد و اگر میدانستم کہ از بیعت با من تخلف خواہی کرد ہرگز آنرا قبول نمی کردم اکنون کہ مردمان با من اتفاق نمودہ اند اگر تو نیز با ایشان اتفاق نمودہ ظن مارا مطابق واقع ساختہ باشی و اگر حالا توقف کنی و خواہی کہ درین تأمل و تفکر نمای ہیچ حرجی نیست انتہی پس وقت تحریر وصیت نامہ بھی یاد نہ آیا کہ مجمع اصحاب مین فرما چکے تھے کہ اگر تو ہم موافقت نمائی خطای ما صواب بودہ باشد و اگر می دانستم کہ از بیعت با من تخلف خواہی کرد ہرگز آنرا قبول نمی کردم فالثا حضرت عمر نے قریب انتقال شوری مقرر کیا کہ علی و عثمان و طلحہ و زبیر و سعد وقاص و عبد الرحمن تین روز مین مشورہ کرکے ایک کو ان مین سے خلیفہ بنائین و قال لا یمضی الیوم الرابع الا و لکم امیر و ان اختلفتم فکونوا مع الذی معہ عبد الرحمن فمضی علی الی العباس و قال لہ عدل عنا لان سعد لا یخالف عبد الرحمن لانہ ابن عمہ و عبد الرحمن صہر عثمان فلا یختلفون فیولیہا احدہم الاخر یعنی چار روز نہ گذرین کہ تم پر امیر یعنی خلیفہ مقرر ہو جائے اور اگر اختلاف ہو تم مین تو جسطرف عبد الرحمن ہو اسطرف تم رجوع کرنا اور عبد الرحمن کی متابعت کرنا اس احوال کو علی نے عباس سے کہا اور کہا کہ سعد ابن عم عبد الرحمن ہی اور عبد الرحمن بہنوئی عثمان کا پس ایک دوسرے کی خلافت کا خواہشمند ہو گا پس ضرور عثمان

[1] له از روضة الاحباب [illegible] ازالة الخفاء ج ۲ مطبوعہ مصر ص ۱۶۱

خلیفہ ہوگا[1] اعثم کوفی لکھتے ہین کہ کہا حضرت عمر نے کہ اگر چاہو تو بعد میرے تین روز تک طلحہ ابن عبد اللہ کا انتظار کرنا
اور بعدہ ان چھ شخصون ہین سے جسکو لائق سمجھنا اپنے اوپر امیر کرنا کہ مین نے ان چھ شخصون کو امر خلافت سپرد
کیا ہی اور میرے پسر عبد اللہ کو بلوانا اس شرط سے کہ اسکو امر خلافت مین کوئی حصہ نہین ہی اور جس شخص کو نسبت
سے تم اختیار کرو اور کوئی اوس سے مخالفت کرے تم اسکو قتل کرنا اور ایسا ہی دیگر اصحاب سیر نے بھی لکھا ہے
چنانچہ ابن اثیر نے تاریخ کامل[2] مین روایت کی ہی او تصریح کی ہی کہ اگر تین تین ایک دوسرے کے مقابل ہین ہو جائین
فحکموا عبد اللہ ابن عمر فان لم یرضوا بحکم عبد اللہ ابن عمر فکونوا مع الذین فیہم عبد الرحمن و
اقتلوا الباقین پس حاکم کرنا عبد اللہ ابن عمر کو اگر اسپر بھی راضی نہ ہون تو جس طرف عبد الرحمن ہون اوس طرف تم
ہونا اور قتل کرنا باقی کو اب صاحبان بصیرت پر مخفی نہ رہا کہ سوا عثمان کے کون خلیفہ بن سکتا ہی اور کون خلیفہ
بنا سکتا ہی چھ شخصون کا نام لینا بھی حکمت عملی و رتالیف قلوب سے خالی نہین تھا کہ سعد ابن عم عبد الرحمن اور
خود عبد الرحمن صہر حضرت عثمان اوسپر قطعیت حکم قتل مخالف پر کون کلمۂ مخالفت کہہ سکتا ہی سبحان اللہ دو ہی کلمو نمین
بیخ و بنیاد مخالفت کی کھود کر پھینک دی کہ تین شخص تو آپس مین مخالفت کر نہین سکتے کہ ایک چچا زاد بھائی دوسرے
بہنوئی تیسرے سالے اجماع ان ثلاثہ کا ضروری ہی اب رہے علی کہ وہ اور طلحہ و زبیر ممکن ہی کہ ایک رائے نہ ہون
اور اگر ایک رائے بھی ہوے تو عبد الرحمن جس طرف ہونگے وہ رائے مقبول ہوگی اور مخالفین کے لیے شرط قتل
لگی ہوئی ہی تو علی و طلحہ و زبیر ضرور مقتول ہونگے بچشم انصاف دیکھیے تو دو شخصون پر انحصار امام بنانے کا ہوا
اور ایک پر انحصار خلافت کا اور مابقی قابل قتل سبحان اللہ دو شخصون پر اطلاق اجماع امت کا کیسا زیبا اور
درست و بجا ہی یہ فرمان حضرت عمر کا اجماعی ہی اختلافی نہین مین حیران ہون کہ اس حکم کا نام اجماع ہی یا قتل پیغمبر خدا
تو بنا بر گمان اہل سنت تمام اصحاب کے حق مین اور خاص امیر المومنین علی بن ابی طالب کے حق مین فرمائین اصحابی
کالنجوم بایہم اقتدیتم اہتدیتم اور علی مع الحق والحق مع علی اور اللہم ادر الحق حیث ما دار
القران مع علی وعلی مع القران ومن کنت مولاہ فعلی مولاہ اللہم وال من والاہ وعاد من عاداہ
وعلی منی وانا منہ اور ماورا اسکے آیات و احادیث جو فضائل و مناقب مین ہین اونکا ذکر باعث طول ہے
وہی اصحاب اور وہی علی بفرمان حضرت فاروق واجب القتل ٹھہرین اور حق عبد الرحمن کی طرف رہے یہ چھ
شخص تو عشرۂ مبشرہ مین سے تھے پس اصحابی کالنجوم ہونے نے اور علی مع الحق ہونے نے کیا نفع دیا
فضلیت عشرۂ مبشرہ ہونے کی کیا کام آئی مہاجر صاحب بیعۃ الرضوان صاحب حل عقد ہونے نے کون سی
جان بخشی کی فاعتبروا یا اولی الابصار اور سب پر طرہ یہ ہی کہ واجب القتل ہونے پر کوئی حدیث بھی نہین بنائی
گئی نہ اونکے ارتداد و نفاق پر کوئی دلیل بیان ہوئی نہ اونکا کفر ثابت کیا گیا معلوم نہین کس جرم پر کشتنی و گردن زدنی
ہوے حق تعالی نے تو اہل بدر و حدیبیہ اور احد کو اعملوا ما شئتم فقد غفرت لکم کا اختیار دیا جیسا کہ
تکملۃ الایمان[4] مین مرقوم ہی ان اللہ قد اطلع علی اہل بدر فقال اعملوا ما شئتم فقد غفرت لکم

[1] اعثم کوفی مطبوعہ بمبئی صـ۱۱۲ [2] تاریخ کامل ابن اثیر ج ۳ صـ۲۶ [3] از ذوالفقار حیدر ج ۳ صـ۱۹۹ [4] تکملۃ الایمان صـ۹۱

وجای دیگر فرمود لن یدخل الله النار رجلا شهد ببدر والحدیبیة و در حدیث دیگر آمده است کہ آن
ملائکہ کہ در غزوۂ بدر حاضر بودند فضل و عزتی در درگاہ خداوندی دارند کہ دیگران را نیست فاهل احد بعد
از اہل بدر فضیلت مر اہل غزوہ احد راست انتہی جن اصحاب کے یہ فضائل ہون کہ اہل بدر و حدیبیہ اور احد ہون
بلکہ آن سب کا خلاصہ ہون عشرۂ بشرہ سے مخاطب ہون حق تعالی تو انکو مرفوع القلم کردے کہ جو چاہو کرو مین
بخش دونگا مگر فاروق اعظم بید ھڑک اُنکے قتل کا حکم لگا دین یہ حکم حضرت فاروق کا تو فوق حکم خدا و رسول
بلکہ ناسخ حکم خدا و رسول قرار پاتا ہی حاصل یہ ہی کہ بعد شہادت خلیفۂ ثانی مطابق وصیت جب تین روز گذر گئے
ثم جمع عبد الرحمن الناس بعد ان اخرج نفسه عن الخلافة فدعا علیا فقال علیك عهد
الله ومیثاقه لتعملن بكتاب الله وسنة رسوله وسیرة الخلیفتین من بعده فقال ارجوا ان
افعل واعمل بمبلغ علمی وطاقتی ودعا بعثمان وقال له مثل ما قال لعلی فرفع عبد الرحمن راسه
الی سقف المسجد ویده فی ید عثمان وقال اللهم اسمع واشهد اللهم انی جعلت ما فی رقبتی من
ذلك فی رقبة عثمان وبایعه فقال علی لیس هذا اول یوم تظاهرتم علینا فیه فصبر جمیل والله المستعان
علی ما تصفون یعنی جمع کیا عبد الرحمن نے آدمیون کو اور بلایا علیؑ کو اور کہا کہ تم پر عہد و میثاق خدا ہی کہ عمل کرو
ساتھ کتاب خدا کے اور سنت رسول کے اور سیرۃ خلیفتین کے جواب دیا علیؑ نے کہ امید کرتا ہون مین کہ عمل کرونگا
اپنے مبلغ علم و طاقت کے ساتھ پھر بلایا عثمان کو اور اُنسے بھی ویسا ہی کہا جو علیؑ سے کہا تھا پس عبد الرحمن نے
سر اپنا سقف مسجد کی طرف بلند کیا اور ہاتھ عثمان کا اپنے ہاتھ مین پکڑے ہوے تھے اور کہا کہ خداوندا سن تو
اور گواہ رہ تو خداوندا جو کچھ امر خلافت سے میری گردن مین تھا مین نے عثمان کی گردن مین ڈالا اور بیعت کی
اُسکی اُسوقت علیؑ نے فرمایا کہ یہ پہلا دن نہین ہی کہ آپس مین ایک دوسرے کو مدد دی تم نے اور ہم پر غلبہ کیا تم نے
اس امر مین فصبر جمیل والله المستعان علی ما تصفون افسوس صد ہزار افسوس کہ خلیفۂ ثانی نے تین روز
کی مدت مقرر فرمائی اس تقرری مدت مین ما ورا دیگر مصالح کے ایک مصلحت تو بدیہی یہ تھی کہ بعد وفات تجہیز و تکفین
و تدفین مین کسی طرح کا خلل و ہرج نہ ہو کل مسلمین شریک مشایعت ہون تجمل و شوکت سے مدفون ہون اگرچہ
اس چار روز کی مدت مین من مات ولم یعرف کے مصداق ہو کر مومنین جہنم واصل ہون یا تو نصب امام ایسا
اہم مہام تھا کہ دفن پیغمبر پر مقدم گردانا گیا یا ایسا امر سہل ہو گیا کہ تقریب سوم خلیفۂ ثانی سے بھی مؤخر گردانا گیا
ایک شعر مولانا روم کا مشہور اور زبان زد خلائق ہی وہ یہ ہی ؎ چون صحابہ طمع دنیا داشتند + مصطفی را بے کفن
بگذاشتند + جسد مطہر اور جثۂ انور رسالت مآب تو بے گور و کفن پڑا رہے اور سقیفۂ بنی ساعدہ مین منا امیر و منکم
امیر کے ڈنکے بجائے جائین اور خلیفۂ رسول اللہ کی وفات کے بعد کوئی کان نہ ہلائے کتاب خدا اور سنت محمد مصطفی
و حدیث خیر الوری بالائے طاق رکھی جائے چوتھے روز دو شخصون کے اجماع سے خلیفہ مقرر کیا جائے اور
اس اجماع کو اجماع امت کا نام دیا جائے اور مخاطب بحدیث لن یجتمع امتی علی الضلالۃ کیا جائے اب

لہ ابوالفداء جلد اول ص ۱۶۶

مین باادب پوچھتا ہون کہ اس تین دن کی مدت مین جو لوگ حضرت کی میت مطہر کو فن کی موت کے قرار دیجا تکی یا
نہین اور بعدم اجماع امت باوجود قدرت و اختیار لا عن جبر و اضطرار ضلالت اور معصیت ہوگا یا نہین
اور ایسے واجب فوری کا جو دفن پیغمبر پر مقدم گردانا گیا تھا ترک لازم آئیگا یا نہین اور جو ایسے واجب
فوری مین تاخیر کرنے کا حکم قطعی لگائے اوسکا بھی عند الاجماع کچھ حکم ہے یا نہین اسوجہ سے صحیح بخاری
صحیح مسلم مشکوۃ وغیرہ مین جابر ابن سمرہ سے منقول ہے قال سمعت النبی یقول یکون اثنا عشر امیرا فقال
کلمۃ لم اسمعہا فقال ابی انہ قال کلہم من قریش یعنی جابر ابن سمرہ سے منقول ہے کہا کہ سنا مین نے
نبی کو کہ فرماتے تھے کہ ہونگے بارہ امیر پس ایک کلمہ کہا کہ مین نے نہین سنا میرے باپ نے جواب دیا کہ فرمایا
کلہم من قریش قسطلانی مین ہے وعند ابی داود من طریق الشعبی عن جابر ابن سمرۃ لا یزال ہذا الدین
عزیزا الی اثنی عشرۃ خلیفۃ قال فکبر الناس وضجوا فلعل ہذا ہو سبب خفاء الکلمۃ المذکورۃ
علی جابر وفیہ ذکر الصفۃ التی تختص بولایتہم وہی کون الاسلام عزیزا وعند ابی داود من طریق
اسمعیل لا یزال ہذا الدین قائما حتی یکون علیکم اثنا عشر خلیفۃ کلہم تجمع علیہ الامۃ کذا فی
فتح الباری یعنی ابی داود کے نزدیک طریق شعبی سے جابر ابن سمرہ سے ہے کہ ہمیشہ یہ دین عزیز رہیگا بارہ
خلیفہ تک کہا پس تکبیر کی لوگون نے اور شور کیا پس شاید کہ یہی سبب خفائے کلمہ کا ہوا جابر پر اور اس مین ذکر صفت
ہے کہ جو مخصوص ہے ولایت پر اون اثنا عشر کی اور وہ اسلام کا عزیز ہونا ہے اور ابو داود کے نزدیک طریق اسمعیل سے
ہے کہ ہمیشہ یہ دین قائم رہیگا جب تک کہ ہون اوپر تمھارے بارہ خلیفہ کل وہ ہونگے کہ جمع ہوں اونپر امت ایسا
ہی فتح الباری مین ہے اور عبد الحق اشعۃ اللمعات مین ان احادیث کی شرح فرماتے ہین کہ اس حدیث مین علما
نے اشکال کیا ہے ظاہر حدیث یہ ہے کہ بارہ خلیفہ بعد آنحضرت پے درپے متصل ہون کہ مستقیم ہو ساتھ اونکے امر
دین اور عزیز ہو اونکے وجود سے اسلام اور جاری ہو دین اونکی عدالت سے احکام پھر اس بیان کے بعد بعینہ
یہ عبارت رقم فرماتے ہین باآنکہ شہادت نمی دہد بآن انچہ واقع ست در وجود زیرا کہ ہستند در ایشان از امرای
جور و فساد از بنی مروان کہ ممدوح نیست طریق ایشان و محمود نیست سیرت آنہا پھر لکھتے ہین کہ اس اشکال کی توجیہ
اس طرح کی ہے کہ مراد بارہ نفس ہین کہ بعد آنحضرت سلطنت اور امارت پر قائم ہوے اور انتظام ملک و سلطنت کا
بے نزاع و اختلاف کے اون سے واقع ہوا اگرچہ بعضے اون مین کے جابر اور خارج از دائرہ عدل و احسان تھے
ایسا ہی قاضی عیاض نے اور علامہ ابن حجر نے کہا ہے کہ بعض طرق صحیحہ مین اس حدیث کے واقع ہوا ہے کلہم تجتمع
علیہ امر الناس اور مراد اجتماع سے انقیاد و اطاعت اور اتفاق ہے اونکی بیعت پر اگرچہ بکراہت ہو اور یہ حدیث
مدح و ثنا مین اونکے دین اور مذہب اور عدالت اور حقانیت پر وارد نہین ہوئی عبد الحق صاحب لکھتے ہین کہ این
قول خالی نیست از عدم ملائمت و سیاق حدیث صریح است در مدح ایشان بصلاح دین و ظہور حق و قوت اسلام
در زمان ایشان واللہ اعلم بعضون کا قول ہے کہ مراد خلفاء عادل و امراء صالح ہین کہ مستحق اسم خلافت ہون

مگر یہ لازم نہین ہی کہ بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پی در پی متصل ہون شاید کہ یہ عدد بارہ کا تمام ہو اگرچہ قریب قیامت ہو تورپشتی نے بھی اسی کو اختیار کیا ہی بعضون نے کہا کہ مراد اس حدیث سے یہ ہی کہ بعد موت مہدی انکا وجود ہوا اور پانچ اولاد امام حسنؑ سے اور پانچ اولاد امام حسینؑ سے خلیفہ ہون اور آخر انکا وصیت کرے ایک شخص کو اولاد امام حسنؑ سے اور وہ اپنے فرزند کو پس تمام ہوا عدد بارہ کا اور ہر شخص انمین کا امام عادل و ہادی و مہدی ہو عبدالحق صاحب لکھتے ہین کہ اگر اس مین حدیث صحیح وارد ہوئی ہو تو یہ توجیہ موجہ ہو اور بعضون نے کہا کہ مراد یہ ہی کہ بارہ خلیفہ ایک زمانہ مین موجود ہون اور وجود زمانہ و احد مین اثنا عشر خلیفہ کا سبب اختلاف اور انہدام اسلام کا ہو حاصل یہ ہی کہ یہ توجیہات منتشر النظام مختلف القوام کیسی موجب اختلال جو اسرار نام اور مخرب اور متعارض احادیث صحیحہ عظام اور مغیر و ہادم شریعت حقہ خیرالانام ہین اسلیے کہ مقتضائے حدیث لن یجتمع امتی علی الضلالۃ تو یہ تھا کہ مجمع علیہ امت مفضول فاسق وظالم وجابر وخارج از دائرۂ عدل واحسان نہ ہون کہ جبر وظلم وفسق وخروج از دائرۂ عدل واحسان بالبداہۃ ضلالت ہی پس اتباع واطاعت وانقیاد ایسے خلفا کا بدرجہ اولی ضلالت ہوگا اور بعض توجیہ مہمل اور بے ربط اور مخالف سیاق حدیث ہی بعض وجہ سے انحصار خلفائے عادل کا اور صالح کا کہ جو مستحق اسم خلافت ہین بعد وفات امام مہدی کے پایا جاتا ہی تو حدیث لن یجتمع امتی علی الضلالۃ مصداق لن یجتمع امتی الا علی الضلالۃ ہوا جاتا ہی بعض وجہ سے خلافت اثنا عشر سبب اختلاف اور اختلال کا قرار پاتا ہی حاصل یہ ہی اختلاف علما خود ہی ضلالت ہی کہ باتباع امرا ظلم وجبر وفسق اور انقیاد خلفائے بغض وعناد خارج از دائرۂ عدل واحسان وخوشامد رؤسائے فساق ذوی الاقتدار باستیلاء طمع دنیای ناپائدار یا بجہت بغض وحسد اہل بیت اطہار ان سے ظہور مین آیا ہی پھر معرفت امام زمان کہ اہم مہمات سے اور واجب فوری ہی کیونکر حاصل ہو سکے اور ایسے اختلافات سے عقول مسلمین خصوصاً ضعفا وجہال کیونکر منتشر اور متحیر نہ ہون حالانکہ احادیث ایک دوسرے کی متعاضد ہوتی ہین کلام معصوم کا تضاد اور تعارض سے منزہ اور مبرا ہوتا ہی اگر چشم بصیرت اور منصف مزاجی ہو تو ملاحظہ فرمایئے کہ احادیث منقولہ صحاح مذکورہ مین قال کلھم من قریش ہی اور سید علی ہمدانی شافعی نے کتاب المودۃ فی القربی مین اسی حدیث جابر ابن سمرہ کو بلفظ قال کلھم من بنی ھاشم لکھا ہی پس یہ حدیث منقولہ سید علی ہمدانی مبین اور مخصص حدیث صحاح ہی کہ بنی ہاشم افضل و اشرف قریش ہین اور بالاتفاق قریشی متنازل المرتبہ ہین بنی ہاشم سے جسکی تحقیق بھی آیندہ مذکور ہوگی اسی مودۃ فی القربی مین شعبی نے عمر ابن قیس سے روایت کی ہی کہ ایک اعرابی نے عبداللہ ابن مسعود سے پوچھا کہ تمھارے پیغمبر نے تم سے بیان کیا ہی کہ بعد انکے خلفائے حق کتنے ہونگے عبداللہ ابن مسعود نے کہا نعم اثنا عشر عدد نقبائے بنی اسرائیل اسی مودۃ مین شعبی سے اور اسنے مسروق سے روایت کی ہی کہ ہم مین ابن مسعود بیٹھے ہوئے مقابلۂ قرآن کر رہے تھے کہ ایک جوان نے پوچھا اھل عھد الیکم نبیکم کم یکون بعدہ خلیفۃ یعنی آیا کچھ بیان کیا ہی

له کتاب البشری بالحسنی ینابیع المودۃ فی القربی صفحہ ۱۱۶ عله کتاب البشری بالحسنی ینابیع المودۃ فی القربی صفحہ ۱۲۳ عله کتاب البشری بالحسنی ینابیع المودۃ فی القربی صفحہ ۱۱۱

تھا سے بنی نے کہ کہ خلیفہ ہونگے بعد اُنکے عبد اللہ ابن مسعود نے جواب دیا کہ تو حدیث السن ہی اور تو عمر ہی
آج تک مجھ سے یہ سوال کسی نے نہین کیا تھا نعم عہد الینا نبینا یکون بعدہ اثنا عشر خلیفۃ بعدد
نقباء بنی اسرائیل ہان ہمارے ساتھ ہمارے نبی نے عہد کیا ہی کہ ہونگے اولیا سے دین بارہ خلیفہ بعدد نقبای
بنی اسرائیل پس اس روایت سے ثابت ہوا خلافت کا معہود اور منصوص ہونا من اللہ والرسول کہ سائل
نے ہل عہد الیکم کہا اور ابن مسعود نے نعم عہد الینا فرمایا اور دوسرا امر بعدد نقبا سے بنی اسرائیل کہنے
سے ثابت ہوا کہ عدد اُنکا بارہ ہی اور یہی بارہ خلفا سے رسول ہین انھین کی خلافت تا بقا سے نبوت بنی
کہ تا بقا سے دنیا ہی موجود رہیگی پھر اُسی کتاب مودۃ فی القربیٰ مین جریر سے اور اُسنے اشعث سے اور اُسنے
ابن مسعود سے روایت کی ہی کہ فرمایا پیغمبر خدا نے الخلفاء بعدی بعدد نقباء بنی اسرائیل یعنی خلفاء
بعد میرے بارہ مثل عدد نقبا سے بنی اسرائیل کے ہونگے اُسی کتاب المودۃ مین روایت ہی کہ سلیم ابن قیس
ہلالی نے سلمان فارسی سے روایت کی ہی کہ مین داخل ہوا خدمت پیغمبر خدا مین اُسوقت امام حسینؑ گود مین آنحضرت
کی بیٹھے ہوے تھے اور حضرت دونون آنکھین اور لب امام حسینؑ کے چوم رہے تھے اور فرماتے تھے انت سید
ابن السید انت امام ابن الامام وانت حجۃ بن حجۃ ابو حجج تسعۃ من صلبک تاسعھم قائمھم یعنی تو
اے حسینؑ سید ابن سید اور امام ابن امام اور حجۃ ابن حجۃ اور ابو حجج ہی کہ تیری پشت سے نو امام پیدا ہونگے نوان
اُنکا قائم اُنکا ہوگا ابراہیم حموینی نے فرائد سبطین مین باسانید خود سعید ابن جبیر سے اور عبد اللہ ابن عباس سے
روایت کی ہی قال قال رسول اللہ ان خلفائی واوصیائی وحجج اللہ علی الخلق بعدی اثنا عشر اولھم
اخی واخرھم ولدی قیل یارسول اللہ ومن اخوک قال علی بن ابی طالب قیل فمن ولدک قال المھدی
الذی یملأ الارض قسطا وعدلا کما ملئت جورا وظلما والذی بعثنی بالحق بشیرا لو لم یبق من
الدنیا الا یوم واحد لطول اللہ ذلک الیوم حتی یخرج فیہ ولدی المھدی وینزل روح اللہ عیسی بن مریم
فیصلی خلفہ وتشرق الارض بنورہا ویبلغ سلطانہ المشرق والمغرب یعنی فرمایا پیغمبر خدا نے کہ خلفا
اور اوصیا میرے اور حجتہا سے خدا اوپر خلق کے بعد میرے بارہ ہین کہ اول اُنکا بھائی میرا اور آخر اُنکا بیٹا میرا ہی
عرض کیا گیا کہ کون بھائی آپکا فرمایا علی بن ابی طالب پھر عرض کیا گیا کون بیٹا فرمایا مہدی کہ جو بھر دیگا زمین کو
انصاف وعدل سے جیسا کہ بھر گئی ہوگی جور وظلم سے قسم ہی اُس خدا کی کہ جسنے مجکو نبی بشیر کر کے بھیجا ہی اگر
باقی نہ رہے دنیا سے مگر ایک دن تو ہر آئینہ طویل کریگا خدا اُس دن کو یہانتک کہ خروج کرے اُس روز فرزند
میرا مہدی اور نزول فرمائین عیسیٰ بن مریم اور نماز پڑھین عقب اُسکے اور روشن ہوجاوین نور پروردگار سے اور
پہونچے اُسکی سلطنت مشرق ومغرب مین امام حافظ ابونعیم حلیۃ الاولیا مین اور ابن ابی الحدید نہج البلاغہ مین اور
حموینی فرائد سبطین مین باسانید خود عکرمہ سے اور اُنھون نے ابن عباس سے روایت کی ہی قال قال رسول
اللہ من سرہ وفی اخر من اراد ان یحیی حیاتی ویموت مماتی ویسکن جنۃ عدن غرسہا ربی فلیوال

علیؑ من بعدی و لیوال ولیہ و لیقتد بالائمۃ من بعدی فانھم عترتی خلقوا من طینتی و رزقوا فھمی و علمی و ویل للمکذبین بفضلھم من امتی والقاطعین منھم صلتی لا انالھم اللہ شفاعتی یعنی پیغمبر خدا نے فرمایا کہ جو شخص چاہیے کہ مسرور ہو اور دوسری روایت میں ہی کہ جو شخص کہ ارادہ کرے مثل میری زندگی کے اور زندہ رہے اسکی مثل میری موت کے ہو اور سکونت جنت عدن کی کرے کہ جس کو میرے پروردگار نے دست قدرت سے بنایا ہی پس وہ آئینہ چاہیے کہ دوستی کرے علیؑ کی میرے بعد یعنی باعتقاد امامت کیونکہ ولایت عامہ قبل و بعد یکسان ہی اور چاہیے کہ دوست رکھے اُنکے ولی کو تحقیق کہ وہ ذریت میری ہین پیدا کئے گئے ہین میری طینت سے روزی دی گئی ہی اُنکو علم و فہم میرے سے اور مقام ویل ہی اُنکے مکذبین پر جو اُنکی بزرگی کی تکذیب کرین میری امت سے اور قاطعین پر اُنکے قاطعین ہین سے یعنی جو میری قرابت کو قطع کرین اُن سے نہ پہونچائیگا اُن مکذبین اور قاطعین کو خدا شفاعت میری زمخشری نے ربیع الابرار مین اور حموینی نے فرائد سمطین مین باسناد خود اور نیز مناقب مین موفق ابن احمد مکی نے روایت کی ہی قال قال رسول اللہ صلعم فاطمۃ مہجۃ قلبی و بعلھا قرۃ عینی و نور بصری و ابناھا ثمرۃ فوادی والائمۃ من ولدھا امناء ربی و حبلہ الممدود بینہ و بین خلقہ من اعتصم بہ نجی و من تخلف عنہ ھوی و فی اخر من اعتصم بھم فالی الجنۃ سلک و من تخلف عنھم ففی النار ھلک پیغمبر خدا نے فرمایا کہ فاطمہ سرور قلب ہی میری اور شوہر اسکا نور چشم اور خنکی چشم ہی میرا اور فرزند اُسکے میوۂ دل ہین میرے اور ائمہ اُسکی اولاد سے امین ہین میرے رب کے اور حبل ممدود ہین درمیان خالق اور خلق کے پس جس شخص نے محکم اور مضبوط پکڑا اُنکو وہ جنت کو گیا اور جسنے تخلف کیا اُن سے وہ نار مین ہلاک ہوا حموینی نے باسناد خود روایت کی ہی جسکا آخر یہ ہی ثم قال الحسن والحسین اماما امتی بعد ابیھما و سیدا شباب اھل الجنۃ و امھما سیدۃ نساء العالمین و ابوھما سید الوصیین و من ولد الحسین تسعۃ ائمۃ تاسعھم القائم من ولدی طاعتھم طاعتی و معصیتھم معصیتی الی اللہ اشکو المنکرین لفضلھم والمضیعین لحرمتھم بعدی و کفی باللہ ولیا و ناصرا لعترتی و ائمۃ امتی و منتقما من الجاحدین حقھم و سیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون بعد اُسکے فرمایا پیغمبر نے کہ حسنؑ و حسینؑ دونون میری امت کے امام ہین اپنے باپ کے بعد اور سردار ہین جوانان اہل جنت کے اور مان اُن دونون کی سیدۂ نساء عالمین ہی اور باپ ان دونون کا سید اوصیاے اولین و آخرین ہی اور اولاد حسینؑ سے نو امام ہین نوان اُنکا قائم اُنکا ہی اُنکی اطاعت میری اطاعت ہی اور معصیت اُنکی میری معصیت ہی جو اُنکے فضائل کے منکر ہین اُنکی شکایت کرتا ہون خدا سے اور اُنکی حرمت ضائع کرنے والون کی شکایت کرتا ہون اور خدا کافی ہی از روے ولایت اور نصرت کے میری عترت اور ذریت کا اور میری امت کے امامون کا اور خدا کافی ہی انتقام لینے کو اُنکے منکران حق امامت سے اور بہت جلد اُن لوگون کو معلوم ہوگا کہ جنھون نے ظلم کیا ہی (یعنی حق امامت ہین) کہ وہ کس مقام پر منقلب ہونے والے ہین پس ان مرویات سید علی

ہمدانی اور اخطب خوارزم اور ابراہیم حموینی اور ابونعیم اور زمخشری سے بوضاحت ثابت ہی کہ کلھم من قریش سے مراد کلھم من بنی ہاشم ہی اور امامت وخلافت کا معہود اور منصوص من اللہ والرسول ہونا سائل کے سوال سے کہ ھل عھد الیکم نبیکم اور ابن مسعود کے جواب سے نعم عھد الینا سے ثابت اور اسپر تخصیص کہ بارہ خلیفہ بعد و نقباے بنی اسرائیل ہونگے اول انکا بھائی میرا علی اور آخر انکا بیٹا میرا مہدی ہی اب کون اختفا رہا پھر فرمایا کہ جو چاہے کہ مثل میری زندگی کے زندگی کرے اور مثل میری موت کے اُسکی موت ہو اور سکونت اُسکی جنت عدن ہو تو وہ اعتقاد کرے علیؑ کی امامت کا اور میری ذریت کی پیروی کرے کہ اُنکی طینت میری طینت سے ہی اور میرے علم و فہم سے اُنکو روزی ملی ہی اور جو میری ذریت کی تکذیب کرین اور میری قرابت کو اُن سے قطع کرین میری شفاعت سے محروم رہین گے پس کسی طرح تردد نہ رہا اس بات مین کہ معتقد امامت علیؑ اور پیرو ذریت نبوی کی موت مثل موت معصوم کے ہوئی اور قاطعین قرابت اور مکذبین ذریت آنحضرت بقول آنحضرت شفاعت آنحضرت سے محروم ہوے اب بصیرین ملاحظہ فرمائین کہ یہ حدیثین اور حدیث من مات الخ متحد المعنی ہین یا نہین اسلیے کہ حدیث مذکور من مات یعنی جو شخص اپنے امام زمان کو نہ پہچانے اُسکی موت مثل موت کافر کے ہی اور اس حدیث کا یہ مطلب ہی کہ جو اعتقاد علیؑ کی امامت کا کرے اور ذریت و عترت آنحضرت کی پیروی کرے اُسکی موت مثل موت پیغمبرؐ کے ہی اور یہ بھی واضح ہو گیا کہ جو پردۂ اتباع مین داخل ذریت کیے جائین ذوی القربی کے مصداق بنائے جائین وہی مکذبین اور قاطعین ہین اور یہ ہی فرمایا حضرت نے کہ فاطمہؑ سرور قلب ہی اور علیؑ نور چشم اور سید اوصیاے اولین و آخرین ہی دونون فرزند اُنکے حسنؑ و حسینؑ میری امت کے امام ہین اور سرداران جوانان اہل جنت ہین اور اولاد حسینؑ سے نو امام ہین نوان اُنکا قائمؑ اُنکا ہی اُنکی اطاعت میری اطاعت ہی اُنکی معصیت میری معصیت ہی اُنکے منکرین فضائل اور اُنکی حرمت ضایع کرنے والون کی شکایت پیش خدا کرتا ہون پس ان نصوص صریحہ سے انکار گویا بدیہیات سے انکار کرنا ہی اگر ان احادیث و آیات مذکورۂ سابق پر حکم لگا دیجیے کہ گفتہ را نا گفتہ اور شنیدہ را نا شنیدہ انگارند تو اختیار ہی اور جان بوجھکر افلا یبصرون اور افلا یعقلون کے مصداق بنیے تو لاچاری یا ان احادیث کو حالت یقلب علیہ الوجہ مین داخل فرمائیے تو دعاے آنحضرت اُنکی ذریت کے واسطے کافی ہی کہ فرمایا آنحضرت نے کہ خدا کافی ہی از روے ولایت اور نصرت میری ذریت کا اور اُنکے منکرین اور مکذبین سے انتقام لینے کو بس ہی اور بہت جلد اُنپر واضح ہو جائیگا کہ وہ کس مقام پر منقلب ہونے والے ہین اور مضامین احادیث سے یہ بھی ثابت ہوتا ہی کہ جناب رسالت مآبؐ واقف تھے کہ بعد میرے میری ذریت کی تکذیب کی جائیگی حرمت اُنکی ضایع ہو گی قرابت اُنکی قطع کرینگے پردۂ اتباع مین قرابت اپنی ظاہر کرینگے حق اُنکا غصب کیا جائیگا اطاعت اُنکی ناپسند ہو گی آل رسول اور ذریت اور ذوی القربی اور عترت اور اولی اور مولی کے معنی بنائے جائینگے اُنکی مخالفت پر اجماع ہو گا کوئی پرسان حال میری ذریت اور عترت کا نہ ہو گا

یہ سبب تھا کہ فرمایا خدا کافی ہے از روئے ولایت اور نصرت کے میری عترت کا اور وہی بس ہے انتقام لینے کو پھر یہ بھی فرمادیا کہ خلافت اور امامت منحصر ہے علی اور حسنین اور نو فرزندان حسین میں اور اسی کو استخلاف کہتے ہیں پس ثابت ہوگیا کہ نصب امام باعلام مالک علام پیغمبر انام صلی اللہ علیہ وآلہ الکرام پہ واجب تھا اور آنحضرت صلعم نے ابتداء نزول وحی وآیۂ انذر عشیرتک الاقربین سے لیکر تا حدیث قرطاس بہ نصوص خفیہ وجلیہ و موضعات و مقامات مختلفہ و متعددہ میں ظاہر فرمایا جو احادیث صحاح ستہ وغیر صحاح ستہ سے کہ جو مبین اور مصرح اور مخصص صحاح ستہ میں ہویدا و آشکار ہے اور ان حدیثوں سے تو خلافت کاملہ اور خلافت ناقصہ بھی مراد نہیں لے سکتے کہ یہ وہ خلفا ہیں جنکی خلافت میں باحادیث صحیحین دین محمدی ہمیشہ قائم رہیگا اور یہ دین اسلام ہمیشہ عزیز رہیگا اور روایت ان اثنا عشر خلیفہ کی مخصص ہے لایزال ھذا الدین قائما اور لایزال ھذا الدین عزیزا کے ساتھ پس کسی طرح ممکن نہیں کہ کوئی خلیفہ ان بارہ سے اس صفت مذکورہ میں کامل اور ناقص متصور ہو بلکہ اثنا عشر کو ایک ہی صفت سے متصف فرمایا ہے اب اگر کوئی ناقص اور کامل کا خطاب دے تو اسکی عقل کا کمال نقص ہے اور نیز یہ احادیث متعارض حدیث الخلافۃ بعدی ثلثون سنۃ اور لن یجتمع امتی علی الضلالۃ سے ہیں پس اب فرمانا کہ المذھب انہ یجب علی الخلق سمعا لقولہ من مات الخ اور دلالت الامامۃ قد جعلوا اھم المہمات بعد النبی نصب الامام حتی قدموہ علی الدفن یہ دونوں دلیلین نقلی و عقلی وجوہات مذکورہ بالا سے مخالف عقل و نقل و ریب پشتی ہوگئیں اور امام کا منصوب اور منصوص من اللہ و الرسول بالاجمال و بالتفصیل ثابت اور حکم وجوب نصب امام علی الخلق ھباءً منثورا ہوگیا اب فقط باقی رہا الاجماع علی نصب الامام واجب اور اختلاف تھا تو یہی تھا کہ انہ واجب علی اللہ او علی الخلق پس جب وجوب نصب علی الخلق باطل ہوگیا تو انہ واجب علی اللہ ثابت اور صحیح ہوا کہ جناب ختمی مآب صلعم نے ظاہر فرمایا اب اس مقام پر دو امر ہیکا بار ثبوت ہم پر ضروری ہے ایک تو یہ کہ احادیث منقولہ سید علی ہمدانی وغیرہم لائق اعتماد ہیں یا نہیں اور دوسرے یہ کہ حق تعالی پر کوئی امر واجب ہے یا نہیں امر اول سید علی ہمدانی شافعی اعاظم اولیاے عارفین اور افاخم مشائخ مکرمین سے تھے چنانچہ عبقات الانوار میں مدائح و مناقب و فضائل انکے کتب مبسوطہ اور علماء مقبولین سنت و جماعت سے بتصریح مذکور ہیں قدرے قلیل یہاں بھی حیز تحریر میں آتی ہیں نور الدین جعفر بدخشانی کی کتاب خلاصۃ المناقب میں بعض مسائل سید علی ہمدانی اس طرح مذکور ہیں لکھتے ہیں قرۃ عین محمد رسول اللہ ثمرۃ فواد المرتضی والبتول المطلع علی حقائق الاحادیث والتفاسیر المعن فی السرائر بالبصیرۃ والتبصیر المرشد للطالبین فی الطریق السبحانی الموصل للمتوجہین الی جمال الرحمانی العارف المعروف بالسید علی الہمدانی نفحات الانس میں عبد الرحمن جامی نے اس طرح لکھا ہے میر سید علی بن شہاب الدین ابن محمد الہمدانی قدس سرہ جامع بودہ است میان علوم ظاہری و باطنی و یرا در علوم مصنفات مشہور است چون کتاب اسرار النقطہ و شرح اسماء الحسنی و شرح نصوص الحکم و شرح قصیدۂ خمریہ فارضیہ وغیر آن وی مرید شیخ شرف الدین محمود ابن عبد اللہ

سلہ [illegible] سلہ عبقات الانوار [illegible] سلہ عبقات الانوار [illegible]

المزدقانی بوده واما کسب طریقت پیش صاحب السیر بین الاقطاب تقی الدین علی دوستی کرده چون تقی الدین
علی از دنیا برفت باز رجوع بشیخ شرف الدین کرد و گفت فرمان چیست وی توجه کرد و گفت فرمان آن ست
که در اقصای عالم بگردی سه مرتبه ربع مسکون را سیر کرد و صحبت هزار و چهارصد ولی را دریافت و چهارصد ولی
را در یک مجلس دریافت محمود بن سلیمان کفوی نے کتاب[1] اعلام الاخیار من فقہاے مذہب النعمان المختار مین لکھاہی
لسان العصر سید الوقت المنسلخ عن الہیاکل الناسوتیہ والمتوکل الی السبحات اللاہوتیۃ الشیخ
العارف الربانی والعالم الصمدانی میر سید علی ابن شہاب الدین بن محمد ابن محمد الصمدانی
قدس اللہ تعالی سرہ کان جامعا بین العلوم الظاہرۃ والباطنۃ بعد کسب طریقت کو اونین مرتبہ سیر
ربع مسکون کی اور ملاقات ایک ہزار چارسو ولیون کی اس طرح ذکر کی ہین جیساکہ اوپر مذکور ہوا اور مجد[2] الدین
علی ابن ظہر الدین محمد بدخشانی نے جامع السلاسل مین اس طرح لکھا ہی علی ثانی لقب اوست و مشائخ زمان توصیف
او چنین نوشتہ اند سلطان الاولیا برہان الاصفیا قدوۃ العارفین زبدۃ المحققین مستجمع الاسماء والصفات جامع
جمیع التجلیات محی الشریعۃ والطریقۃ والحقیقۃ ختم المتقدمین زبدۃ المتاخرین وارث الانبیاء والمرسلین مرشد
الاولیاء الی طریق الحق والیقین مرکز دائرۃ الوجود الہادی الی المقصود قطب الاقطاب الکامل المکمل الصمدانی
علی ثانی امیر کبیر سید علی ہمدانی شمط[3] مجید احمد قشاشی مین ہی کہ قد ساح الہمدانی الربع المسکون ثلث مرات
بامر شیخہ المزدقانی وقد اوضحت ہذا فی سیاحتہ وصحب الفا واربعمائۃ ولی شاہ ولی صاحب نے
رسالہ[4] انتباہ فی سلاسل اولیا مین رقم فرمایا ہی کہ آنحضرت یعنی سید علی ہمدانی مدت عمر خود معمورہ عالم را سہ نوبت
سیر کردہ اند و ہزار و چہارصد ولی کامل را دریافتہ و چہارصد را از ایشان در یک مجلس سلطان خدابندہ دیدہ اند
و از ہر ولی در وقت وداع دعا و اقعہ التماس نمودہ اند و آن رقعہا را بر جامہ خود مرقع کردہ اند و آن ادعیہ
و اذکار را کہ بی اختیار بر زبان ایشان جاری می شد جمع ساختہ اند این اوراد شدہ است منقول است از ہمان
حضرت کہ چون دوازدہم بار بزیارت کعبہ رفتم بمسجد اقصی رسیدم حضرت رسول را در واقعہ دیدم کہ بجانب
این درویش می آیند برخاستم پیش رفتم و سلام کردم از آستین مبارک خود خبری بیرون آوردہ این درویش
را فرمود خذ ہذہ الفتحیۃ بگیر این فتحیہ را چون از دست مبارک حضرت گرفتم و نظر کردم ہمین اوراد بود تا
بدین اشارہ اوراد فتحیہ نام کردہ شد واللہ الہادی الی الصراط المستقیم شیخ عبد العزیز محشی شرح مقاصد
شارح مقاصد کا قول شرح فتوح الغیب سے نقل فرماتے ہین انہ قال انا نری النبی ونسالہ عن الاحادیث
یقول اصلعم ہو صحیح وقد یکون غیر صحیح باصطلاح العلوم فی نقل الحدیث یعنی صاحب فتوحات
فرماتے ہین کہ ہم دیکھتے ہین آنحضرت کو اور ان سے پوچھتے ہین احادیث کو اور وہ حضرت فرماتے ہین کہ ان مین سے
صحیح ہی اور مطابق اصطلاح علوم کے وہ صحیح نہین ہوتے اور نیز اکثر علماے نے تصریح فرمائی ہی کہ قول اہل علم دلیل
صحت حدیث ہی اگرچہ اسناد اوہ حدیث قابل اعتماد نہ ہو پس جب بتصریح علماء ثابت ہی کہ قول اہل علم دلیل صحت

حدیث ہی نو سلطان الاولیا برہان الاصفیا قدوة العارفین زبدة المحققین محی الشریعة والحقیقة والطریقة ختم المتقدمین
وارث الانبیاء والمرسلین مرشد الاولیا الی طریق الحق والیقین مرکز دائرة الوجود الہادی الی المقصود قطب
الاقطاب الکامل المکمل الصمدانی علی ثانی سید علی ہمدانی کہ ایکہزار چارسو ولیون سے مشرف ہوئے ہون اور مجلس
مین چارسو اولیا کی بیٹھے ہون مشرف زیارت محمد مصطفے سے بلاواسطہ مشرف ہوے ہون پیغمبر برحق نے بالمشافہہ
اُن سے کلام کیا ہو اور خذ ہذہ التحفة سے ممتاز فرمایا ہو اُنکے احادیث منقولہ کیونکر صحیح نہ ہونگے اور
حدیثین بھی وہ حدیثین جنکی عظمت وجلالت اُنکے خطبہ سے ظاہر ہی کہ اُن حدیثون کو جواہر اخبار اور لآلی آثار جان کر
حق تعالی سے امید کی کہ اُنکو وسیلہ اپنا ساتھ اہل بیت علیہم السلام کے اور باعث نجات اپنا بہ سبب آن حضرات
کے گردانا ہو اور نیز دعا کی ہو کہ حق تعالی مجھے نگاہ رکھے خبط وخلل سے قول وعمل مین اور نہ محول ہو قلم میرا طرف مالم
ینقل کے الحمد لله علی ما انعم اولی النعم والہمنی مودة حبیبہ جامع الفضائل والکرم الذی بعثہ
الله رسولا الی کافة الامم محمد الامی العربی صلی الله علیہ وسلم وبعد فقد قال الله تعالی قل
لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودة فی القربی وقال رسول الله احبوا الله لما رفدکم من نعمہ واحبونی
بحب الله واحبوا اهل بیتی لحبی فلما کان مودة ال النبی مسئولا عنہا حیث امر الله تعالی حبیبہ
العربی بان لا یسئل عن قومہ سوی المودة فی القربی وان ذلک سبب النجاة للمحبین وموجب وصولہم
الیہ والی الہ علیہم السلام کما قال قال علیہ السلام من احب قوما حشر فی زمرتہم وایضا
قال علیہ السلام المرء مع من احب فوجب علی من طلب طریق الوصول ومنہج القبول محبة الرسول ومودة
اهل بیت البتول وہذہ لا تحصل الا بمعرفة فضائلہ وفضائل الہ علیہم السلام وہی موقوفة علی
معرفة ما ورد فیہم من اخبارہ علیہ السلام ولقد جمعت الاخبار فی فضائل العلماء والفقراء
اربعینات کثیرة ولم تجمع فی فضائل اهل البیت الا قلیلا فلذا وانا الفقیر الجانی علی العلوی الہمدانی
اردت ان اجمع فی جواهر اخبارہ ولالی اثارہ مما ورد فیہم مختصرا موسوما بکتاب المودة فی القربی
تبرکا بالکلام القدیم کلما فی مامولی ان یجعل الله ذلک وسیلتی الیہم ونجاتی بہم وطویتہ علی ربعة
عشر مودة والله یعصمنی من الخبط والخلل فی القول والعمل ولم یحول قلمی الی ما لم ینقل لحق محمد
ومن اتبعہم من اصحاب الدول ترجمہ جمیع حمد ثابت ہین اُس خدا کو جسنے بہترین نعمتون سے اپنی نعمت دی
ہم کو اور اپنے حبیب کی مودة کی طرف الہام کیا ہم کو وہ حبیب جو جامع فضائل وکرم ہی اور وہ ایسا ہی کہ الله
نے اُسکو رسول کرکے سب امتون کی طرف بھیجا جسکا نام محمد امی عربی ہی درود الله کا اُسپر اور سلام بعد
حمد وصلوة کے پس بہ تحقیق کہ فرمایا حق تعالی نے کہ کہہ تو اے محمد نہین تم سے ابلاغ رسالت کی اجرت کا سوال
نہین کرتا مگر سوال کرتا ہون مین کہ میرے اقربا سے دوستی کرنا اور فرمایا رسول خدا نے کہ دوست رکھو خدا کو
کہ اُسنے تم کو اپنی نعمتین بخشی ہین اور دوست رکھو مجکو بہ سبب محبت خدا کے اور دوست رکھو میرے اہل بیت کو

یہ سبب میری محبت کے پس میرگا و کہ محبت آل رسول مسئول عنہا ہی کہ حکم کیا خدا نے اپنے حبیب کو کہ سوال نہ کرے امت سے کسی چیز کا بجز محبت اقربا کے کہ وہ نجات محبین کا سبب ہو اور موجب وصول محبین ہے بسوے آنحضرت و آل آنحضرت اسلیے کہ فرمایا آنحضرت نے کہ جو شخص جس قوم سے دوستی رکھیگا وہ شخص زمرہ مین اوسی قوم کے محشور ہوگا اور نیز فرمایا کہ ہر شخص اپنے محبوب کے ساتھ ہی پس واجب ہوا اوس شخص پر کہ طلب کرے طریق وصول و منہج قبول کو یہ کہ اختیار کرے محبت رسول اور مودۃ اہل بیت بتول کی اور یہ حاصل نہین ہوتا مگر بمعرفت فضائل رسول اور فضائل آل رسول کے اوپر اون سب کے سلام اور یہ معرفت موقوف ہی اون اخبار کی معرفت پر جو وارد ہوے ہین اونکی شان مین اور بہ تحقیق جمع کیے گئے ہین اخبار اور احادیث فضائل علما اور فقرا مین اربعینات کثیرہ یعنی چالیس چالیس حدیثین بکثرت اور نہین جمع کی گئین فضائل اہل بیت مین مگر قدرے قلیل پس اسی واسطے مین فقیر گنہگار علی ہمدانی نے ارادہ کیا کہ جمع کرون جو اہر زواہر احادیث نبوی اور لآلی درخشندہ آثار مصطفوی کو کہ جو وارد ہوئی ہین اون اہل بیت کی شان مین ایک مختصر کو اور مسمی کرون مین اوسکو بکتاب المودۃ فی القربی در انحالیکہ برکت چاہتا ہون مین ساتھ کلام قدیم کے چنانچہ آرزو میری اور امید ہی کہ گردانے اللہ اس کتاب کو وسیلہ طرف اونھین اہل بیت کے اور نجات دے مجھکو بہ سبب اونھین کے اور مرتب اور منطوی کیا مین نے اوسکو اوپر چودہ مودتون کے اور اللہ حفاظت کرے میری خبط و خلل سے میرے قول و عمل مین اور نہ پھرائے میرے قلم کو حق تعالی اوس چیز کی طرف کہ منقول نہ ہو بحق محمد اور بحق اوس شخص کے کہ پیرو ہی اون حضرت کا اونکے اصحاب دول سے یعنی جو اصحاب کہ دولت ایمان سے بہرہ ین انتہی ترجمہ

اس خطبہ سے ثابت ہوگیا کہ محبت اہل بیت مسئول عنہا ہی اور سبب نجات ہی امت کا اور باوجود اسکے علماء و فقراء کے فضائل بکثرت جمع کیے گئے اور نہین جمع کیے گئے فضائل اہل بیت مگر بہت کم اس سبب سے حضرت علی ہمدانی نے یہ فضائل جمع کیے اور انکو جواہر اخبار اور لآلی آثار فرمایا اور وسیلۂ نجات قرار دیا اور دعا کی کہ قول و عمل مین خبط و خلل واقع نہ ہو اور مالم ینقل پر قلم محول نہ ہو پس ان احادیث مذکورۂ منقولۂ علی ثانی سید علی ہمدانی مین اور اونکی صحت مین کسی طرح کا تردد نہ رہا بلکہ صحاح ستہ مین اگر یہ حدیثین نہ بھی ہون تو بھی اونکی صحت یقینی ہی کہ سید علی ہمدانی بالاتفاق اولیاء عارفین مین سے ہین مین یہانتک لکھ چکا تھا کہ اوراد فتحیہ مطبوعہ نول کشور میرے ایک دوست نے عنایت کی حق تعالی اونکو جزاے خیر دے اسنادمین اس اوراد کی مدح مین سید علی ہمدانی کی چند نقلین مرقوم ہین جو اونکے علو مرتبت اور سمو منزلت پر دلالت کرتی ہین لہذا سپرد قلم کرتا ہون لکھتے ہین کہ سید علی ہمدانی سر حلقہ مشایخ ہمدانیہ است و سر دفتر اصحاب حضرت شیخ محمود مزدقانی علیہ الرحمہ و از سی و مشایخ کامل ارشاد و اجازات داشت از انجملہ یکی سعید حبشی بود رضی اللہ عنہ کہ از اصحاب رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بودہ است و علی ہمدانی از صحبت او بشرف تابعین مشرف شد و فروغ دل یافت و خرقۂ خلافت گرفت و در علم از فحول علما بود و طی ارض داشت چنانچہ سہ مرتبہ ربع مسکون را طی کرد نقل ست کہ علماء نصاری را در ولایت

روم باعلماء اہل اسلام برابن حدیث مذاکرہ افتاد کہ علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل یعنی پیغام بر شما گفتہ است کہ علماے امت من مثل انبیاء بنی اسرائیل اند وعیسی احیاء اموات میکرد اگر درین قول پیغمبر شما راسخ است مردہ را زندہ کنید علماء اسلام عاجز گشتہ مہلت چہل روز خواستند چون مدت رسید بموجب الہام ربانی علی ہمدانی بطی ارض دران مجمع حاضر شد وگفت پیغمبر ما راست گفتہ است پس فرمود تا مردہ را حاضر آوردند روی بعلماء نصاری کرد وفرمود کہ پیغمبر شما کہ احیاء اموات میکردند چہ میگفتند جواب گفتند پیغمبر ما قم باذن اللہ گفتی فرمود اگر من بفرمان اللہ تعالی قم باذنی بگویم واین مردہ زندہ شود شما بہ پیغمبر ما ایمان آرید گفتند آری پس فرمود من یکی ز فروترین امت وی ام چون من ہزاران ہزار درین زمان یافتہ میشوند پس گفت قم باذنی ودست آن مردہ بگرفت وبرداشت پس ہمہ ایمان آوردند پس مثل اسکے بکثرت کشف وکرامات کتب متعددہ مین منقول ہین چنانچہ نقل ہی کہ کشمیر مین ایک شخص فقیر صورت صاحب استدراج سے مناظرہ ہوا ایک گاے کے پیٹ مین گوسالہ کا رنگ اور اسکا نر ہونا بتایا اسکے رنگ مین اختلاف ہوا اُس فقیر نے کہا پیشانی گوسالہ کی سفید ہی سید علی ہمدانی نے فرمایا کہ سر دُم اُس گوسالہ کی سفید اور وہ دم اُس کی پیشانی پر رکھی ہوئی ہی غرض اُسکا پیٹ چاک کرکے دیکھا تو فی الحقیقت دُم اسکی پیچ کھائی ہوئی اُسکی پیشانی پر رکھی ہوئی تھی غرض اہل کشمیر مین اسلام کی ترقی اسی سبب سے ہوئی اور وہ کافر صاحب استدراج شرمندہ اور غمناک ہوا اور منفعل ہوکر وہ بھی اسلام لایا غرض احادیث منقولہ سید علی ہمدانی خصوصًا وہ احادیث جو کتاب المودۃ فی القربی مین جمع فرمائے احادیث صحیحین سے صحت مین بدرجہا فائق ہین کہ بہ تصریح علماء قول اہل علم دلیل صحت حدیث ہی پس سید علی ہمدانی کہ تابعین اور صاحب خوارق ہین کہ طی الارض اور احیاء اموات جن سے واقع ہوا اور پیغمبر کے بلا واسطہ ملاقات سے مشرف ہوے اُنکی بیان فرمائی ہوئی حدیثین کیونکر صحاح ستہ سے اصح نہ ہونگی فتبصر ولا تغفل اب رہا امر ثانی کہ حق تعالی پر کوئی امر واجب ہی یا نہین پس ماورا دیگر دلائل عقلی اور نقلی کے یہ حدیث متفق علیہ یعنی من مات ولم یعرف امام زمانہ مات میتۃ جاہلیۃ دلیل کافی ہی بچند وجہ **وجہ اول** عقائد نسفی پر بہ نشان ؎ ملا جلال سے حاشیہ لکھا ہی اعلم ان مسئلۃ الامامۃ لیست من الاصول التی یجب علی کل مکلف معرفتہا عند اہل السنۃ والجماعۃ یعنی مسئلہ امامت اصول سے نہین ہی کہ جسکی معرفت ہر مکلف پر واجب ہو پس فرق بین الاصول والفروع کیا ہی وہ بھی عرض کردیا جاے پس علم ومعرفت سے اگر مقصود بالذات نفس تصدیق واذعان ہی چنانچہ خدا کا اور اُسکے رسول کا اور اُسپر ایمان لانا اگرچہ بالواسطہ یا بوسائط متعددہ تفرع عمل کا بھی اُسکے ضمن مین ہو اُسکا نام حکمت نظریہ اور اصول دینیہ ہی اور اگر علم ومعرفت سے نفس تصدیق مقصود بالذات نہ ہو بلکہ اُن سے مقصود بالذات نفس عمل ہو تو اُسکو حکمت عملیہ اور فروع دینیہ کہتے ہین حاصل یہ ہی کہ مقصر اول دائرۂ اسلام اور ایمان سے باہر ہی اور مقصر ثانی اگر معذور نہ ہو تو آثم ہی مگر خارج از دائرۂ اسلام وایمان نہین ہوسکتا اب دیکھنا چاہیئے کہ حدیث من مات کس امر پر دلالت کرتی ہی آثم ہی یا خروج اسلام پہ چونکہ دلالت حدیث کی یہ ہی کہ جو نہ پہچانتا ہے

؎ عقائد نسفی صفحہ ۱۰۸ حاشیہ ۶ مطبوعہ نولکشور اصل عبارت [illegible]

امام زمان کو اسکی موت کافر کی موت ہی پس عدم معرفت محکوم بموت جاہلیت ہوئی اسی سے ثابت ہو گیا کہ معرفت سے مراد نفس امام زمان ہی پس معرفت سے مراد نصب امام لینا اور نصب کو خلق پر منحصر کرنا اور اسکو تکلیف عملی قیاس کر کے مسائل فروع مین محسوب کرنا اور پھر اسکی عدم معرفت کو محکوم بموت جاہلیت قرار دینا بناء فاسد علی الفاسد ہی سبحان اللہ مسئلہ امامت عند اہل السنۃ والجماعۃ تو اصول سے نہین ہی کہ ہر مکلف پر معرفت اسکی واجب ہو اور معرفت امام واجب اور وجوب معرفت امام دلیل وجوب نصب امام علی الخلق اور بعدم معرفت محکوم بموت جاہلیت حالانکہ تارک فروع ضروریہ فرعیہ مومن آثم ہی نہ خارج از ایمان جیسا کہ بحث ایمان مین مذکور ہوا تو مقصر معرفت فروع ضروریہ بدرجہ اولی کافر نہین ہو سکتا چہ جائیکہ مقصر معرفت امام کی موت موت کافر قرار دی جائے پس بالضرور مسئلہ امامت اصول قطعیہ سے قرار پائیگا ورنہ حدیث متفق علیہ من مات الخ کا صادق آنا محال ہو جائیگا چنانچہ حدیقہ سلطانیہ مین مذکور ہی کہ جمعی دیگر چون قاضی بیضاوی در کتاب منہاج و شراح کلام اور بر آنند کہ این مسئلہ از اعظم مسائل اصول دین است و مخالف آنرا کافر و مبتدع شمردہ اند و یکی از علماء حنفیہ در کتابی کہ بہ فصول مشہور است گفتہ کہ ہر کہ بامامت ابی بکر قائل نیست کافر است بلکہ جمعی از ایشان متصدی بقتل کسی میشوند کہ اعتقاد بامامت ابی بکر نداشتہ باشد یا بگوید کہ علی بعد از رسول بلا فاصلہ امام است مرتکب قتلش میشوند پس اس تقریر سے بالبداہتہ ثابت ہو گیا کہ مسئلہ امامت اصول دین سے ہی اسواسطے کہ کسی طرح ایک فرع کا نہ جاننے والا کافر واجب القتل نہین ہو سکتا محشی کا رقم فرمانا لیست مسئلۃ الامامۃ من الاصول عند اہل السنۃ والجماعۃ بھی اتہام ہی کہ ایک جماعت اور قاضی بیضاوی اور صاحب فصول خارج از سنت جماعت ہوے جاتے ہین کہ جو اعلی اور اکمل اور اعلم و افہم اہل سنت جماعت ہین اور فی الحقیقت یہ وہ بحث ہی کہ اعاظم اعلام و افاضل نام اور اکابر اہل کلام اور عقلاء عالی مقام ہوش و حواس باختہ معرکہ مناظرہ مین سپر انداختہ ہو کر امام زمان سے مراد قرآن مجید اور سورہ حمد کہ ہر نماز مین واجب ہی لینے لگتے ہین نہ بروتفہم وجہ دوم امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر مین رقم فرماتے ہین آیۂ فقد جاءکم بشیر و نذیر المعنی ان حصول الفترۃ یوجب احتیاج الخلق الی بعثۃ الرسول واللہ تعالی قادر علی کل شیء فکان قادرا علی بعثتہ ولما کان الخلق محتاجین الی البعثۃ والرحیم الکریم قادرا علی بعثۃ الرسل وجب فی کرمہ ورحمتہ ان یبعث الرسل الیہم یعنی حصول فترت سبب ہی خلق کی محتاجی کا طرف بعثت رسل کے اور حق تعالی قادر ہی ہر شی پر پس وہ قادر ہی بعثت پر اور ہر گاہ کہ خلق محتاج ہوئی طرف بعثت کے اور رحیم و کریم قادر ہی بعثت پر تو واجب ہوا کرم و رحمت مین اسکی کہ مبعوث کرے رسل کو انکی طرف پھر دوسرے مقام پر فرماتے ہین آیۂ کتب ربکم علی نفسہ الرحمۃ المسئلۃ الاولی کتب کذا علی فلان یفید الالزام وکلمۃ علی یفید الایجاب ومجموعہما مبالغۃ فی الایجاب فہذا یقتضی کونہ سبحانہ راحما لعبادہ رحیما بہم علی سبیل الوجوب انتہی یعنی کتب کذا علی فلان فائدہ دیتا ہی لزوم کا اور کلمۂ علی مفید ایجاب ہی اور مجموع ان دونون کا مبالغہ ہی ایجاب مین

پس مقتضی ہی ہونیکو اُس سبحان کے راحم اپنے بندون پر اور رحیم ہونیکو اُنھین بندون پر تلی سبیل الوجوب انتہی اس کلام سے امام فخر الدین رازی کے ثابت ہو گیا کہ فضل وکرم حق تعالی پر کسی امر کا واجب ہی و ناند موم اور مقدمہ نہین ہی اور اسی کا نام واجب علی اللہ ہی پس جس طرح سے فطرت نے محتاج تہا مخلوق کو طرف بعثت رسل کے اسی طرح سے وفات پیغمبرؐ نے محتاج کیا خلق کو طرف امام کے ایسے امام کہ راسخین فی العلم ہون صادقین ہون رموز وغوامض قرآن وشریعت کو بتلا سکین حافظ شریعت رسول آخر الزمان رہین معصوم ہون گناہان کبیرہ وصغیرہ سے عالم ہون علوم دینی اور دنیوی کے جمیع صفات کمال سے متصف ہون جمیع عیوب سے مبرا ہون اور تا قیامت حافظ شریعت پیغمبر آخر الزمان رہین اور حق تعالی قادر ہی ہر شی پر اور جب خلق کی احتیاج طرف امام کے ضروری ہوئی کہ موت جاہلیت سے بغیر امام کے چھٹکارا نہین ہی اور رحیم وکریم قادر ہی اوپر نصب امام ممدوح کے پس واجب ہوا کرم و رحمت حق تعالی مین نصب امام معصوم اور اسی کا نام اللہ واجب علی اللہ لا علی الخلق ہی اور یہ بھی ظاہر اور بالاتفاق ہی کہ عصمت پر بجز خدا اور رسول خدا کے کوئی واقف نہین اسواسطے کہ العصمۃ ملکۃ نفسانیۃ قدسیۃ لا یمکن الاطلاع علیہا الا من قبل علام العلیم الحکیم بہا یعنی عصمت ملکۂ نفسانیۂ قدسیہ ہی جسپر اطلاع ممکن نہین مگر از طرف اعلام علیم حکیم پس باعلام علیم حکیم رسول کریم نے مکرر بتایا اور کس کس طرح سمجھایا پھر آخر کو اکتب لکم کتابا فرمایا اُسپر بھی مخالفت قول رسول کہ بعینہ مخالفت خدا ہی کی جائے اور منصب رحمت حق تعالی اور رحمۃ للعالمین لے لیا جائے اور اللہ واجب علی الخلق بتایا جائے تو تری ہٹ دھرمی اور نفس پرستی ہی اور عصمت امام نص ملک العلام سے ثابت ہی حق تعالی فرماتا ہی انی جاعلک للناس اماما امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر مین فرماتے ہین کہ یہ آیت دلالت کرتی ہی عصمت پر خلیل الرحمن کی باین علت کہ امام وہ ہی کہ جسکی اقتدا کی جاتی ہی پس اگر اُس سے کوئی گناہ صادر ہو تو اقتدا اُسکی مخصوص اُس گناہ مین نہ کی جائیگی اور ہم پر واجب نہین ہی کہ ہم اُس گناہ مین اُسکی اقتدا کرین اسواسطے کہ اگر اطاعت اُسکی واجب ہو تو محال لازم آئیگا اسواسطے کہ معصیت ممتنع ہی اور باینوجہ کہ فعل امام ہی عمل کرنا اُسپر واجب تو اجتماع امر ونہی کا واجب ہوا اور یہ محال ہی مناقب ابن مغازلی شافعی مین عبد اللہ ابن مسعود سے روایت ہی کہ فرمایا پیغمبر برحق نے انا دعوت ابراہیم یعنی مین دعوت ابراہیم ہون پس مین نے کہا کہ کیونکر آپ دعوت ابراہیم مین فرمایا کہ جب وحی کی ابراہیم کو خدائے یگانہ نے کہ انی جاعلک للناس اماما قال ومن ذریتی قال لا ینال عہدی الظالمین یعنی جب ابراہیم نے جلالت مرتبت امامت کو دیکھا آرزو کی کہ میری ذریت کو بھی یہ مرتبہ ملیگا فرمایا جو تیری ذریت سے ظالم ہوگا وہ اس عہد کو نہ پائیگا پوچھا حضرت ابراہیم نے ظالم کون لوگ ہین فرمایا جو اصنام پرستی کرین اُسوقت حضرت ابراہیم نے دعا کی وہ دعائے ابراہیم منتہی ہوئی میری طرف کہ ہرگز ہم مین سے کسی نے پرستش اصنام نہین کی فاتخذنی نبیا واتخذ علیا ولیا امام فخر الدین اسی آیہ کی تفسیر مین مسئلہ خامسہ رقم فرماتے ہین جسکا خلاصہ یہ ہی کہ جمہور فقہا ومتکلمین نے عقد امامت فاسق پر جائز نہین

رکھی ہے اور اسی آیہ سے حجت لائے ہین اس عنوان پر کہ مراد عہد سے امامت ہے فوجب ان یکون المراد
بھذا العہد ھو الامامۃ منہ فیصیر الآیۃ کانہ قال تعالیٰ لا ینال الامامۃ الظالمین او کل عاص
فانہ ظالم لنفسہ فکان الآیۃ دالۃ علی ما قلنا یعنی پس واجب ہے کہ ہو مراد عہد سے امامت
پس معنی آیت یہ ہوے کہ نہ پہنچیگی امامت ظالمین کو اسواسطے کہ کل عاصی ظالم لنفسہ ہین پس دلالت آیہ وہی
کہ ہمنے کہا پھر لکھتے ہین کہ اگر کہا جاے کہ ظاہر آیہ کا یہ ہے کہ ظاہراً اور باطناً ظلم منتفی ہو تو وہی عصمت ہے تو جواب دینگے
ہم کہ ہمنے ترک کیا اعتبار باطن کا اور باقی رہا ظاہر اس سوال و جواب مین ضعف و قوت آشکار ہے اگر کوئی کہے
کہ ہمنے دونون اعتبار ترک کیے تو کچھ باقی نہ رہا کہ عصیان ظلم ہی نہین ہے پس جو جواب امام فخرالدین اسکا فرمائینگے
وہی جواب ہمارا ہے تفسیر بیضاوی مین آیہ فلما انباھم باسمائھم مین رقم فرماتے ہین واعلم ان ھذہ الآیات تدل علی
شرف الانسان ومزیۃ العلم وفضلہ علی العبادۃ وانہ شرط فی الخلافۃ بل العمدۃ فیھا
جان تو کہ یہ آیتین دلالت کرتی ہین اوپر شرف انسان کے اور مزیت علم کی اور اسکے بہتری پر عبادت سے اور یہ تحقیق کہ
وہ شرط ہے خلافت مین بلکہ عمدہ ہے خلافت مین اور امام فخرالدین رازی لکھتے ہین آیہ وکونوا مع الصادقین
مین کہ یہ آیہ دلالت کرتی ہے دوام وجود صادقین پر اور صیغہ امر شامل ہے جمیع اوقات پر اور تعین وقت بھی نہین ہے
پس لازم ہوا کہ جائز الخطا اقتدا کرے اسکی کہ صدور خطا جسسے ممتنع ہو اور اس آیت کی تفسیر مین بعض مفسرین نے
صادقین سے مراد اجماع لی ہے جواب اسکا یہ ہے کہ معنی آیت سے یہ ثابت ہوا کہ غیر صادقین مامور ہین باطاعت صادقین
اور حدیث مین لن یجتمع امتی ہے اور امت کا لفظ تو شامل ہے صادقین اور غیر صادقین پر اور ظاہر ہے کہ
اتحاد مطیع اور مطاع کا ممتنع ہے پھر صادقین سے مراد اجماع کیونکر لے سکتے ہین اور بعض نے صادقین سے مراد صحابہ
لی ہے اور تفسیر اسطرح کی ہے کونوا مع النبی واصحابہ حالانکہ یہ بھی مراد نہین ہوسکتی کہ یہ آیہ دلالت کرتی
ہے دوام وجود صادقین پر اور کونوا شامل ہے ہر زمانہ کو اور ہر زمانہ مین وجود صحابہ کا محال پس بالضرور وجود
صادقین کا ہر زمانہ مین واجب ہوا اور ہر شخص پر معرفت انکی بھی واجب ہوئی اور منصب نصب امام خلق مین
منحصر کرنا غصب منصب خدا و رسول ہوا اور نصب امام خدا اور رسول پر واجب ہوا کہ عقول امت ادراک
اوصاف مذکورہ سے عاجز ہین اور امامت مفضول باوجود موجودگی فاضل از سر تا پا باطل اسواسطے کہ حال
امامت کا بعینہ حال بعثت کا ہے جو دلیلین کہ وجوب بعثت پیغمبرون کی دلالت کرتی ہین وہی وجوب نصب
امام پر بھی دال ہین اور شارح مواقف اور نیز صاحب مواقف نے مبحث امامت مین بیان کیا ہے کہ امامت
ریاست عامہ ہے دنیا و دین کی پس امام دنیا و دین کو لازم ہے کہ حاوی کمالات دنیا و دین ہو بجمیع الوجوہ اسواسطے کہ
کافہ امت کو اسکی اتباع واجب ہے پس فاضل اتباع مفضول کیونکر کر سکتا ہے اور مفضول بجمیع الوجوہ حاوی
کمالات کیونکر ہوسکتا ہے ھل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون انما یتذکر
اولو الالباب یعنی کیا مساوی ہوتے ہین وہ لوگ کہ صاحب علم ہین اور وہ لوگ جو صاحب علم نہین ہین

اور مجز این نیست کہ بند پکڑتے ہین صاحبان عقل اور آیہ یا ایہا الذین آمنوا اطیعوا اللہ واطیعو
الرسول واولی الامر منکم یعنی اے مومنو اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو اُسکے رسول کی اور
اولی الامر کی اپنی اطاعت خدا مین اور اطاعت رسول مین فرق ہے مگر اطاعت رسول مین اور اطاعت
اولی الامر مین کچھ فرق نہین ہے اسی سے ثابت ہے کہ اولی الامر وہی صادقین معصومین ہین جنکی اطاعت
بعینہ اطاعت رسول ہے اور یہ خطاب بھی ائمہ ہے جمیع مکلفین پر الی یوم القیامہ اسی سے ثابت ہے کہ ہر زمانہ
مین اولی الامر موجود ہون اور یہ امر بھی مخفی نہین ہے کہ اولی الامر اگر فساق وعصاۃ ہونگے تو اطاعت اور
مخالفت اُنکی یہ دونون امر واجب ہوجاینگے اور یہ امر بالضرور محال اور ممتنع ہے اور اگر اولی الامر سے اجماع
مراد لیجائے تو عدم اجماع جو اکثر اعصار مین اور خصوصاً فی زماننا موجود ہے ضلالت اور معصیت قرار پائیگا اور
خلو زمان از صادقین و اولی الامر لازم آئیگا اور حدیث لن تجتمع امتی کا صدق محال ہوجائیگا یا عدم اجماع کو
اجماع کا خطاب دیا جائیگا اور عدم امام کو امام گردانا جائیگا ورنہ موت علی الکفر سے نجات محال پس ثابت ہو گیا
کہ نصب امام واجب ہے خدا پر اور اُسکے رسول پر وجہہ سوم چونکہ نصب امام حق تعالی پر واجب تھا یہ
نصوص متعددہ حق تعالے نے اظہار فرمایا جیسا کہ مذکور ہوا منجملہ انھین نصوص کے آیہ انما ولیکم اللہ و
رسولہ والذین آمنوا الذین یقیمون الصلوٰۃ ویوتون الزکوٰۃ وہم راکعون ہے
کہ باتفاق مفسرین یہ آیت شان مین علیؑ اور آل رسولؐ کے نازل ہوئی ترجمہ کوئی ولی تمھارا نہین ہے مگر خدا اور
رسولؐ اُسکا اور وہ لوگ جو ایمان لائے ہین قائم رکھتے ہین صلوٰۃ کو اور دیتے ہین زکوٰۃ کو درانحالیکہ وہ رکوع کرنیوالے ہین
خلاصہ یہ ہے کہ اس آیہ سے ثابت ہے کہ جو نسبت خدا کو اور اُسکے رسولؐ کو مومنین سے ہے وہی نسبت علیؑ کو مومنین سے
ہے اگر خدا کو اور رسول کو ولی امر صاحب اختیار مومنین کا مانا جائے تو علیؑ کو بھی ولی امر صاحب اختیار ماننا لازم
ہوگا اور یہی معنی امام کے بھی ہین پس ثابت ہوا کہ علیؑ امام ہین بعد اُسکے فرمایا حق تعالے نے یا ایہا الرسول بلغ
ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ ثعلبی نے ابن عباس سے روایت کی ہے
کہ یہ آیت شان علیؑ مین نازل ہوئی جناب رسالتمآب صلعم مامور ہوے کہ اُنکے باب مین تبلیغ فرمائین پس
پیغمبر خداؐ نے ہاتھ علیؑ کا پکڑا اور فرمایا من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللہم وال من والاہ
وعاد من عاداہ تفسیر کبیر مین امام فخر الدین نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ العاشر
نزلت ہذہ الآیۃ فی فضل علی رضی اللہ عنہ یعنی دسوان قول یہ ہے کہ یہ آیت فضل علی ابن ابیطالبؑ
مین نازل ہوئی ولما نزلت ہذہ الآیۃ اخذ بیدہ وقال من کنت مولاہ فعلی مولاہ
اللہم وال من والاہ وعاد من عاداہ فلقیہ عمر ابن خطاب فقال ہنیئاً لک یا ابن ابی
طالب اصبحت وامسیت مولای ومولا کل مومن ومومنۃ وہو قول ابن عباس والبراء ابن
عازب ومحمد ابن علی ہرگاہ کہ نازل ہوئی یہ آیت تو ہاتھ پکڑا اُنکا یعنی علیؑ کا اور فرمایا من کنت مولاہ الخ پس ملاقات کی

عمر ابن خطاب نے اور مبارک بادوی کہ تم مولا ہوے میرے اور کل مومنین اور مومنہ کے اور یہ قول ابن عباس و براء بن عازب و محمد ابن علی یعنی حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کا ہو آیہ والنجم اذا ھوی مناقب ابن مغازلی شافعی مین ابن عباس سے منقول ہو کہ پیغمبر نے فرمایا یہ ستارہ جسکے مکان مین گرے وہی میرا وصی ہو پس جو جو صحابہ آنحضرت کی خدمت مین تھے اُٹھے اور نظر کی تو دیکھا کہ وہ علی ابن ابیطالب کے مکان مین تھا پس ایک کہنے والے نے کہا یا رسول اللہ تو محبت علی مین گمراہ ہوا اُسوقت یہ آیت نازل ہوئی والنجم اذا ھوی ما ضل صاحبکم وما غوی آیہ وانذر عشیرتک الاقربین کی تفسیر ثعلبی نے اپنی تفسیر مین اور نیز اصحاب سیر اسطرح لکھتے ہین کہ ابتداے بعثت مین یہ آیہ نازل ہوئی پیغمبر نے بطعام قلیل بلوایا اور بنی عبد المطلب کو جمع کیا اور دعوت اسلام فرمائی اور فرمایا کون ہے کہ میری دعوت کو قبول کرے اور وارث و وزیر و خلیفہ میرا ہو میرے بعد اُسوقت علی نے فرمایا انا یا رسول اللہ تین مرتبہ رسول خدا نے فرمایا اور ہر مرتبہ علی نے انا یا رسول اللہ کہا اُسوقت تمام قوم نے ابوطالب سے کہا کہ اے ابوطالب اب طاعت اپنی لڑکی کی کرو کہ تمہارا امیر ہوا اور مشکوۃ ہم مدارج النبوت سے بھی بیان کر آئے ہین امام نسائی نے بھی اس حدیث کا ذکر کیا ہو اور حافظ محمد ابن موسیٰ الشیرازی نے آیہ وربک یخلق ما یشاء ویختار ما کان لھم الخیرۃ کی تفسیر مین انس ابن مالک سے روایت کی ہو کہ فرمایا رسول خدا نے کہ حق تعالےٰ نے مٹی سے آدم کو پیدا کیا اور مجکو اور میرے اہلبیت کو اختیار کیا اور برگزیدہ کیا جمیع خلق سے اور گردانا مجکو نبی اور علی کو وصی امام احمد ابن حنبل نے اور شیرویہ دیلمی نے کتاب فردوس مین اور ابن مغازلی شافعی نے کتاب مناقب مین روایت کی ہو جسکا خلاصہ یہ ہو کہ مین اور علی ایک نور تھا خدا کے نزدیک قبل از پیدایش حضرت آدم پھر وہ نور صلب آدم مین رکھا گیا اور ہمیشہ اصلاب طاہر سے منتقل ہوتا ہوا صلب عبد المطلب تک پہنچا اور وہان سے دو حصہ ہوا مجھ مین نبوت اور علی مین خلافت ہوئی مناقب امام احمد ابن حنبل مین ہو کہ سلمان نے کہا یا رسول اللہ من وصیک یعنی کون ہو وصی قال من کان وصی اخی موسیٰ قال سلمان یوشع ابن نون قال رسول اللہ ان وصی ووارثی ومن یقضی دینی وینجز وعدی علی ابن ابی طالب فرمایا کون شخص تھا وصی اخی موسیٰ کا سلمان نے کہا یوشع ابن نون جواب دیا رسول اللہ نے کہ تحقیق وارث اور ادا کرنے والا میرے قرضہ کا اور وفا کرنے والا میرے وعدہ کا علی ابن ابیطالب ہو صحیحین مین مشکوۃ مین سعد ابن ابی وقاص سے منقول ہو قال رسول اللہ لعلی انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی کہ فرمایا رسول خدا نے واسطے علی کے کہ تو مجھسے بمنزلہ ہارون کے ہو موسیٰ سے مگر بعد میرے کوئی نبی نہین ہو اور فرمایا پیغمبر نے القرآن مع علی وعلی مع القرآن اور فرمایا اللھم ادر الحق حیث ما دار اور انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ وعترتی پس ان نصوص جلیہ وخفیہ سے اور دلایل قطعیہ اور وجوہات مذکورہ سے مثل آفتاب ظاہر ہوگیا کہ غصب امامت خالق علام ہوا اور تعلیم حکیم علیم رسول انام جو واجب لازم تھا کہ

کہ جسکو پیغمبر خدا نے ابتدا مین نزول وحی آیہ انذر عشیرتک الاقربین سے اور انتہا سے وقت وفات مین
الکتب للہم کتابا کہکر اظہار فرمایا جیساکہ مذکور ہوا نہ خلق و انام پر اور معرفت انکے ہر فرد پر افراد سے
واجب ہوئی اور مقصر اس معرفت کا حدیث من مات ولم یعرف امام زمانہ مات میتۃ جاہلیۃ
کا مصداق ہوا تنبیہ ہماری مراد تحریر سے اس رسالہ کے نہین ہو کہ ہم حقیقت مذہب مین یا امامت یا خلافت
مین بحث کرین بلکہ خاص منشا ہمارا یہ ہو کہ ابتدا از ظہور اسلام اور اظہار رسالت سید مرسلین سے الی الآن
حسد و بغض و کینہ بنی ہاشم سے اور خصوصاً اہلبیت اور علیؑ اور آل رسول سے جاری ہو حتی کہ پیغمبر صلعم کیوقت
مین منافقین کی شناخت بغض و عداوت علیؑ سے ہوتی تھی بعد وفات حضرت رسالتمآب تو جو رنگ بدلا وہ
ظاہر ہو کہ وہی بغض و حسد علیؑ علامت تقوی اور ایمان قرار پایا کوئی فضیلت منقبت آل رسول اور اہلبیت
اور علیؑ ابن ابیطالب کی ایسی نہین ہو جسکی تاویل اور تضعیف نہ کیگئی حتی کہ یہ شیوہ علما قرار پایا ہو کہ جب کسی
کتاب حدیث کی شرح رقم فرماتے ہین تو جہان کہین فضائل اہلبیت اور مناقب آل عترت کا ذکر آیا تو سیکڑون
معنی اور تاویلین کرنا پڑتا ہو حاصل یہ ہو کہ کوئی تذلیل اور تنقیص علیؑ اور آل رسول اور اہلبیت کے اٹھا نہین
رکھی گئی امیر معاویہ کے وقت مین تو سب و شتم باعلان منبر و نپر جاری کیا گیا یزید نے تو باعلان اپنے آبا و اجداد
کا ایسا معاوضہ لیا کہ تا قیامت یادگار رہیگا اور بڑا سبب بغض کا یہ بھی تھا کہ کوئی قبیلہ قبائل عرب سے
ایسا نہ تھا کہ جسکے نامی گرامی شجاعونکو قتل نہ کیا ہو کوئی غزوہ غزوات حضرت رسالتمآب سے ایسا نہین ہوا کہ
جسمین علیؑ موجود نہون اور انکے ہاتھ سے کوئی مقتول نہوا ہو پھر کسطرح ممکن ہو کہ وہ بغض و کینہ و حسد سے پاک
صاف ہون جب کل بنی ہاشم اور علیؑ اور آل اور اہلبیت نبیؐ کی توہین مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین کیا
گیا اور نہین کیا جاتا تو جناب ابوطالبؑ کہ باپ تھے علیؑ کے اور عم تھے نبیؐ کے انکو کافر کہنا کونسا مقام تعجب
ہو امیر معاویہ اور دیگر خلفاء امویہ نے تو خطبونمین منبرونپر ہر جمعہ و جماعت مین لعن کرنیکا حکم قطعی دیا تھا اور علیؑ
ولی خدا کو لعین ابن اللعین کا خطاب دیا تھا وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون اس بحث مین
بغیر قصد کے طول ہوا حالانکہ یکے از ہزار و مشتی از انبارے بھی خیر تحریر مین نہین آیا کتب کلامیہ دلایل
و براہین قاطعہ از نزاع و جدال اور قیل و قال جانبین سے مملو ہین من شاء فلیرجع الیہا ابتدا
ہم ذکر بغض و حسد و کینہ کا تمام قبایل کے بنی ہاشم سے کر آئے ہین لہذا بعض احادیث صحیحہ مناقب
و فضائل بنی ہاشم مین جو متفرق طور سے کتب مین مذکور ہین انکا بیان کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ
کتب احادیث مین اکثر مناقب قریش تو مرقوم ہوے ہین مگر کوئی باب یا فصل مناقب بنی ہاشم
مین مستقل طور سے پائے نہین جاتے صحیح بخاری مشکوۃ شریف مین ہو عن ابی ہریرۃ قال
قال رسول اللہ بعثت من خیر قرون بنی آدم قرنا فقرنا حتی کنت من القرن الذی
کنت منہ شاہ عبدالحق صاحب اسکی شرح فرماتے ہین جسکا خلاصہ یہ ہو کہ مین بھیجا گیا ہون

بہترین طبقات بنی آدم مین ایک قرن سے بعد دوسرے قرن کے قرن سے مراد ایک زمانہ ہو بعد دوسرے زمانہ کے پس بہترین طبقات بنی آدم ہر وہ طبقہ ہو کہ پدران آنحضرت اُس طبقہ مین تھے چنانچہ بعد اسمعیل کنانہ اور اُنکے بعد قریش اور اُنکے بعد ہاشم یہانتک کہ پہنچا مین اُس قرن تک ہو نمین اُس سے پھر بعینہ یہ عبارت نقل فرماتے ہین کہ ہمہ ایشان از آدم تا عبد اللہ طاہر و مطہر اند از دنس کفر و رجس شرک چنانچہ فرمودہ بیرون آمدہ ام از اصلاب طاہرہ بارحام طاہرہ و دلایل دیگر متاخرین علما حدیث آنرا تحریر و تقریر نمودہ اند و لعمری این علمی است کہ حق سبحانہ تعالی مخصوص گردانیدہ است باین متاخرین را یعنی علم آنکہ آبا و اجداد شریف آنحضرت ہمہ بر دین توحید و اسلام بودہ اند بعد چند سطر کے رقم کرتے ہین کہ خدا جزاء خیر دہد شیخ جلال الدین سیوطی را کہ درین باب رسائل تصنیف کردہ پھر لکھتے ہین وحاشا اللہ کہ این نور پاک را در جاے ظلمانی نہند و در عرصات آخرت بہ تعذیب و تحقیر آباء او راضی و مخذول گردانند وعن واثلۃ بن الاسقع قال سمعت رسول اللہ یقول ان اللہ اصطفی کنانہ من ولد اسمعیل و اصطفی قریشا من کنانہ و اصطفی من قریش بنی ہاشم و اصطفانی من بنی ہاشم یعنے حق تعالے نے برگزیدہ کیا کنانہ کو اولاد اسمعیل سے اور برگزیدہ کیا قریش کو کنانہ سے اور برگزیدہ کیا قریش سے بنی ہاشم سے اور برگزیدہ کیا مجکو بنی ہاشم سے روایت کیا اُسکو مسلم نے اور ترمذی مین اسقدر زیادہ ہو ان اللہ اصطفی من ولد ابراہیم اسمعیل و اصطفی من ولد اسمعیل بنی کنانہ الخ اور بیہقی نے دلایل مین اور طبرانی نے اوسط مین روایت کی ہو عن عائشہؓ قالت قال رسول اللہ قال لی جبرئیل قلبت الارض مشارقہا و مغاربہا فلم احد رجلا افضل من محمدؐ و لم اجد بنی اب افضل من بنی ہاشم ترجمہ کہا عائشہ نے فرمایا رسول خداؐ کہ جبرئیل نے بیان کیا کہ مین تمام زمین کے مشرق و مغرب مین پھرا لیکن کسی کو مین نے افضل محمدؐ سے نہ پایا اور اولاد نبی آدم مین افضل بنی ہاشم سے کسیکو نہ پایا مین نے وعن عمر قال قال رسول اللہ ان اللہ خلق الخلق فاختار من الخلق بنی آدم واختار من بنی آدم العرب و اختار من العرب مضر و اختار من مضر قریشا و اختار من قریش بنی ہاشم فانا خیار من خیار الی خیار منقول ہو عمر سے کہ فرمایا رسول خداؐ نے کہ تحقیق اللہ نے پیدا کیا خلق کو اور برگزیدہ کیا خلق سے بنی آدم کو اور بنی آدم سے عرب کو اور عرب سے مضر کو اور مضر سے قریش کو اور قریش سے بنی ہاشم کو اور مجکو بنی ہاشم سے پس مین برگزیدہ ہون سب برگزیدون سے اول برگزیدونسے آخر برگزیدہ تک عن ابن عباس قال قال رسول اللہ ان اللہ حین خلق جعلنی من خیر خلقہ ثم خلق القبایل وجعلنی من خیرہم قبیلۃ وحین خلق الانفس جعلنی من خیر نفسہم ثم حین خلق البیوت جعلنی من خیر بیوتہم فانا خیرہم بیتا و انا خیرہم نسبا ابن عباسؓ سے منقول ہو کہ کہا فرمایا رسول خدا نے کہ جسوقت خلق کیا مجکو

اشعۃ اللمعات
جلد ۴

تو گردانا مجکو بہترین خلق سے اپنے پھر خلق کیا قبائل کو اور گردانا مجکو بہترین قبائل سے اور جب خلق کیا نفسونکو
تو گردانا مجکو بہترین نفسوں سے پھر جب خلق کیا بیتونکو تو گردانا مجکو بہترین بیوت سے اور مین بہتر انکا ہون از روے
بیت کے اور از روے نسب کے وعن العباس انہ جاء الی النبی صلعم فکانہ سمع شیئا فقام النبی
علی المنبر فقال من انا فقالوا انت رسول اللہ قال انا محمد ابن عبد اللہ ابن عبد المطلب
ان اللہ خلق الخلق فجعلنی فی خیرھم ثم جعلہم فرقتین فجعلنی فی خیرھم فرقۃ ثم جعلہم
قبائل فجعلنی فی خیرھم قبیلۃ ثم جعلہم بیوتا فجعلنی فی خیرھم بیوتا فانا خیرھم نفسا
وخیرھم بیتا اور خود عباس سے منقول ہے کہ تحقیق وہ خدمت نبی مین داخل ہوے بس گویا کہ انہوں نے
کچھ سنا تھا کہ آثار غضب چہرہ پر نمایان تھے اور آنحضرت سے بیان کیا بس کھڑے ہو گئے رسول خدا اور گئے منبر
پر اور فرمایا کہ مین کون ہون سب نے کہا آپ رسول اللہ ہین فرمایا کہ مین محمد ابن عبد اللہ ابن عبد المطلب ہون
تحقیق کہ اللہ نے خلق کیا خلق کو بس گردانا مجکو بہترین انکا پھر گردانا انکو دو فرقہ اور کیا مجکو بہترین فرقہ سے
پھر کیا انکو قبائل اور گردانا مجکو بہترین قبیلہ سے پھر گردانا انکو بیوت اور گردانا مجکو بہترین بیت سے بس مین
بہترین نفس ہون از روے ذات کے اور بہترین انکا ہون از روے بیت کے وعن عبد المطلب ابن
ربیعہ ان العباس دخل علی رسول اللہ مغضبا وانا عندہ روایت کیکہ عبد المطلب بن ربیعہ کہ
عباس عم آنحضرت در آمد بر آنحضرت درحالیکہ در غضب بود و دہ شد است عباس یعنی کسے اورا در غضب در آورد و کارے کردہ یا حرفے
گفتہ کہ موجب غضب عباس شدہ و من نزدیک آنحضرت بودم فقال ما اغضبک پس گفت خطاب بعباس
کردہ چہ چیز در غضب در آورد ترا فقال گفت عباس یا رسول اللہ ما لنا ولقریش چہ حال است
مارا و قریش را اذا تلاقوا بینہم تلاقوہ مبشرۃ وقتیکہ ملاقات کنند قریش میان خود ملاقات
کنند بروی ہاے تر و تازہ و مبشرہ یعنی بتازگی و کشادہ روی واذا لقونا لقونا بغیر ذلک وچون
پیش آیند مارا کہ بنی ہاشم و بنی عبد المطلبیم پیش آیند بغیر آن صفت و حال یعنی بے بشر و طلاقت فغضب
رسول اللہ پس در غضب آمد رسول خدا حتی احمر وجہہ تا آنکہ سرخ گشت روے آنحضرت ثم قال
والذی نفسی بیدہ لا یدخل قلب الرجل الایمان حتی یحبکم للہ ولرسولہ پس گفت آنحضرت
بخدا سوگند در نیاید در دل ہیچ مردے ایمان تا آنکہ دوست دارد شمارا براے محبت خدا و رسول وے
ثم قال یا ایہا الناس من اذی عمی فقد اذانی پس گفت آنحضرت آگاہ باشید اے مردم کسے کہ
آزار کند عم مرا پس بتحقیق آزار کرد مرا فانما عم الرجل صنو ابیہ زیرا کہ نیست عم مگر مثل پدر او
رواہ ترمذی غرض مرویات بیہقی و طبرانی و مشکواۃ و ترمذی و صحیحین وغیرہ سے بنی ہاشم کا
بہتر ہونا تمام بنی آدم سے بلکہ تمام خلق سے از روے نسب اور زمانہ اور قبیلہ اور بیت اور نفس کے
اسی طرح ثابت ہو کہ جس طرح خیر البشر ختمی مآب رسول الثقلین محمد مصطفے صلعم کا افضل و بہتر ہونا

اور برگزیدہ ہونا تمام خلق سے ثابت ہے اور یہی فضیلت ایک سبب قوی بغض و حسد و کینہ کا دیگر قبائل کے تھا بنی ہاشم سے جو بحدیث عبد اللہ ابن عباس اور خود عم آنحضرت مذکور ہوا کہ حضرت عباس عم رسول انام کو ظاہر کرنا پڑا جسکے سُننے سے پیغمبر خدا غضب میں آئے آثار قہر و غضب چہرۂ مبارک رحمۃ للعالمین پر نمایاں ہوئے واحمرّ وجہہ اور منہ آنحضرت کا سرخ ہو گیا استغفر اللہ من غضب اللہ و رسولہ اور اسی حالت میں حضرت نے فرمایا کہ جو تمھیں دوست نہیں رکھتا اُسکے دل میں ایمان داخل نہیں ہوتا یہ حال تو تھا قریش کا بنی ہاشم سے اور بنی عبد المطلب سے اور بنی ہاشم میں جو مرتبہ اور فضیلت علی ابن ابیطالب کو تھے کسیکو افراد بشر میں حاصل نہ تھی کہ علی و نبی نور واحد تھے شعر علی و نبی ہر دو نسبت بہم + دو تا و یکے چون زبان قلم ۔ چنانچہ احمد و ثعلبی و امام رازی و نیشاپوری و نبیرہ ابن جوزی و شیرویہ و ابن مغازلی نے روایت کی ہے سُبّاق الامم ثلثۃ لم یکفروا باللہ طرفۃ عین علی ابن ابی طالب و صاحب آل یٰسین و مومن آل فرعون ثم الصدیقون و علی افضلہم یعنی سباق امم تین شخص ہیں کہ جنھوں نے طرفۃ العین سے کفر نہیں کیا ہے ساتھ اللہ کے ایک علی ابن ابیطالب ہیں اور صاحب آل یٰسین اور مومن آل فرعون ایس وہی صدیق ہیں اور علی اُنسے افضل ہیں احمد حنبل سے دوسری روایت ہے کہ فرمایا پیغمبر خدا نے خلقت انا و علی من نور واحد قبل ان یخلق السموات والارض بالفی عام یعنی میں اور علی نور واحد تھا قبل ہونے آسمانوں اور زمینوں کے دو ہزار برس پہلے اور حدیث انت منی و انا منہ و حدیث انت منی بمنزلۃ ہارون من موسیٰ اور حدیث ضربۃ علی یوم الخندق افضل من اعمال امتی الی یوم القیامۃ اور حدیث طیر اور حدیث غدیر اور حدیث ثقلین وغیرہ اور دیگر نصوص قطعیہ سے فضیلت بنی ہاشم اور اہلبیت کہ وہ سب بنی ہاشم ہیں اور خصوصاً علی ابن ابیطالب کہ اکمل افراد ہیں بعد رسول ثابت ہے اور علی و نبی کا نور واحد ہونا اور جناب رسول خدا کا جمیع ما کان و ما یکون سے بجمیع الوجوہ افضل ہونا قطعی ہے اسیوجہ سے اور اسیطرح سے علی و آل رسول کا افضل کل ہونا بھی قطعی ہے اب مقام انصاف ہے کہ فضیلت کثرت ثواب کہ ظنی ہے کیا مقابلہ رکھتی ہے فضیلت قطعی کے ساتھ ایک ضربت علی اعمال سے تمام اُمت کے جو قیامت تک کرینگے افضل ہوا اور بالاتفاق ثابت ہے کہ کل اصحاب آنحضرت شامل اُمت آنحضرت ہیں پس ضرور علی سب صحابوں سے افضل ہیں اگرچہ وہ صحاب لن یجتمع امتی کے مصداق ہوں مگر کیا مقابلہ ہو سکتا ہے کسی فرد کو افراد بشر سے کہ ہم پلہ علی ہو سکے اور اکثریت ثواب کا دعوی کر سکے اور مسئلہ امامت مفضول باوجود فاضل فضول و نامعقول خلاصہ یہ ہے کہ اکثر خلفاء جابر و خارج از دایرہ عدل و احسان و مغضبان و معاندان خاندان رسالت مآب میں جو وہ قلبی عداوت سے توہین و تنقیص علی ابن ابیطالب و آل رسول میں مصروف تھے حتی کہ اپنی صحبت میں نام ابوتراب یا ابو الحسن تک لینا اور سُننا گوارہ نہ کرتے تھے اُنکی خوش آمد میں یہ ہوا و ہوس نفسانی اور حصول

۵۱ حقائق لدنی فی خصائص علوی امام نسائی ص۱۱ سطر ۳

دنیار فانی ہزارہا حدیثین انکی مدح و ثنا مین لوگون نے بنا ڈالین ہر فاسق و فاجر و ظالم و جاہل کو خلیفۃ اللہ
و خلیفۃ الرسول کہنا پڑا احادیث صحیحہ متواترہ کو ضعیف الاسناد آحاد اور موضوع کا خطاب دیا گیا ملت حقہ
رسول آخر الزمان کو متغیر کر ڈالا احادیث من مات فلم یعرف امام زمانہ کا ہر مفضول جابر و فاسق
و جاہل و خارج از دایرہ اسلام کو مصداق ٹھہرایا نصب امام کا وجوب خلق پر منحصر کیا ثقلین کو پس پشت
پھینکا کتاب خدا و حدیث محمد مصطفیٰ کو نسیاً منسیاً کر ڈالا رفتہ رفتہ اسکو مذہب مقرر کیا حالانکہ امور مذکورہ
بجہۃ حفاظت جان و مال و آبرو یا بوجوہات دیگر بھی عمل مین آئے ہون نہ یہ کہ بنا ر مذہب ان سب کا بھی
تھا غرض حسد و بغض دیگر قبایل کا خصوصاً قریش کا بنی ہاشم سے مثل آفتاب کے نمایان ہے انتہا یہ ہے
کہ کتب احادیث مین بالاستقلال ابواب و فصول مناقب و فضایل قریش کے مشرحاً بیان کی گئی ہین
مگر مناقب بنی ہاشم کا ذکر اگر ضمناً کہین آگیا ہے تو ناچاری سے لکھنا پڑا ہے بالاستقلال کوئی باب منقبت
اور فضیلت کا بنی ہاشم کے صحیحین وغیرہ مین کہین پایا نہین جاتا اور حجۃ الاسلام امام غزالی سر العالمین
مین بیان فرماتے ہین بایں عبارت اختلف العلماء فی ترتیب الخلافۃ و تحصیلها لمن
آل امرها الیه فمنهم من زعم انها بالنص و دلیلهم فی ... قوله تعالی قل للمخلفین
من الاعراب ستدعون الی قوم اولی باس شدید تقاتلونهم او یسلمون فان تطیعوا
یؤتکم الله اجرا حسنا و ان تتولوا کما تولیتم من قبل یعذبکم عذابا الیما و قد دعاهم
ابو بکر الی الطاعة بعد رسول الله فاجابوه و قال بعض المفسرین فی قوله تعالی و اذ اسر
النبی الی بعض ازواجه حدیثا قال فی الحدیث ان اباک هو الخلیفة من بعدی یا حمیرا و
قالت امرأة اذا فقدناک فالی من نرجع فاشار الی ابی بکر و لانه ام بالمسلمین علی بقاء رسول الله
و الامامة عماد الدین هذه جملة ما یتعلق به القائلون بالنصوص ثم تاولوا لو کان علی اول الخلفاء
لانسحب علیهم ذیل الفناء و لم یاتوا بالفتوح و لا مناقب و لا تقدح فی کونه رابعا کما لا یقدح فی نبوة
رسول الله اذ کان آخر الخلفاء و الذین عدلوا عن هذا الطریق زعموا ان هذا التعلق فاسد و
تاویل بارد جاء علی زعمهم و هو یتکلم و قد وقع المیراث فی الخلافة و الاحکام مثل داود
و زکریا و سلیمان و یحیی قالوا کان لازما من الخلافة فهذا تعلقهم و هذا باطل
اذ لو کان میراثا لکان العباس اولی لکن اسفرت الحجة وجهها و اجمع الجماهیر علی متن الحدیث
عن خطبة یوم غدیر خم باتفاق الجمیع و هو یقول من کنت مولاه فعلی مولاه
فقال عمر بخ بخ لک یا ابا الحسن لقد اصبحت مولای و مولی کل مومن و مومنة فهذا تسلیم
و رضا و تحکیم و بعد هذا غلب الهوی لحب الریاسة و حمل عمود الخلافة و عقود البنود و خفقان
الهوی فی قعقعة الرایات و اشتباک ازدحام الخیول و فتح الامصار سقاهم کاس الهوی

فعادوا الی الخلاف الاول فنبذوه وراء ظهورهم واشتروا به ثمناً قلیلاً فبئس ما یشترون انتہی
یعنے اختلاف کیا ہی علما نے ترتیب خلافت مین اور اُسکی تفصیل مین جسکو یہ خلافت ملی بعض نے گمان کیا کہ از روے
نص ابوبکر خلیفہ ہوئے اور دلیل اُنکی اس امر مین یہ قول باری ہی کہ کہہ تو واسطے مخلفین اعراب کے قریب ہی تم
بلائے جاؤگے طرف اُس قوم کے جو صاحب باس شدید ہی پس بلایا اُنکو ابوبکر نے بعد وفات آنحضرت طرف طاعت
کے اُن لوگون نے اجابت کی پس معلوم ہوا کہ یہی خلیفہ ہین دوسرے یہ کہ بعض مفسرین نے تفسیر آیہ اذ اسر
النبی الی بعض ازواجہ مین کہا ہی کہ حضرت نے فرمایا کہ باپ تیرا خلیفہ ہوگا بعد میرے اور تیسرے یہ کہ
ایک عورت نے حضرت سے پوچھا کہ اگر آپکو نہ پائین ہم تو کسکی طرف رجوع کرین حضرت نے اشارہ کیا طرف
ابوبکر کے چوتھے یہ کہ حضرت کی زندگی مین ابوبکر نے امامت نماز کی اور نماز عمود دین ہی تو یہ لوگ ابوبکر کے
بارے مین نص کے مدعی ہین اُنکی یہ دلیلین ہین اسکے بعد اُنھون نے تاویل کی اور کہا کہ اگر علی اول خلیفہ ہوتے تو
سب کے سب ہلاک ہوجاتے اور یہ فتوح اور مرتبہ نمایان نہ ہوتے اور حضرت کا یعنے علی کا خلیفہ رابع ہونا قادح
نہین ہی جیسا کہ جناب رسالت مآب کا آخر انبیا ہونا قادح نہین ہی اور جن لوگون نے اس رائے سے عدول کیا
وہ کہتے ہین کہ تحقیق یہ سب اور جو اس سے متعلق ہی یہ سب عقائد فاسدہ اور تاویلات باردہ ہین کہ تمھارے زعم
مین تمھاری خواہشون سے واقع ہوئے ہین اور یہ تحقیق کہ خلافت مین میراث جاری ہی جیسے مثل داؤد اور
ذکریا اور سلیمان اور یحیی کے کہ اُنکو نبوت بمیراث ملی اور اس وجہ سے ازواج کو بھی ثمن خلافت پہنچتی ہی اور یہ باطل
ہی اسلیے کہ اگر میراث ہوتی تو عباس زیادہ مستحق خلافت تھے لیکن روشن ہوا چہرہ حجت اور دلیل کا یعنے روشن
اور نمایان ہوئی حجت کہ اجماع کیا ہی جمہور محدثین نے اوپر صحت متن حدیث کے کہ روز غدیر خم کے فرمایا آنحضرت
نے اور یہ باتفاق کل محدثین کے ثابت ہی کہ فرمایا من کنت مولاہ فعلی مولاہ اُسپر عمر نے کہا مبارک ہو مبارک ہو
ای ابوالحسن کہ آج صبح کی آپنے اس حالت مین کہ مولا ہوئے ہمارے اور کل مومنین و مومنات کے پس یہ قول
حضرت عمر کا تسلیم اور رضا ہی اور اظہار ہی اسکا کہ حضرت علی کی خلافت و حکومت پر راضی ہوئے
مگر بعد اسکے غالب ہوئی ہوا و ہوس نفسانی بسبب حب ریاست کے اور اُٹھا لینے عمود خلافت کے اور
اور خلافت کے جھنڈونکا بستہ ہونا اور ہوا سے پھریرونکا اُڑنا اور سوارون کی کثرت سے گھوڑون کی ٹاپین
چوگرد مثل جال کے معلوم ہونا اور ہر شہر و دیار کا فتح کرنا ان سب خیالات نے اُن لوگونکو جام خواہش نفسانی
پلاکر مدہوش کردیا پس پھر گئے وہ لوگ خلاف اول کی طرف اور اُس عہد و تسلیم و رضا و تحکیم
و مبارکباد کو پس پشت ڈالدیا اور خریدلیا بسبب اُسی خواہش نفسانی کے مال قلیل یعنے حکومت
چند روزہ دنیا کو پس کیا بری چیز مول لی اُنھون نے تمام ہوا ترجمہ کلام امام غزالی کا اس جگہ پر
ہم کو ضرور ہی کہ ہم امام غزالی اور اُن کی تصنیف کی نسبت تحقیق علما کی لکھدین کہ عوام یا بعض
خواص اس عبارات کو ملاحظہ فرماکر یہ نہ کہہ بیٹھین کہ یہ عبارت کسی رافضی اور عالم شیعی کی ہی یا اس

عبارت کو منسوب بہ امام غزالی کردیا ہی یا امام غزالی لائق اعتبار نہیں ہیں یا سر العالمین اُنکی تصنیف
نہیں ہی چنانچہ علامہ سیوطی توثیق امام غزالی مین رقم فرماتے ہین قال بعض العلماء الاکابر الجامعین
من العلم الظاہر والباطن لو کان بعد النبی نبی لکان الغزالی وانہ یحصل ثبوت معجزاتہ ببعض
مصنفاتہ یعنی بعض اکابر علماء ظاہر و باطن نے کہا ہی کہ اگر بعد نبی کوئی نبی ہوتا تو غزالی ہوتے اور اُن کے
معجزات کا ثبوت خود اُنکی بعض مصنفات سے ظاہر ہی اور علامہ سبط ابن جوزی نے کتاب تذکرہ
خواص ائمہ مین بھی بایجاز و اختصار عبارت امام غزالی کو اسی سر العالمین سے نقل کیا ہی اور علامہ
ذہبی نے میزان الاعتدال مین اسی سر العالمین کو تصنیفات امام غزالی سے لکھا ہی اور مراۃ الجنان
امام شافعی ور علامہ سیوطی اور شرح مواہب لدنیہ اور ہدایۃ السعداء دولت آبادی مین مدائح
امام غزالی قابل ملاحظہ ہین بلحاظ طول اسیقدر پر اکتفا کیا گیا اور یہ کتاب یعنے سر العالمین شامل ہی
بیس مقالو نپر اور مقالہ چہارم مین یہ عبارت ہی فمن شاء فلیرجع الیہ پس امام غزالی ابی حامد
محمد ابن محمد الغزالی الشافعی مصنف احیاء العلوم حجۃ الاسلام نے تو پوست کندہ احوال اصحاب رقم
فرما دیا کہ وہ ہوا و ہوس ریاست مین بادہ حب جاہ و ثروت سے مدہوش ہوگئے تھے اور علاوہ دیگر
قبائل کے اکثر اُنمین قریشی تھے پھر بنی ہاشم اور آل رسول کا کون پرسان حال تھا اور جناب اہلبیت و آل
اور عترت و ذریت اور ذوی القربا مین شریک ہوتے استحقاق خلافت کیونکر حاصل ہوتا اور اگر مسئلہ
فضیلت کثرت ثواب اور مسئلہ امامت مفضول باوجود فاضل نہ گڑھا جاتا تو فضیلت کیونکر
ثابت کی جاتی اور الی الان ہر دھینہ جلا ہا چند احادیث موضوعہ یاد کرکے اہلبیت و آل رسول اور
عترت اور ذریت اور ذوی القربی مین کیونکر شامل ہوتا پس صاف ظاہر ہی کہ امام غزالی نے جن اصحاب کی نسبت
رقم فرمایا سقاہم کاس الہوی اُنھین کی محبت اور مودت مین باتباع اُنھین اصحاب کے بعض علما بھی متوالی
ہو رہے ہین اپنے اپنے تصنیفات مین کوئی دقیقہ مذلت اور منقصت اور خذلان آل رسول باقی نہین
رکھتے منجملہ اُنھین کے مسئلہ اثبات کفر و شرک بارے نبوی ہی اور مسئلہ کفر جناب ابی طالب بھی ہی جو پدر جناب نبی
اور عم حقیقی رسول مختار اور والد بزرگوار جناب حیدر کرار کے تھے پس جب تمام بنی ہاشم اور اہلبیت نبوی کا
یہ حال ہو تو جناب ابو طالب سب سے زیادہ مستحق ہوئے وہ کیونکر کافر و مشرک نہ بنائے جائین وسیعلم
الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون وعن البراء بن عازب وزید ابن ارقم لما نزل بغدیر خم
اخذ بید علی فقال الستم تعلمون انی اولی بالمومنین من انفسہم قالو بلی قال الستم تعلمون
انی اولی بکل مومن من نفسہ قالو بلی فقال اللہم من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللہم وال
من والاہ وعاد من عاداہ فلقیہ عمر بعد ذلک فقال لہ ہنیئا یا ابن ابیطالب اصبحت و
امسیت مولی کل مومن ومومنۃ رواہ احمد روایت ہی براء ابن عازب اور زید ابن ارقم سے کہ جب اُترے

آنحضرت غدیر خم مین پکڑا ہاتھ علی کا اور فرمایا کیا تم نہین جانتے کہ مین اولی ہون ساتھ مومنین کے اُن کے
نفسون سے سب نے کہا ہان آپ ویسے ہین پھر فرمایا کیا تم نہین جانتے کہ مین ویسے ہون ہر مومن اور مومنہ کی
ذات سے سب نے کہا ہان آپ ویسے ہین پھر فرمایا خداوندا جسکا مین مولی ہون اُسکا علیؑ مولے ہی خداوندا دوست
رکھ اُسکو جو دوست رکھے علیؑ کو اور دشمن رکھ اُسکو جو دشمن رکھے علی کو پس ملاقات کی علی سے عمرؓ نے اور کہا
کہ مبارک ہو یا ابن ابیطالب صبح کی تمنے اور شام کی تمنے اس طرح پر کہ مولی ہوئے ہر مومن اور مومنہ کی روایت کی اسکو احمد نے
مولانا عبد الحق صاحب فرماتے ہین اشعۃ اللمعات مین کہ یہ روایت صحیح ہی بلاشک روایت کیا ہی اسکو
ایک جماعت نے مانند ترمذی و نسائی و احمد کے اور طرق اسکے کثیر ہین روایت کیا اسکو سولہ صحابیون
نے اور احمد کی روایت سے ثابت ہوتا ہی کہ تیس صحابیون نے گواہی دی بہت سی سندین اس کے
صحاح و حسان ہین اور التفات نکرنا چاہیے اُس شخص کے کلام پر کہ جس نے اس روایت کی صحت مین کلام
کیا ہی حاصل یہ ہی کہ باعتراف شیخ عبد الحق صاحب کہ اس حدیث کے طرق کثیرہ ہین اور سب صحاح و حسان ہین
اُسپر بھی بعض نے اسکی صحت مین کلام کیا ہی اور مولے اور اولے کے معنے بناہی ڈالی ہین مگر اکثر علما اور
خصوصًا امام غزالی انصاف فرما چکے ہین جیسا کہ اوپر مذکور رہا تو ہم مولی اور اولے کے وہ معنی جو مولوی وحید
الدین صاحب نے حد تحقیق مین فرمائے ہین پسند کرتے ہین وہ فرماتے ہین کہ اولی اور مولی کے معنی کچھ ہی ہون
مگر جو نسبت رسول اللہ کو مسلمانون سے اور مومنین اور مومنات سے ہی وہ ہی نسبت علیؑ کو بھی ہی یعنے اگر رسولؐ
کو صاحب اختیار اولی بتصرف اور حاکم کل مسلمین اور مومنین کا سمجھین تو علیؑ کو بھی سمجھین اور مبارکباد دینا عمرؓ کا دلیل
قوی ہی کہ اُنھون نے مولی ہونا علیؑ کا بہ نسبت کل کے قبول کیا جیسا کہ کلام حجۃ الاسلام امام غزالی سے مذکور رہا
عن سعد ابن ابی وقاص قال قال رسول اللہ لعلیؑ انت منی بمنزلۃ ہارون من موسیٰ
الا انہ لا نبی بعدی سعد ابن ابی وقاص کہتے ہین کہ فرمایا رسول اللہ نے واسطے علیؑ کے کہ تم مجھسے
بمنزلہ ہارون کے ہو موسیٰ سے مگر فرق یہ ہی کہ تحقیق نہین ہی کوئی نبی بعد میرے متفق علیہ یعنے صحیح مسلم
و صحیح بخاری دونون مین یہ حدیث مذکور ہی اس حدیث سے بعد پیغمبر خدا کے اگر حضرت علیؑ کو کوئی نبی کہے
تو خلاف حدیث ہی رافضی بھی علیؑ کو پیغمبر یا نبی نہین کہتے اُسی مشکوٰۃ مین یہ روایت ابن عمرؓ منقول ہی
کہ جناب رسولؐ خدا نے مواخات مقرر کی درمیان اصحاب کے پس علیؑ نے آبدیدہ ہوکر عرض کیا کہ یا
حضرت آپ نے عقد مواخات کیا درمیان اصحاب کے اور میرے درمیان مین برادری نہین قرار دی فرمایا حضرتؐ
نے کہ تو بھائی میرا ہی دنیا و آخرت مین تجھکو کیا مناسبت ہی کسی سے برادری کی اُسی مشکوٰۃ مین ہی عن انس
قال کان عند النبیؐ طیر مشوی فقال اللھم ائتنی باحب خلقک الیک یاکل معی ھذا
الطیر فجاء علی فاکل معہ رواہ الترمذی روایت ہی انس سے کہ جناب رسول خدا کے پاس
ایک طیر مشوی تھا پس کہا رسولؐ برحق نے خداوندا بھیج تو میرے پاس ایسے شخص کو کہ محبوب ترین خلق ہو

تیرے نزدیک کہ میرے ساتھ اس طیر کو کھاوے پس آئے علیؑ اور کھایا اُس طیر مشوی کو ہمراہ اُس رسولؐ کے روایت کیا اسکو ترمذی نے اس لفظ احب پر بھی بہت قیل و قال ہی اور پھر یہ بھی کہا گیا ہی کہ احب مطلق حضرت رسولؐ تھے پس ہم زیادہ بحث اس لفظ احب پر نہین کرتے مگر یہ کہنا ہی کہ احب خلق حضرت رسول تھے اس امر کو تو آنحضرت بھی جانتے تھے کہ مین احب خلق عند اللہ ہون پھر یہ سوال فرمانا آنحضرت کا معاذ اللہ عبث قرار پاتا ہی مگر یہ دعا فرمانا رسالتمآب کا اور بھیجنا خدا کا حضرت علی کو خود دلالت کرتا ہی کہ احب مطلق نے باوجود علم سوال کیا مراد یہ تھی کہ سب پر واضح ہوجائے کہ بعد میرے یہی حب خلق عند اللہ ہی جیسا کہ اور بھی مذکور ہوچکا کہ فرمایا آنحضرت نے لاعطین ھذہ الرایۃ غدا رجلا یفتح اللہ علی یدہ یحب اللہ و رسولہ و یحبہ اللہ و رسولہ پس جسکو خدا اور اُسکا رسولؐ دوست رکھے اور جو خدا اور رسول کو دوست رکھے وہی احب خلق عند اللہ و عند الرسول ہی اور یہ بھی مذکور ہوا کہ کل مومنین محب خدا و رسولؐ ہین اور خدا و رسولؐ بھی محب مومنین ہین اب پیغمبر خدا کا فرمانا خود دلالت کرتا ہی کہ جو محبت خدا اور رسول کو علیؑ سے تھی مومنین مین سے کسی سے وہ محبت نہ تھی اور علیؑ کو جو محبت خدا و رسولؐ سے تھی مومنین مین سے کسیکو وہ محبت خدا و رسول سے نہ تھی پس بعد احب مطلق رسولؐ برحق وہی علیؑ احب خلق قرار پائے اور پیغمبر نے اُسی کو طلب کیا اور خدا نے اُسی کو بھیجا فاکل معہ پس کھایا اُنھون نے اُنکے ساتھ اور اسی معنی مین دوسری حدیث ابن عمر سے بھی منقول ہی قال دخلت مع عمتی علی عایشہ فسالت ای الناس کان احب الی رسول اللہ قالت فاطمۃ فقیل من الرجال قالت زوجہا کہا ابن عمر نے کہ داخل ہوا مین اپنی پھوپھی کیساتھ عائشہ کے پاس پوچھا مین نے کون شخص محبوب تر تھا رسول اللہ کے پاس کہا فاطمہ کہا پھر پوچھا گیا مردونسے کون محبوب تر تھا کہا شوہر اُسکا وعن زر ابن حبیش قال قال علی والذی فلق الحبۃ و برء النسمۃ لعہد النبی الامی الی ان لا یحبنی الا مومن و لا یبغضنی الا منافق رواہ مسلم زر ابن حبیش سے روایت ہی کہ فرمایا علیؑ نے کہ قسم ہی خدا کی کہ جسنے چیرا دانے کو اور پیدا کیا خلق کو کہ عہد کیا نبی نے میرے ساتھ کہ دوست رکھیگا مجھکو مگر مومن اور نہ بغض رکھیگا مجھسے مگر کافر اور حدیث انا مدینۃ العلم و علیؑ بابہا تو مشہور ہی اور یہ قصہ بھی مشہور ہی کہ حضرت عمر نے ایک عورت حاملہ کو بعلت زنا سنگسار کرنیکا حکم دیا اُسوقت حضرت علیؑ نے کہا کہ تا ولادت مولود مہلت دیجائے ورنہ ایک زانیہ کی سزا مین دو جانین تلف ہونگی چنانچہ حضرت عمر نے مہلت دی اور فرمایا لولا علی لہلک عمر اور اکثر حضرت عمر فرماتے تھے اعوذ باللہ ان اعیش فی قوم لست فیہم یا ابا الحسن اور قضیہ و لا ابا حسن لہا تو ضرب المثل ہوگیا تھا اور مشکوٰۃ باب مناقب علیؑ مین ہی عن جابر قال دعا رسول اللہ علیا یوم الطایف فانتجاہ فقال الناس لقد طال نجواہ مع ابن عمہ فقال رسول اللہ ما انتجیتہ و لکن اللہ انتجاہ جابر سے روایت ہی کہ بلایا رسول اللہ نے علیؑ کو بروز غزوہ طائف پس راز مین بات کی آنحضرت نے اُنسے پس لوگون نے کہا بہت طول ہوا راز مین باتین کرنیکو اُس نبیؐ کو اپنے ابن عم سے اُسوقت کہا آنحضرت نے

کہ مین نے نہین راز مین بات کی ہو علی سے ولیکن اللہ نے راز مین بات کی ہی اُم سلمہ سے روایت ہی کہ
فرمایا رسول خدا نے لا یحب علیا منافق ولا یبغضہ مؤمن رواہ احمد وترمذی دوسری روایت اُنہین
ام سلمہ سے ہی کہ فرمایا پیغمبر خدا نے من سب علیا فقد سبنی رواہ احمد اور القرآن مع علیؑ وعلیؑ مع
القرآن اور فرمایا آنحضرت کا اللھم ادر الحق معہ حیث دار اور آیہ انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین
امنوا یقیمون الصلوٰۃ ویؤتون الزکوٰۃ وھم راکعون ترجمہ نہین کوئی ولی تمھارا مگر اللہ اور رسولؐ
اور وہ لوگ جو ایمان لائے ہین اور قائم رکھتے ہین صلوٰۃ کو اور دیتے ہین زکوٰۃ کو در آنحالیکہ وہ رکوع
کرنیوالے ہین تفسیر معالم التنزیل ور نیشاپوری وغیرہ مین ہین کہ آیہ یہ شان حضرت علیؑ مین نازل ہوئی
اسکی بابت کی نسبت ایک میرے عنایت فرما ذی علم حافظ قرآن نے فرمایا کہ اس لفظ ولی سے اس آیہ مین صاحب
امر اور حاکم اور صاحب خلیفہ مراد لیتے ہین تو ایک بڑی قباحت لازم آتی ہی کہ بمجرد نزول آیہ علی حاکم اور
صاحب امر ہوئے جاتے ہین اور بموجودگی رسول برحق یہ امر محال اور غیر جائز ہی جسکے جواب مین احقر نے
عرض کیا کہ کیا آپ بموجودگی خدا رسولؐ کو بھی حاکم نہین سمجھتے یا رسولؐ کو حاکم سمجھنے سے خدا کو حاکم سمجھنا محال
اور غیر جائز ہی جسطرح بموجودگی خدا رسول کو حاکم سمجھتے ہین اُسی طرح بموجودگی رسولؐ علی کو قیاس فرمایے
عدم جواز اور لزوم محال دونو باطل ہین اور چھوٹی سی قباحت بھی لازم نہین آتی شاہ ولی اللہ صاحب
تفہیمات الٰہیہ مین رقم فرماتے ہین یا اخی نی ذالک تلک من الوجاھتہ واحد من الالف
اذا صار العبد وجیھا جمل وکمل فتکون کل خطوۃ منہ یخطوھا حسنۃ وکل حرکۃ
یتحرک بہا حسنۃ واذا رفع اللقمۃ الی فمہ کانت حسنۃ واذا استنت فرس کان لہ
بکل خطوۃ حسنۃ واذا نام انقلاب بہ یمنۃ ویسرۃ کلھا حسنات ویشکر اللہ منہا لا یشکر
اضعافہ من غیرہ وھو المحبوب ولاجلہ خلق ما خلق واذا تمت العصمۃ کانت افاعیلہ
کلھا حقۃ لا اقول انہا تطابق الحق بل ھی الحق بعینہا بل الامر منعکس من تلک الافاعیل
کالضوء من الشمس والیہ اشار رسول اللہ حیث دعی اللہ تعالی لعلی اللھم ادر الحق معہ
حیث دار ولم یقل درہ حیث دار الحق ای بھائی مین نے وجاہت مین سے ہزار مین سے ایک کو
ذکر کیا کہ جسوقت بندہ وجیہہ ہوتا ہی تو جمیل اور کامل ہو جاتا ہی ہر قدم اُسکا کہ اُٹھاتا ہی حسنہ اور کل حرکت کہ
متحرک ہوتا ہی ساتھ اُسکے حسنہ اور جسوقت کہ لقمہ منہ مین رکھتا ہی حسنہ ہوتا ہی اور جسوقت گھوڑا اُسکا
قدم رکھتا ہی یہ سب حسنہ ہوتا ہی سونے مین جو دہنے بائین کروٹ لیتا ہی حسنہ ہوتا ہی قبول کرتا ہی خدا
اُسسے اُس چیز کو جسکے اضعاف کو اُس کے غیر سے قبول نہین کرتا اور وہ ہی محبوب ہے اور اُسیکے
واسطے کل مخلوقات پیدا ہوئی ہی اور جب عصمت تمام ہو جاتی ہی تمام افعال اُس کے حق ہین
مین یہ نہین کہتا کہ وہ افعال مطابق حق ہوتے ہین بلکہ وہ افعال اُسکے عین حق ہین بلکہ حق ایکے مراہی

کہ منعکس ہوتا ہی اُسکے افعال سے جیسا کہ ضو منعکس ہوتی ہی آفتاب سے اور اسی کی طرف اشارہ کیا ہی
رسول اللہ نے جب کہ دعا کی علیؑ کے لیے خدا سے کہ خدایا پھیر تو حق کو ساتھ اُنکے جسطرف کہ وہ پھرین اور یہ
نہ فرمایا کہ پھیر تو اُنکو اُسطرف کہ جسطرف حق پھرے انتہی اس بیان سے شاہ ولی اللہ صاحب کے ظاہر ہو گیا
کہ علیؑ معصوم تھے اور حق علیؑ کے ساتھ پھرتا تھا بلکہ جو افعال و اقوال علیؑ سے منعکس ہوتے تھے وہی حق تھے پس
حق ایک امر قرار پایا کہ جو مستنبط ہوا اقوال و افعال سے علیؑ کے نہ اُنکے غیر سے اور اس قول کو شاہ ولی اللہ صاحب
کے رشید الدین خان مؤلف شوکت عمریہ نے کتاب ایضاح اللطافت مین نقل فرمایا ہی اس امر کے ثبوت مین
کہ اہل سنت عصمت جناب امیر کے اور اہلبیت طاہرین کی عصمت کے قائل ہین اور عزۃ الراشدین مین بھی
انھین رشید الدین خانصاحب نے نقل کیا ہی امام فخر الدین رازی لکھتے ہین ومن اقتدا فی دینہ بعلی ابن
ابیطالب فقد اھتدی والدلیل علیہ قولہ اللھم ادر الحق معہ حیث ما دار یعنے جو شخص پیروی
کرے اپنے دین مین علی ابن ابیطالب کی تو ضرور اُسنے ہدایت پائی دلیل اسپر قول رسول اللہ ہی کہ فرمایا خدایا
پھیر تو حق کو علی کی طرف جسطرف کہ وہ پھرے اور امام فخر الدین رازی نے یہ قول اپنا اُس مقام پر لکھا ہی کہ مذہب
علیؑ تھا کہ نماز کے پہلے بسم اللہ کا آواز بلند کہنا چاہیے مولوی مبین لکھنوی کتاب وسیلۃ النجات مین رقم فرماتے ہین
باب اول در شمائل و فضائل و اعمال و افعال و کرامات مخزن اسرار رسالت معدن انوار ولایت محبوب خدا
حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام از حال ولادت موفور السعادت تا وقت وفات آنصاحب آیات و بینات
بدانکہ بموجب من سعد سعد فی بطن امہ آثار سعادت و صدور کرامت ازان مظہر ولایت قبل از
ظہور عالم شہادت واضح و لائح گشت چنانکہ در شکم مادر کہ بود کرامات از وے مشہور است و اول و آخر کسے کہ
باسعادت باشد و از لوث شرک و شوب شقاوت و خلط نجاست پاک باشد و بجز طہارت از ابتدا تا انتہا نگذشتہ
باشد سوائے علی مرتضیٰ از صحابہ کسے نبود لہذا بر نام نامی وے کرم اللہ وجہہ گویند انتہی شاہ عبد العزیز صاحب
تفسیر عزیزی مین لکھتے ہین در حدیث شریف وارد است مثل اھلبیتی فیکم مثل سفینۃ نوح من
رکبھا نجی ومن تخلف عنھا غرق یعنے مثال اہلبیت من در شما کشتی نوح است ہر کہ سوار شدہ
در آن کشتی از طوفان نجات یافت و ہر کہ پس ماند از ان کشتی غرق طوفان گشت و وجہ تخصیص حضرات
اہلبیت باین مراتب و فضیلت آن است کہ کشتے حضرت نوح کمال عملے آنجناب بود و حضرات
اہلبیت را نیز حق تعالے صورت کمال عملے جناب خاتم المرسلین گردانیدہ بود کہ عبارت از طریقت است
زیرا کہ کمال عملے آنجناب بدون مناسبت مخصوصے باآنجناب در قوائے روحیہ در عصمت و حفظ و قوت
و سماحت متصور نیست کہ در ہر کسے جلوہ گر شود این مناسبت بدون ولادت و علاقہ اصلیت و فرعیت
ممکن الحصول نیست پس این کمال را با جمیع شعب آن کہ معدن ولایات مختلفہ است در این مجرا جاری
کردند و از ہمین ناودان ریختند و ہمین است معنے امامت کہ یکے مرد دیگر را از ایشان آن وصی ساخت

سلہ ازالۃ الخفاء ... صہ ۳۸۵
سلہ ... صہ ۴۰۳
سلہ ازتفسیر ... صہ ۲۰۴
سلہ ازتفسیر عزیزی ... صہ ۱۰۹۳

وہمین است برانکہ این بزرگواران مرجع جمیع سلاسل اولیائے اُمت شدند وہر کہ تمسک بحبل المتین نماید چار و
ناچار رشد استفاضہ او باین بزرگواران منتہی میگردد و درات کشتی می نشینند انتہی اس بیان سے بھی شاہ
عبدالعزیز صاحب کی عصمت حضرت علیؑ کے اور جو آئمہ کہ اُنکی ولاد سے ہوئے ہین اُنکی بھی عصمت ثابت ہی
اور اُنکے غیر ہین عصمت کا محال ہونا لازم ہی کہ سلسلہ اصلیت و فرعیت سے وہ خارج ہین تحفہ اثنا عشری
کے کید ۸ مین شاہ عبدالعزیز صاحب فرماتے ہین امام نائب نبی است و نائب نبی صاحب شریعت
است نہ صاحب مذہب زیراکہ مذہب نام راہیے است کہ بعضے اُمتیان را در فہم شریعت کشادہ شود و بعقل
خود چند قاعدہ قرار دہد کہ موافق آن قواعد استنباط مسائل شرعیہ اخذ آن نماید و لہذا محتمل خطا و صواب
می باشد وچون امام معصوم از خطا است وحکم نبی دارد نسبت مذہب باو نمودن ہیچ معقول نمی شود
و لہذا مذہب را بسوئے خدا و جبرئیلؑ و دیگر ملائکہ و انبیا نسبت کردن کمال بے خردیست بعد اُس کے
فرماتے ہین پس حضرات آئمہ در زمان خود مقدمات سلوک و طریقت ساختہ اند و شریعت را بر ذمہ
یاران رشید و مصاحبان حمید خود حوالہ فرمودند اس تقریر سے بھی عصمت جناب امیر المومنین علی و ہر کل
اہلبیت طاہرین کی مثل خدا و رسولؐ و جبرئیل و ملائکہ و انبیا کے ثابت ہی علامہ عبدالوہاب شعرانی کتاب
الیواقیت والجواہر مین رقم فرماتے ہین ذکر امام مہدی مین فان قلت فما صورۃ ما یحکم بہ المہدی
اذا خرج ھل یحکم بالنصوص او بالاجتہاد او بہما فالجواب کما قالہ الشیخ محی الدین انہ یحکم
بما یلقی الیہ ملک الالہام من الشریعۃ وذلک بہ یلہمہ الشرع المحمدی فیحکم بہ کما
اشار الیہ حدیث المہدی انہ یقفو اثری ولا یخطی فعرفنا انہ متبع لا مبتدع لانہ معصوم فی حکمہ
اذ لا معنی للمعصوم الا انہ لا یخطی وحکم رسول اللہ لا یخطی فانہ لا ینطق عن الہوی ان ھو
الا وحی یوحی وقد اخبر عن المہدی انہ لا یخطی وجعلہ ملحقا بالانبیاء فی ذلک الحکم
قال الشیخ فعلم انہ یحرم علی المہدی القیاس مع وجود النصوص التی منحہ اللہ ایاہا علی
لسان ملک الالہام بل حرم بعض المحققین علی جمیع اہل اللہ القیاس لکون رسول اللہ مشہود
لہم فاذا شکوا فی صحۃ حدیثا وحکم رجعوا الیہ فی ذلک فاخبرہم بالامر الحق یقظۃ ومشافہۃ
وصاحب ھذا المشہد لا یحتاج الی تقلید احد من الائمۃ غیر رسول اللہ قال تعالی قل ھذہ
سبیلی ادعوا الی اللہ علی بصیرۃ انا ومن اتبعنی واطال فی ذلک ترجمہ پس اگر کہے تو کہ کیا صورت ہی
اُس چیز کی کہ حکم کرینگے ساتھ اُسکے مہدیؑ جسوقت کہ نکلے وہ آیا حکم اُنکا بنص ہوگا یا باجتہاد یا بنص
و اجتہاد دونوںسے ہوگا پس جواب اُسکا مطابق قول شیخ محی الدین عربی یہ ہی کہ بحسب القاء ملک الہام
وہ حکم کرینگے شریعت سے اور شریعت محمدیہ پر انکو الہام ہوگا جیسا کہ یہ حدیث اُس کی طرف اشارہ
کرتی ہی کہ مہدیؑ قائم رکھیگا میری سنت کو یعنی میری پیروی کریگا خطا نکریگا پس پہچانا ہم نے کہ مہدی متبع ہی

اور مبتدع نہین اور وہ اپنے حکم مین معصوم ہین اسواسطے کہ معصوم کے معنی یہ ہین کہ وہ خطا نکرے اور حکم رسول
خطا نہین کرتا اسلیے کہ وہ اپنی خواہش سے حکم نکرتے تھے انکا حکم مطابق وحی تھا اور تحقیق کہ خبر دی انھون نے
مہدیؑ کی حالت سے کہ وہ خطا نکرینگے اور اس حکم مین انکو ملحق انبیا سے کیا ہی شیخ کہتے ہین کہ پس جاننا چاہیے کہ قیاس
مہدی پر حرام ہی ساتھ پائے جانے ان نصوص کے کہ عطا کیا ہی حق تعالےٰ نے زبان سے ملک الہام کے ملکہ عزام
کیا ہی بعض محققین نے قیاس کو جمیع اہل اللہ پر کہ رسول اللہ ہر وقت پیش نظر انکے ہین پس جسوقت جس حدیث مین
یا جس امر مین انکو شک ہوتا ہی رجوع کرتے ہین رسول اللہ کی طرف پس آنحضرت خبر دیتے ہین انکو امر حق کی
جانتے ہین اور رو برو مین اور صاحب اس مرتبہ کا محتاج نہین ہی کسی کی تقلید کا آئمہ مین سے بجز تقلید رسول اللہ
کے حق تعالیٰ فرماتا ہی کہہ تو یہ ہی راہ میری بلاتا ہون خدا کی طرف و بر بصیرت کے مین اور جسنے میری پیروی کی
اور بہت طول دیا ہی اس مقام پر گویہ تقریر امام صادق کی عصمت مین ہی مگر اس تقریر سے عصمت جناب امیرؑ کی ثابت
ہی کہ وہ جناب افضل ہین اور یقیناً اہل اللہ ہین کہ مرجع جمیع سلاسل اولیاء اللہ ہین پس یقیناً معصوم ہین شیخ
عبد العزیز محشی شرح مقاصد شرح فتوح الغیب مین نقل فرماتے ہین کہ انہ قال نا تو النبی حیا و نسئلہ
الاحادیث منہا یقول صلعم ہو صحیح وقد یقولون غیر صحیح باصطلاح العلوم فی نقل الحدیث یعنی صاحب
فتوح الغیب فرماتے ہین کہ ہم دیکھتے ہین آنحضرت کو اور اُنسے پوچھتے ہین احادیث اور آنحضرت فرماتے ہین کہ
انمین سے یہ صحیح ہی اور مطابق اصطلاح علماء کے وہ صحیح نہین ہی اور اکثر علمانے تصریح فرمائی ہی کہ قول اہل علم
دلیل صحت حدیث ہی اگرچہ اسناداً وہ حدیث قابل اعتماد نہو اور شیخ محی الدین عربی فرماتے ہین کہ مین نے
ایک حدیث دیکھی کہ جو شخص ستر ہزار مرتبہ لا الہ الا اللہ کہے اُسکی مغفرت ہوگی اور اگر کسی کے لیے پڑھے
تو حق تعالےٰ اُسکی بھی مغفرت کریگا مین نے ستر ہزار مرتبہ لا الہ الا اللہ پڑھا مگر کسی کے لیے خاص نیت
نہین کی ایک روز مین اپنے بعض رفیقون کے ہمراہ دعوت مین گیا وہان ایک جوان صاحب کشف مشہور تھا
وہ بھی آیا اور شریک دعوت ہوا نا کھایا وہ کھانا کھاتے کھاتے رونے لگا مین نے اُس سے رونیکا
سبب دریافت کیا اُسنے کہا کہ مین اپنی مان کو گرفتار عذاب دیکھتا ہون اُس وقت مین نے اپنے
پڑھنے کا ثواب اُسکی مان کو بخشدیا فوراً وہ جوان ہنس پڑا اور کہنے لگا کہ اب مین اُسے اچھی طرح
پاتا ہون امام محی الدین فرماتے ہین کہ صحت حدیث اُس جوان کے کشف سے ثابت ہوئی اور اُسکے
کشف کی صحت اس حدیث سے پائی گئی انتہی شیخ عبد العزیز کا بیان پہلے بھی مذکور ہوا ہی مجملاً بیان پر
بتصریح مرقوم ہوا اور اس سے مولانا علیؑ کا معصوم اور صاحب کشف و کرامات ہونا بالضرور ثابت ہی کہ وہ
حضرت منبع اہل کشف و کرامات اور مرجع اولیاء عالی صفات ہین اور معصوم وہ ہی جس سے خطا نہو اور اس
حالت مین خطا علیؑ سے محال ہی قاضی ملا مبین لاہوری شاگرد شیخ عبد القادر مفتی مکہ معظمہ کے دراسات
اللبیب مین بعد ذکر کلام شیخ محی الدین عربی کے جو درباره امام مہدیؑ علامہ عبد الوہاب شعرانی نے کتاب

الیواقیت والجواہر مین رقم فرمایا جو اوپر مذکور ہوا فرماتے ہین ولہذا الحقیر ھھنا کلام لا یاخذ ماخذہ
من الحق فی قلوب ابناء الزمان الا بعد خلعھم قلادۃ الغمارۃ والانحراف والقائہم آذان
العدل والانصاف ولا اسمح بہ علی متاعب التحریر والتفصیل الا لما انشد وقیل فقل ما یفیض
الوقت من غیر سامع ٭ ففی الدھر من یرجی لما لفوز ظافرًا ترجمہ اور واسطے حقیر کے اسجگہہ
ایک کلام ہی کہ ابنار زمانہ کے قلوب اسکو حق نہ سمجھین گے اور قبول نکرینگے مگر جب کہ وہ حماقت و نادانی و انحراف
کے قلادہ کو اپنی گردنون سے جدا کرین اور عدل و انصاف کے کانون سے سنین اور نہین جوانمردی کرتا ہون
مین ساتھ اُسکے اوپر مشقت تحریر کے اور تفصیل کے مگر اسوجہ سے کہ شاعر کہتا ہی پس کہہ تو جو فیض پہچاتا ہی
وقت بغیر کسی سامع کے یعنے جو فیض وقت ہو وہ کہہ بغیر کسی سننے والے کے کہ زمانہ مین وہ لوگ بھی ہین جنسے
اُمید کی جاتی ہی فوز کی دراٰنحالیکہ وہ ظفر مند ہون فاعلم رزقک اللہ تعالی الفوز والظفر بالحق
حیث ما وجدناہ ان مدار اثبات العصمۃ ھذہ فی المھدی علی ثبوت الحدیث فیہ واخبار المعصوم
انہ لا یخطاء فلو صح الحدیث بالاخبار عن غیرہ بذلک ثبت عصمتہ بعین ما ثبتہ الشیخ
لہ من غیر فرق فی ذلک بینہ وبین غیرہ فتفحصنا عنہ فلم نجد مثلہ فی امام من ائمۃ
الدین من غیر اھلبیت النبی وعلیھم اجمعین وھذا ھو المراد من قول الشیخ المتقدم ما نص
علی امام من ائمۃ الدین پس جان تو کہ دے تجکو حق تعالے فوز و ظفر حق پر اس حیثیت سے کہ جو ہمنے
پایا یہہ ہی کہ مدار عصمت کا بیچ مہدیؑ کے ثبوت حدیث پر اور اخبار معصوم پر ہی کہ بہ تحقیق وہ خطا نہ کرینگے
پس اگر اخبار سے صحت حدیث اُنکے غیر مین ثابت ہو جائے کہ وہ خطا نکرینگے تو اُنکی عصمت بھی اسیطرح ثابت
ہوگی جسطرح کہ شیخ نے امام مہدیؑ کی عصمت ثابت کی ہی ساتھ اُنکے اور کچھ فرق نرہیگا اُنمین اور اُنکے غیر مین پس
بہت تفحص کیا ہم نے اور نہ پایا ہم نے مثل اُسکا بیچ کسی امام کے ائمہ دین سے کہ عصمت اُسکی ثابت ہو سوائے اہلبیت
نبی صلعم کے اور یہہ ہی مراد ہی شیخ کی قول متقدم سے کہ نہین نص ہی کسی امام کی عصمت پر آئمہ دین سے بعد اسکے
ملا محمد معین لاہوری فرماتے ہین ووجدنا فی اھل البیت سلام اللہ علیھم اجمعین ونجبۃ حدیث
التمسک المشہورۃ فتفتشنا عن مخرجیہ فاذا من مخرجیہ ابو الحسن مسلم ابن الحجاج القشیری
فی صحیحہ ولفظہ من حدیث زید ابن ارقم قال قام فینا رسول اللہ خطیبا فحمد اللہ
واثنی علیہ ثم قال اما بعد یا ایھا الناس انا بشر یوشک ان یاتینی رسول ربی
عزوجل فاجیبہ وانی تارک فیکم الثقلین اولھما کتاب اللہ عزوجل فیہ الھدی
والنور فتمسکوا بکتاب اللہ عزوجل وخذوا بہ وحث فیہ ورغب فیہ ثم قال اھلبیتی
اذکرکم اللہ فی اھلبیتی ثلث مرات الحدیث فنظرنا فیہ فوجدنا یعبر عن القراٰن
واھل البیت بالثقلین وھو کل نفیس وخطیر مصون فھمنا نفاسۃ اھل البیت و

از تنبیہ ص ۲۰۴

از تنبیہ ص ۲۰۸

وخطره وصونه من قبیل کل تلک الاوصاف التی للقرآن للجمع بینهما بذلک وعلمنا هذه الاوصاف وغیرها للقرآن یرجع عمدتها الی افادة علوم المعارف الالهیه والاحکام الشرعیة فظننا انها فی اهلبیت علی منوالها فی القرآن راجعة الی افادة تلک العلوم وقد اعتضد ظننا فی هذا قوله فی هذا الحدیث یوشک ان یاتینی رسول ربی فاجیبه وانی تارک فیکما الثقلین فان النبی ص لا یوصی بعده الا بالقیام علی الحق والسنة فترک الثقلین فیهما والوصیة لهما لیس الا لکونهما خلیفتین منه فی الارشاد ور پایا ہم نے محققین اہلبیت کے حدیث تمسک کو جو مشہور ہی اور ڈھونڈا ہم نے اُن محدثین کو جنھون نے اُس حدیث کو لیا ہی پس پایا ہمنے مسلم ابن حجاج قشیری کو کہ اپنے صحیح مین بیان کیا ہی اور لکھا ہی حدیث زید ابن ارقم سے کہا زید ابن ارقم نے کہ کھڑے ہوئے ہم مین رسول اللہ ورآنحالیکہ خطبہ پڑھتے تھے پس بعد حمد وثنا فرمایا ایہا الناس مین بھی مثل تمہارے بشر ہون جلد آئیگا میرے پاس رسول میرے رب کا (یعنے ملک الموت) اور مین قبول کرونگا اُسکو اور بہ تحقیق مین چھوڑتا ہون تم مین دو چیزین نفیس و بزرگ وزن مین کی کتاب خدا ہی جسمین ہدایت و نور ہی پس تمسک کرو تم ساتھ کتاب اللہ عزوجل کے اور لو تم اُسکو اور برانگیختہ کیا کتاب خدا پر اور رغبت دلائی اُسپر بعد اُسکے فرمایا آنحضرت نے اور میرے اہلبیت یاد دلاتا ہون مین تمھین خدا کو اپنے اہلبیت کے بارے مین تین مرتبہ فرمایا اسی کو پس ہم نے اس حدیث مین نظر کی تو پایا ہم نے کہ تعبیر کیا رسول اللہ نے قرآن اور اہلبیت کو لفظ ثقلین سے اور ثقل ہر نفیس و بزرگ اور محفوظ کو کہتے ہین تو ہم سمجھے کہ نفاست اہلبیت کی و بزرگی اُنکی و حفظ اُنکا از قبیل ان اوصاف کے ہی جو قرآن کے لیے ہین بسبب مجتمع ہونے اُن اوصاف کے درمیان قرآن اور اہلبیت کے اور جانا ہمنے کہ یہ اوصاف اور غیر ان اوصاف کے جو واسطے قرآن کے ہین تو عمدہ غرض اُن اوصاف کی راجع ہی طرف افادہ علوم معارف آلہیہ اور احکام شرعیہ کے پس گمان کیا ہم نے کہ یہہ ہی اوصاف اہلبیت ہین بھی بطور قرآن راجع ہین طرف افادہ اُنھین علوم کے اور تائید دی ہمکو اسی ظن مین قول آنحضرت نے کہ قریب ہی کہ آوے میرے پاس رسول میرے رب کا پس قبول کرون مین اُسکو اور تحقیق کہ مین چھوڑتا ہون تم مین دو چیزین نفیس اور بزرگ پس بہ تحقیق نہین وصیت کی نبی ص نے بعد اسکے مگر ساتھ قیام کرنیکے حق پر اور سنت پر پس چھوڑنا ثقلین کو بیچ اُمت کے اور وصیت کرنا اُن دونون کے لیے نہین ہی مگر اسواسطے کہ ہین وہ دونون خلیفہ اُسی سوا ع کے ہدایت وارشاد مین واذ قد ثبت صحة هذا الحدیث وما هو علیک مما ینوط به لفظا ومعنی ودلالة وانضمت الیه آیة التطهیر بتفسیرها الذی تدل علیها الصحیح فلا وجه لان یمتری من له ادنی انصاف فی ان من صدق علیهم هذا الحدیث والآیة من غیر شائبة وهم الائمة الاثنا عشر من اهل البیت وسیدة نساء العالمین بضعة رسول الله ام الائمة الزهراء الطاهرة علی ابیها وعلیها الصلوة والسلام لا شائبة فی کونهم

معصومین کالمهدی منهم من حدیث قفوالاثر وعدم الخطاء علی ما تمسك به الشیخ الاکبر بالمعنی الذی بیناه سوالاً وجواباً فیما تقدم بل هذا الحدیث اوثق عروة من حیث الصحة بالسند القوی من ذلك الحدیث والکشف یؤید ما شاء الله سبحانه ان یؤید

اور جسوقت ثابت ہوئی صحت اس حدیث کی اور اُن امور کے جو گذرے اور تیرے متعلقات سے اسی حدیث کے لفظاً اور معنیً اور دلالتہ اور شامل ہوئے طرف اُسی حدیث کے آیہ تطہیر اور وہ تفسیر جس پر دلالت کرتی ہی حدیث صحیح مسلم میں کوئی وجہ شک کی نہیں ہی اُس شخص کو کہ کچھ بھی انصاف رکھتا ہی کہ جس پر یہ حدیث اور آیت صادق آتی ہی بلاشک وہ ائمہ اثنا عشرہ ہیں اہل بیت میں سے اور سیدۃ النساء العالمین ہیں بضعۃ رسول اللہ ام الائمہ زہرا طاہرہ اُنکے باپ پر اور اُنپر درود و سلام بلاشک وہ معصوم ہیں مثل مہدی کے کہ انھیں میں سے ہیں اور تخصیص کی ہی شیخ نے اُنکی عصمت کی حدیث قفو الاثر سے اور بعدم خطا سے اُس چیز پر کہ تمسک کیا ہی ساتھ اُسکے شیخ اکبر نے ساتھ اُن معنی کے ظاہر کیا ہی ہم نے اُسکو سوالاً و جواباً بیچ اُس امر کے کہ باطل کیا گیا ہی یعنے قیاس بلکہ یہ حدیث اوثق ہی من حیث الصحیح ساتھ سند قوی کے بہ نسبت اُس حدیث امام محمد مہدی کے اور کشف تائید کرتا ہی اُس چیز کی کہ چاہتا ہی اللہ سبحانہ تائید کرنا فان قلت

الخطاء فی الاجتهاد لیس بمعصیة حتی یشمله الرجس فی الآیة فیلزم [illegible] اهل البیت الکرام عنه ویشمله الضلال فی الدین حتی ینتفی عنهم فیثبت عدم [illegible] بهم فالآیة والحدیث وان سلمنا اثباتهما عصمتهم عن الکفر بل المعصیة التی [illegible] الاطلاق الرجس والضلال وشمولهما جمیعاً لکن لا نسلم اثبات العصمة عن الخطاء کما فی المهدی المصرح فیه بقوله لا یخطاء قلنا الخطاء فی دین الله جهل ومعصیة والانتساب لما لیس من الله سبحانه ورسوله صلی الله تعالی علیه وآله وسلم والجهل والانتساب المذکور مما یعظم امر هذه المعصیة ولا یحیان فی کل معصیة فهو بنفسه رجس وضلال یشمله اللفظان بلا شك ولا یمنع صدق اللفظ علی معناه زوال [illegible] الاکثر بعارض فلا یمنع صدق الرجس والضلال علی الخطاء والجهل والانتساب [illegible] زوال العصیان عن مرتکبه بعارض کونه مجتهداً بذل جهده فی طلب الحق [illegible] کون الذنب معفوا عنه لا یخرجه عن حقیقته حتی لا یصدق علیه لفظه واجر [illegible] علی ما ورد به الخبر لیس لخطائه بل لبذله وسع ماله من الجهد فی فوز الحق [illegible] واذا ثبت هذا فاعلموا ان من اقر بصحة حدیث التمسك الزم بعصمة الائمة [illegible] الخطاء عنهم کالمهدی منهم عند الشیخ وهذا المخصوص فی الآیة بالائمة من اهل البیت

پس اگر اعتراض کرے کوئی کہ خطا فی الاجتہاد معصیت نہیں ہے [illegible] اُسکو جس بیچ آیت کے اور

جس سے لازم ہو تطہیر اہلبیت کرام کی اور شامل ہو اُسی اجتہاد کو ضلال فی الدین حتی کہ منتفی ہو جائے وہی ضلال
اُنھین حضرات سے اور ثابت ہو عدم ضلال اُن لوگون کا جو متمسک ہون ساتھ اُنکے (یعنی متعلق عدم ضلال متمسک
بہم ہو) پس آیت اور حدیث کو اگر تسلیم کرین ہم کہ اثبات اُن دونونکا عصمت اہلبیت کی ہی کفر سے بلکہ معصیت سے
بھی کہ اسپر اطلاق رجس و ضلال کا ہوتا ہی لیکن ہم تسلیم نہین کرتے اثبات اُس عصمت کا کہ جسکے بعد پھر خطا نہو
جیسا کہ امام مہدیؑ کے بارے مین تصریح ہی کہ وہ خطا نکرینگے تو جواب دینگے ہم کہ خطا کرنا دین مین جہل و معصیت
ہی اور نسبت دینا ہی امر غیر واقع کی خدا و رسول کی طرف اور ایسا جہل و رلیسے ... سے ... معصیت کا
عظیم ہو جاتا ہی اور یہ دونو معصیت مین پائی نہین جاتی پس خطا فی نفسہ رجس ضلال ہوا ... ... دونون
لفظون مین داخل ہی اور نہ زوال لازم معنے کا اگر بسبب کسی عارض کے ہو تو وہ مانع صدق لفظ علی المعنی کو
نہین ہی پس صدق رجس کا اور ضلال کا خطا و جہل انتساب مذکورہ پر ممتنع نہین ہی زوال عصیان بعد اُسکے
مرتکب سے ہو ا بسبب کسی عارض کے تو اُسکے اصلی معنی بدل نہین سکتے اس لیے کہ مجتہد نے جو طلب امر مین جانفشانی
کوشش کی ہی اُسکا انعام دیا گیا ہی بعوض خطائے الاجتہاد پر بھی رجس و ضلال فی الدین کا اطلاق ہوگا کیونکہ
اگر گناہ بخش ہی دیا جائے معفو ہو جائے تو حقیقت اُسکی نہ بدلے گی (یعنی یہ نہ ہوگا کہ وہ گناہ گناہ نہ رہے)
یا اطلاق لفظ ذنب کا اُسپر صادق نہ آوے اور یہ جو خبر مین وارد ہوا ہی کہ حاکم خاطی جر پائیگا تو اُسکی یہ جہہ نہین
ہی کہ اُسنے خطا کی اس وجہہ سے مستحق انعام ہوا بلکہ وجہ اجر پانیکی یہ ہی کہ اُسنے بہت کوشش کی و رسعی کی کہ امر
حق پر فائز ہو جیسا کہ پوشیدہ نہین ہی اور جسوقت یہ ثابت ہوا تو معلوم ہوا کہ جو شخص اقرار کرے صحت حدیث
تمسک بالثقلین کا اُسکو ضرور لازم ہی قائل ہونا عصمت آئمہ ہدیٰ کا ایسی عصمت کہ صدور خطا اُنسے محال ہی
جیسا کہ امام مہدیؑ کے بارے مین شیخ قائل ہین اور یہ عصمت مخصوص ہی اس اُمت مین ساتھ ائمہ اہل بیت
علیہم السلام کے و مما یجب ان انبہ علیہ ان ھذا الکلام فی عصمۃ الائمۃ انما جر بینا فیہا
علی جری الشیخ الاکبر قدس سرہ فیما فی المہدی رضی اللہ عنہ من حیث ان مقصودنا منہ
ان قولہ صلعم فیہ یقفو اثری لا یخطاء لما دل عند الشیخ علی عصمۃ فحدیث الثقلین یدل
علی عصمۃ الائمۃ الطاہرین رضی اللہ عنہم بما مر تنبیا نہ و لیست عقیدۃ الا نام علی
ان العصمۃ الثابتۃ فی الانبیاء علیہم الصلوۃ والسلام لا توجد فی غیرہم وانما اعتقد
فی اہل الولایۃ قاطبۃ العصمۃ بمعنی الحفظ وعدم صدور الذنب لا استحالۃ صدورہ
والائمۃ الطاہرین اقدم من الکل فی ذلک و بذلک یطلق علیہم الائمۃ المعصومون
فمن رمانی من ھذا البحث باتباع مذہب غیر السنۃ مما یعلم اللہ سبحانہ براءتی
منہ فعلیہ اثم فریتہ واللہ خصیمہ اور واجب ہی ہم پر کہ ہم تنبیہ کرین اوپر اسکے کہ یہ کلام عصمت
آئمہ کے باب مین مطابق اُسکے ہی کہ شیخ اکبر قدس سرہ نے امام مہدیؑ کی ثابت کی ہی اس لیے کہ مقصود ہمارا

از تشیید ... صفحہ ۲۴۸
در رسالۂ اہلبیت صفحہ ۲۴۸

اُس سے یہ ہی کہ رسولِ خدا کا دربارۂ امام مہدیؑ ہی یقفوا اثری لا یخطئ یعنے پیروی کریگا میری اور خطا نکریگا جسوقت یہ حدیث دلیل ہی شیخ کے نزدیک عصمت پر امام مہدیؑ کے پس حدیث ثقلین دلالت کرتی ہی عصمت پر آئمۂ اہلبیت طاہرینؑ کے جیسا کہ پہلے مذکور ہوا اور نہین ہی اتفاقی امر یہ کہ جو عصمت انبیا کے لیے ثابت ہی اُنکے غیر مین نہین پائی جاتی اور قاطبۂ اہلِ ولایت یعنے اولیا اللہ کی عصمت کا اعتقاد کیا گیا ہی وہ عصمت کہ جو یعنے حفظ اور عدم صدور خطا ہی نہ یہ کہ خطا ہونا اُنسے محال ہی اور آئمۂ طاہرینؑ مقدم ہین ان سب امورمین تمام اولیا اللہ پر اور اسی وجہ سے اطلاق کیا جاتا ہی اُنپر آئمۂ معصومین پس یہ شخص تہمت لگائے ہم پر اس محبت کو دیکھکر کہ ہم پیروی کرتے ہین مذہب غیر سنت جماعت کی یعنے جو شخص ہمکو مذہب شیعہ کا پیرو کہے تو یہ ہی ہو ہمارا خدا کو معلوم ہی پس ایسے شخص پر ہی گناہ افترا کرنے کا اور اللہ خصم اُسکا ہی انتہی یہانتک جو فضائل اور مناقب اہلبیت بیان ہوئے اور یہ بھی مرقوم ہوا کہ بعض علمانے اہلبیت اور آل اور عترت اور ذریت اور ذوی القربے کے معنے بتانے مین کوشش کیا اور تفضیل و تذلیل اہلبیت مین خصوصاً فاطمہؑ اور علیؑ اور حسنؑ و حسینؑ مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین کیا اور یہ بھی مذکور ہوا کہ بعض علمانے قلادہ تعصب کو گردنون سے اُتارکے پوست کندہ صاف صاف احوال لکھدیا کہ کوئی آئمہ دین مین بجز اہلبیتؑ کے معصوم نہین ہی اور جو کچھ اُنکو امر حق نظر آیا اُسکا اعتراف کیا حاصل یہ کہ اس اختلاف علما کا کوئی سبب بھی ہونا چاہیے اگرچہ ابتدا از بعض بعض مقام پر مجملاً مذکور بھی ہوا ہی لیکن زیادتی بصیرت کے لیے پھر توضیح کیجاتی ہی علامہ ابن تیمیہ اپنے منہاج السنۃ مین تحریر کرتے ہین فانہ من المعلوم انہ لما تولی کان الصحابۃ و سائر المسلمین ثلثۃ اصناف صنف قاتلوا معہ وصنف قاتلوہ وصنف قعدوا عن ھذا والاکثر السابقین الاولین من القعود وقد قیل ان بعض السابقین الاولین قاتلوہ وذکر ابن حزم ان عمار بن یاسر قتلہ ابو الغادیہ وان ابا الغادیہ ھذا من السابقین الاولین ممن بایع تحت الشجرۃ یعنے جب علیؑ والی خلافت ہوئے تو صحابہ اور سایر مسلمین تین گروہ ہوئے ایک گروہ تو وہ جنھون نے ساتھ دیا اور اُنکے ساتھ اُنکے مخالفین سے مقاتلہ کیا دوسرے وہ جنھون نے خود حضرت علیؑ سے مقابلہ اور مقاتلہ کیا تیسرے وہ جو ادھر ہوئے نہ اُدھر بلکہ بیٹھ رہے اور اکثر سابقین اولین اس قسم مین داخل تھے اور یہ بھی کہا گیا ہی کہ تحقیق کہ بعض سابقین اولین نے قتال کیا علیؑ سے اور ابن حزم نے ذکر کیا ہی کہ عمار یاسر کو قتل کیا ابو الغادیہ نے اور یہ ابو الغادیہ سابقین اولین سے تھے اور شریک تھے بیعت الرضوان کے پھر شیخ الاسلام ابن تیمیہ کہ جنکی مدح مین ہی کہ بعد امام احمد کے اُستاد اہل حدیث ہین لکھتے ہین کہ اکثر مہاجرین اولین معاویہ کے ہمراہ تھے اس تقریر سے شیخ الاسلام ابن تیمیہ کی واضح ہی کہ جو لوگ جنگ و جدال اور قتال کرتے تھے علیؑ سے وہ لوگ ضرور کینہ رکھتے تھے علیؑ سے اور جو لوگ شریک نہ ہوئے علیؑ کے اور اُنسے بیعت نہین کی وہ بھی علیؑ سے صاف نہ تھے اور اُنکو خلیفہ چہارم ہونا بھی علیؑ کا گوارا نہ ہوا اور بالضرور

مناقب و فضائل علیؑ کے منکر ٹھہرے اور باوجود اُنکے امام برحق ہونیکے روگردانی کی اُنسے حالانکہ خلافت حضرت علیؑ کی باجماع اور باتفاق واقع ہوئی تھی اگرچہ بعض اُن قاعدین کے شریک معاویہ بھی نہین ہوئی مگر باعث خذلان جناب امیرؑ نو ہوئے اور مستحق ولم یعرف امام زمانہ بالضرور قرار پائے اور جو لوگ کہ بیعت سے علیؑ کی شرف اندوز ہوئے اور ابتداسے انتہا تک ہر جنگ وجدال و ہر معرکہ و قتال مین شریک علیؑ رہے وہی محب ... ٹھہرے اور یہ امر بھی بدیہی ہو کہ دو ثلث صحابہ کبار مین سے مخالفت علی بن ابی طالبؑ تھے تو وہ بیشک مخالف حق تھے الحق مع علیؑ وعلی مع الحق اور المصداد راالحق مع علی حیث دار ارشادِ جناب امیر المومنین علی مین ثابت ہو اور یہ بھی ثابت ہو کہ بغض و عداوت و خذلان علیؑ بغض و عداوت و خذلان رسولؐ انام ہو جنگ با علیؑ جنگ با رسول عربی صلعم ہو اور بروایت ابن عساکرؒ قال علیؑ امرنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم بقتال الناکثین والقاسطین والمارقین یعنے کہا علیؑ نے کہ مجھکو حکم کیا ہو رسولؐ خدا نے ساتھ قتال ناکثین اور قاسطین و مارقین کے وھکذا روی ابن عساکر عن ابن مسعود ایضًا والصراد بالناکثین طلحہ والزبیر واصحاب الجمل و بالمارقین الخوارج و بالقاسطین معویہ واصحابہ اور اسیطرح روایت کی ہو ابن عساکر نے ابن مسعود سے بھی اور مراد ناکثین سے طلحہ اور زبیر اور اصحاب جمل ہین اور مارقین سے خوارج اور قاسطین سے معویہ اور اصحاب اُسکے اب ہم یہ بھی عرض کردین کہ خوارج کسکو کہتے ہین علامہ عبدالکریم شہرستانی ملل ونحل مین فرماتے ہین الخوارج والمرجئۃ والوعیدیۃ کل من خرج علی الامام الحق الذی اتفقت الجماعۃ علیہ یسمی خارجیا سواء کان الخروج فی ایام الصحابۃ علی الائمۃ الراشدین او کان بعدھم علی التابعین باحسان والائمۃ فی کل زمان والمرجئۃ صنف اٰخر تکلموا فی الایمان والعمل الا انھم وافقوا الخوارج فی بعض المسائل التی تتعلق بالامامۃ والوعیدیۃ داخلۃ فی الخوارج وھم القائلون بتکفیر صاحب الکبیرۃ وتخلیدہ فی النار یعنے خوارج مرجیہ اور وعیدیہ کل وہ لوگ ہین کہ جنھون نے خروج کیا امام حق پر جسکی امامت پر جماعت نے اتفاق کیا ہو اُسکو خارجی کہتے ہین خواہ خروج زمانہ صحابہ مین آئمہ راشدین پر ہو یا بعد اُنکے تابعین پر یا اور آئمہ پر ہر زمانے مین اور مرجیہ دوسری قسم ہو جس نے کلام کیا ایمان مین اور عمل مین مگر اُنھون نے موافقت کی ہو خوارج کے بعض مسائل متعلق امامت مین پھر کہتے ہین الخوارج اعلم انّ اول من خرج علی امیر المومنین علیؑ بن ابی طالب جماعۃ ممن کان معہ فی حرب صفین واشدھم خروجا علیہ ومروقا من الدین الاشعث بن قیس ومسعود بن فدکی التمیمی وزید بن حصین الطائی خوارج مین جان تو تحقیق سب سے پہلے جسنے خروج کیا امیر المومنین علیؑ پر وہ جماعت ہو جو جنگ صفین مین حضرت علیؑ کے ساتھ تھے اور اُنمین زیادہ تر اور سخت خروج مین اور دین سے نکلنے مین اشعث بن قیس اور مسعود تمیمی اور زید ابن حصین طائی ہو جنہون قالوا

سیرۃ النبی باب ... بعض الصحابۃ ... والسابقون ... من السابقین ...

ملل ونحل مصری ... مطبوعہ ... ۱۳۱۷ھ

القوم یدعوننا الی کتاب اللہ وانت تدعونا الی السیف حتی قال انا اعلم بما فی کتاب اللہ انفروا الی بقیۃ الاحزاب انفروا الی من یقول کذب اللہ ورسولہ وانتم تقولون صدق اللہ ورسولہ جسوقت کہ کہا اُنھون نے کہ قوم بلاتی ہی ہمکو کتاب خدا کیطرف اور تو بلاتا ہی تلوار کیطرف فرمایا حضرت علیؑ نے کہ مین خوب جانتا ہون کتاب خدا کو کوچ کرو اور جاؤ طرف بقیہ احزاب کے اور کوچ کرو اور جاؤ طرف اُس شخص کے کہ کہتا ہی جھوٹ کہا اللہ نے اور اُسکے رسول نے اور تم لوگ کہتے ہو کہ سچ کہا اللہ نے اور اُسکے رسولؐ نے قاموس مین ہی النواصب والناصبیۃ اھل النصب المتدینون ببغض علی کرم اللہ وجہہ لانھم نصبوالہ ای عادوہ نواصب اور ناصبیہ اور اہل نصب وہ لوگ ہین کہ جنھون نے اپنا دین بغض علیؑ کو قرار دیا ہی اسواسطے کہ دشمنی رکھتے ہین وہ لوگ علیؑ سے پھر علامہ عبدالکریم شہرستانی فہرست خوارج کے اخیر مین لکھتے ہین والذین اعتزلوا الی جانب فلم یکونوا مع علیؑ فی حروبہ ولا مع خصومہ وقالوا لاندخل فی غمار الفتنۃ من الصحابہ عبداللہ ابن عمر وسعد بن وقاص ومحمد ابن مسلمۃ الانصاری واسامۃ ابن زید بن حارثۃ الکلبی مولی رسول اللہ وقال قیس بن حازم کنت مع علی فی جمیع احوالہ وحروبہ حتی قال یوم صفین انفروا الی بقیۃ الاحزاب انفروا الی من یقول کذب اللہ ورسولہ وانتم تقولون صدق اللہ ورسولہ فعرفت ایش کان یعتقد فی الجماعۃ فاعتزلت عنہ اور وہ لوگ جو جدا ہوئے اور کنارہ کش ہوئے اور نہ ساتھ دیا حضرت علیؑ کا اُنکی لڑائیون مین اور نہ اُنکے دشمنون کے شریک ہوکر لڑے حضرت علیؑ سے کہتے تھے کہ ہم غمار فتنہ مین داخل نہونگے وہ لوگ صحابہ سے یہ ہین عبداللہ ابن عمر وسعد ابن ابی وقاص ومحمد ابن مسلمہ انصاری اسامہ ابن زید غلام رسولؐ خدا اور کہا قیس ابن ابی حازم نے کہ مین علیؑ کے ساتھ تھا ہر حال مین اور ہر جنگ مین یہانتک کہ بروز صفین حضرت علیؑ نے کہا جاؤ طرف بقیہ احزاب کے جاؤ طرف اُس قوم کے جو کہتے ہین دروغ کہا اللہ نے اور اُسکے رسولؐ نے اور تم لوگ کہتے ہو سچ کہا خدا نے اور اُسکے رسولؐ نے پس ہم نے پہچانا کہ علیؑ کا کیا اعتقاد ہی جماعت معاویہ کی نسبت اُسوقت کنارہ کیا ہم نے علیؑ سے الغرض یہان ہمکو بحث کرنا دربارہ خلافت مطلوب نہین ہی بلکہ اصل غرض یہ ہی کہ اکثر یاران رسول مختار اور اصحاب رسولؐ کبار کا یہ حال تھا آئمہ اطہار اور جناب حیدر کرار سے بقول ابن تیمیہ دو ثلث اصحاب کبار مخالف علی ابن ابی طالب تھے کہ بعض نے نکث بیعت کی بعض نے اُس بیعت علیؑ کا نام غمار فتنہ رکھا بعض فی الظاہر شریک خصوم تو نہ ہوئے مگر فی الباطن مدد دیا اور ناکثین و قاسطین کے ہوئے اب جن صاحبون نے بیعت علیؑ کی اور یاور علی ابن ابیطالب فی الظاہر بنے شریک حروب علی ابن ابیطالب رہے وہ ایک ثلث تھے اب اس ایک ثلث کا حال جنگ صفین مین کھل گیا اور ایک ثلث کے تین حصہ ہوگئے ایک حصہ تو معاویہ کو خلیفہ بحق سمجھکر اپنی سرشت کے موافق اُنسے جاملے ایک حصہ اُنمین کا عثمان معاویہ طلحہ زبیر علی سب کو خارج از دایرہ اسلام اور کافر کہنے لگا ایک حصہ مطیع و فرمان بردار علی ابن ابی طالب رہا یہ حال تھا

اصحاب کبار کا اور یہہ امر بھی ظاہر ہی کہ جب آپ کے حصہ اصحاب خاص مخالفت پر ہون تو احادیث فضائل و مناقب اہلبیت و علیؑ کو کون بیان کرے نصوص صریح حقوق کا کون ثبوت دے بلکہ بالعوض فضائل و مناقب کے یہ حال تھا کہ سب و شتم لعن و طعن منبر و منبر پر خطبون میں اور جمعہ و جماعت مین جاری ہو گئی چنانچہ جز ثانی مین شرح نہج البلاغہ کی جناب امیر المومنین علیؑ سے نقل کیا ہی کہ پوچھا اُنسے درباب ایمان معاویہ اور اصحاب معاویہ کے فقال علیؑ ما اقول المعاویہ ولا لاصحابہ انہم مومنون ولا مسلمون پس فرمایا حضرت علیؑ نے کہ مین اقرار نہین کرتا کہ معاویہ اور اُسکے اصحاب مومن ہون یا مسلم پھر جناب علیؑ ابن ابی طالب سے منقول ہی قال والذی فلق الحبۃ وبرء النسمۃ ما اسلموا ولکن ھما ستسلموا واسروا الکفر فلما وجدوا علیہ اعوانا اظھروہ یعنے قسم اُس خدا کے یگانہ کی کہ جسنے چیر ادانہ کو اور پیدا کیا خلق کو کہ معاویہ اور اصحاب معاویہ ایمان نہ لائے تھے لیکن ظاہر مین اسلام قبول کیا تھا اور کفر کو مخفی رکھا تھا پس جسوقت کہ اعوان و انصار کو پایا کفر مکتوم کو ظاہر کیا اور اُسی جز رابع مین ابن مسعود سے روایت کی ہی قال رسول اللہ اذا رأیتم معاویۃ بن ابی سفیان یخطب علی منبری فاضربوا عنقہ فقال الحسن فواللہ ما فعلوا ولا افلحوا یعنے پیغمبر خدا نے فرمایا جسوقت معاویہ کو میرے منبر پر خطبہ پڑھتے دیکھو اُسکی گردن مارو پس کہا حسن بصری نے قسم خدا کی نہ کیا اُنھون نے اور نہ فلاح پائی اُنھون نے ابن ابی الحدید لکھتے ہین وخطب بذلک معاویہ باللعن علی منابر الاسلام وصار ذلک سنۃ فی ایام بنی امیۃ الی ان قام عمر ابن عبد العزیز فازالہ یعنے خطبہ پڑھا معاویہ نے اور لعن کی معاذ اللہ حضرت علیؑ پر اوپر منابر اسلام کے اور یہ لعن کرنا سنت امویہ ہو گئی تھی زمانہ بنی امیہ مین اور باقی رہی یہ سنت یہانتک کہ خلیفہ ہوا عمر ابن عبد العزیز پس اُس نے موقوف کی کان خلفاء بنی امیہ یسبون علیا رضی اللہ عنہ من سنۃ احدی واربعین وھی السنۃ التی خلع الحسن فیما نفسہ من الخلافۃ الی اول سنۃ تسع وتسعین اخر ایام سلیمان عبد الملک فلما ولی عمر ابطل ذلک وکتب الی نوابہ بابطالہ ولما خطب یوم الجمعۃ ابدل السب فی اخر الخطبہ بقراۃ قولہ تعالی ان اللہ یامر بالعدل الخ وذکر شیخنا ابو عثمان عمر ابن جاحظ ان معاویہ کان یقول فی اخر خطبۃ الجمعۃ اللھم ان ابا تراب الحد فی دینک وصد عن سبیلک فالعنہ لعنا وبیلا وعذبہ عذابا الیما وکتب ذلک الی الافاق فکانت ھذا لکلمات یشاد بہا علی المنابر الی الخلافۃ عمر ابن عبد العزیز ملخص کلام ابن ابی الحدید اور ابو الفدا اور ابو عثمان عمر ابن ابی حنظلی یہہ ہی معاذ اللہ پناہ خدا کی خود معاویہ بر ملا منابر اسلام پر عام طور سے خطبہ مین کہتا تھا خدایا ابو تراب نے شرک کیا تیرے دین مین اور برگشتہ ہو گیا تیری راہ سے پس لعنت وبال کر اور عذاب الیم کر اور یہ حکم آفاق مین ہر ہر مقام پر لکھا تھا کہ یہہ ہی کلمات ہر مشہد اور مسجد مین اور خطبون مین بالائے منابر پڑھے جائین چنانچہ یہ سنت قرار پائی تھی بنی اُمیہ مین اور عمر ابن عبد العزیز کے زمانہ تک جاری رہی اور عمر ابن عبد العزیز اول

اُنکا ہو کہ جسنے موقوف کیا اُسکو اسی جزمین عمر جاحظ نقل کرتے ہین کہ ایک جماعت نے بنی امیہ کی معاویہ سے کہا کہ
ای معاویہ تو اپنی آرزو کو پہنچا اب تو تو زبان لعن کو اس مرد پر روک پس معاویہ نے جواب دیا کہ لا واللہ حتی
یربو علیہا الصغیر ویہرم علیہ الکبیر ولا یذکر ذاکر فضلا لہ واللہ واللہ زبان لعن کو نہ روکونگا
اُسوقت تک کہ بچے بڑے ہوجاوین اور بڑے بڈھے اور ذکر خیر دنیا سے فنا ہو جائے اور اسکافی سے نقل
کیا ہو کہ ان معاویہ وضع قوما من الصحابۃ وقوما من التابعین علی روایۃ اخبار قبیحۃ فی علی
تقتضی الطعن فیہ یعنے اسکافی سے نقل کیا ہو کہ معاویہ نے ایک قوم کو صحاب سے اور ایک قوم کو تابعین
سے مقرر کیا تھا کہ نقل کرین اخبار قبیحہ اور احادیث موضوعہ کو کہ شامل ہون طعن پر علیؑ کے اور بجاۃ پر معاویہ
کے اُنمین ابوہریرہ وعمر ابن عاص ومغیرہ ابن شعبہ ہین اور بروایت زہری تابعین سے عروہ ابن زبیر ہین بیان
کرتے ہین قال حدثتنی عایشہ قالت کنت عند رسول اللہ اذا قبل العباس وعلی فقال عایشہ
ان ہذین یموتان علی غیر ملتی او قال دینی بیان کیا مجھسے عایشہ نے کہ مین رسول اللہ کے پاس
تھی کہ ناگاہ آئے عباس ور علیؑ پس فرمایا رسول خدا نے ای عائشہ بہ تحقیق یہ دونو مرینگے کہ میری ملت پہ
نہ ہونگے یا فرمایا کہ میرے دین پر نہونگے وروی عبد الرزاق عن معمر قال کان عند الزہری حدیثان
روایت کیا عبد الرزاق نے معمر سے کہا کہ زہری کے نزدیک دو حدیثین تھین عروہ سے کہ اُسنے عایشہ سے نقل کین
شان علیؑ مین پس مین نے ایک دن ان دونو حدیثون کی نسبت پوچھا اُسسے فقال ما تصنع بہما وبحدیثہما
اللہ اعلم بہما انی لاتہمہما فی بنی ہاشم قال فاما الحدیث الاول فقد ذکرناہ واما الحدیث
الثانی فہو ان عروۃ زعم ان عایشہ حدثتہ قالت کنت عند النبیؐ اذ اقبل العباسؓ وعلی فقال
یا عایشہ ان سرک ان تنظری الی رجلین من اہل النار فانظری الی ہذین قد طلعا فنظرت
فاذا العباسؓ وعلی بن ابی طالب الخ اور واقدی نے نقل کیا ہو کہ معاویہ بعد صلح کے امام حسنؑ سے شام مین پہونچا
اور آدمیون کو جمع کیا اور اپنی تعریفین کین بعدہ کہا والعنوا ابا تراب فلعنوہ پھر ذکر کیا کہ صحاب بنی امیہ
منعوا من اظہار فضائل علیؑ وعاقبوا ذاکر ذلک یعنے صحیح اور ثابت ہو کہ بنی امیہ کہ جنمین سے معاویہ بھی
ہین منع کرتے تھے اظہار فضائل علیؑ سے اور عقاب کرتے تھے ناقل اور ذاکر فضائل علیؑ پر وروی اہل السیرۃ
ان الولید بن عبد الملک فی خلافتہ ذکر علیا فقال لعنہ اللہ بالجر کان لص بن اللص واہل سیر
نے روایت کی ہو کہ ولید ابن عبد الملک اپنی خلافت مین جب ذکر علیؑ کرتا تھا تو کہتا تھا لعنہ اللہ بالجر کان
لص بن اللص وامر المغیرہ بن شعبہ وہو یومئذ امیر الکوفۃ من قبل معاویہ حجر بن عدی
ان یقوم فی الناس فیلعن علیا فابی ذلک فتوعدہ فقام وقال ایہا الناس ان امیرکم امرنی ان العن
علیا فالعنوہ فقال اہل الکوفۃ لعنہ اللہ وعاد الضمیر الی المغیرۃ بالنیۃ والقصد واراد زیاد ان یعرض
اہل الکوفۃ اجمعین علی البراءۃ من علیؑ ولعنہ وان یقتل کل من امتنع من ذلک

جزو ۳ صفحہ ۳۸ سطر ۱۴

جزو ۳ صفحہ ۱۰۲ سطر ۴

شرح نہج البلاغہ جلد ۱ صفحہ ۳۰۰ سطر ۱۲

شرح نہج البلاغہ جز ۳ صفحہ ۲۰ سطر ۱

وبجوب منزلہ حکم کیا مغیرہ بن شعبہ نے اور وہ اُسوقت معاویہ کیطرف سے امیر کوفہ تھا کہ حجر ابن عدی کھڑا ہو
آدمیون مین اور پناہ خدا لعنت کرے علیؑ پر اُسنے انکار کیا پس ڈرایا اُسکو پس کھڑا ہوا وہ اور کہا ایہا الناس
تمھارے امیر نے حکم کیا ہی مجکو کہ لعنت کرون علیؑ پر پس تم سب لعنت کرو اُسپر پس تمام اہل کوفہ نے کہا لعنت ہو اُسپر
اللہ کی ورعائد کیا ضمیر کو مغیرہ کی طرف نیت اور قصد مین ور ارادہ کیا زیاد نے کہ اہل کوفہ سب برارت کرین
علیؑ سے اور لعنت کرین اُسپر اور اسباب پر آمادہ کیا کہ قتل کیا جائے ہر وہ شخص کہ باز رہے اس لعن سے اور
کھود ڈالا جائے مکان اُسکا وکان الحجاج بلعن علیا و یامر بلعنہ اور حجاج لعن کرتا تھا علیؑ پر اور حکم کرتا تھا
لعن کرنیکا وذکر المبرد فی الکامل ان خالد بن عبد اللہ القسری لما کان امیر العراق فی خلافۃ
ہشام کان یلعن علیًا علی المنبر فیقول اللھم العن علی ابن ابی طالب بن عبد المطلب ابن
ہاشم صہر رسول اللہ وعلی ابنتہ وعلی الحسن والحسین اور ذکر کیا مبرد نے کامل مین کہ خالد بن
عبد اللہ القسری جسوقت امیر عراق ہوا خلافۃ ہشام مین تو منبر پر بیٹھکر لعنت کرتا تھا علیؑ کو اور کہتا تھا خداوندا لعنت
کر علی بن ابی طالب بن عبد المطلب بن ہاشم داماد رسول اللہ پر اور اوپر اُنکی بیٹی کے اوپر حسنؑ اور حسینؑ کے
قال ابو بکر حدثنا ابو جعفر قال حدثنی ابراہیم قال حدثنی محمد ابن عاصم صاحب الخانات
قال قال لنا حریز ابن عثمان انتم یا اہل العراق تحبون علی بن ابی طالب ونحن نبغضہ قالوا
لما قال لانہ قتل اجدادی ویروی فیہ اخبارًا مکذوبۃ کہا ابو بکر نے بیان کیا مجھسے ابو جعفر نے کہا
حدیث کی مجھسے ابراہیم نے کہا بیان کیا مجھسے محمد ابن عاصم صاحب خانات نے کہا کہ کہا ہمکو حریز ابن عثمان نے ای
اہل کوفہ تم دوست رکھتے ہو علیؑ ابن ابیطالب کو اور ہم بغض رکھتے ہین اُسسے لوگون نے کہا کسواسطے تو بغض رکھتا ہی
جواب دیا کہ اُسنے ہمارے اجداد کو قتل کیا ہی اور روایات مکذوبہ اور اخبار موضوعہ شان علی مین بیان کرتا ہی
وکان الاشعث ابن قیس الکندی وجریر ابن عبد اللہ البجلی یبغضانہ اور اشعث ابن قیس کندی
اور جریر ابن عبد اللہ بجلی مبغضان علی بن ابی طالب سے تھے وکان ابو مسعود الانصاری منحرف عن علیؑ
اور ابو مسعود انصاری بھی منحرف تھا علیؑ سے وکان کعب منحرفا عن علیؑ وکان نعمان ابن بشیر انصاری
منحرفا عنہ وعدوًا لہ اور کعب منحرف تھا علیؑ سے اور نعمان ابن بشیر انصاری منحرف تھا اُنسے اور دشمن
تھا اُنکا وقد روی ان عمران ابن حصین کان من المنحرفین عنہ اور بتحقیق روایت ہی کہ عمران ابن
حصین منحرفین علیؑ سے تھا ومن المنحرفین عنہ ای علی المبغض لہ عبد اللہ ابن زبیر اور منحرفین
اور مبغضین علیؑ سے عبد اللہ ابن زبیر تھا ومن المعلوم الذی لاریب فیہ لاشتہار الخبر بہ واطباق
الناس علیہ ان الولید ابن عقبہ ابن ابی معیط کان یبغض علیًا ویشتمہ وابوہ عقبہ ابن ابی
معیط ہو العدو قال الارزق بمکۃ اور مشہور ومعروف ہی کہ جسمین شک نہین ہی اور اتفاق ہی آدمیونکا
کہ تحقیق کہ ولید ابن عقبہ ابن ابی معیط بغض رکھتا تھا علیؑ سے اور سب وشتم کرتا تھا اُن کی ور باپ بھی

اُسکا وہ عبدالرزاق کہتا کہ میں حوروثی صاحب کتاب الغارات عن اسمعیل بن حکیم عن ابی مسعود
الجریری قال کان ثلثۃ من اہل البصرۃ یتواصلون علی بغض علی مسطرف ابن عبداللہ ابن الشخیر
والعلاء ابن زیاد وعبداللہ ابن شقیق صاحب کتاب غارات نے روایت کی ہی اسمعیل بن حکیم سے
اُسنے ابی مسعود جریری سے کہا کہ تین شخص اہل بصرہ سے ہمیشگی کرتے تھے بغض علی میں مسطرف بن عبداللہ
بن شخیر اور علا ابن زیاد اور عبداللہ ابن شقیق ومسروق ابن الاجدع واسود ابن یزید یفرطان فی سب
علی ابن ابی طالب مسروق ابن اجدع اور اسود ابن یزید سب علی ابن ابیطالب مین افراط کرتے تھے و
روی ابو نعیم عن عمرو ابن ثابت عن ابی اسحق قال ثلثۃ لایومنون علی علی ابن ابیطالب مسروق
ومرہ وشریح وروی ان الشعبی رابعہم ومن المبغضین القالین ابو بردہ ابن ابی موسی
الاشعری ابو نعیم نے روایت کی عمر ابن ثابت سے اور اُسنے ابی اسحق سے کہا کہ تین شخص قابل اعتماد
نہین ہین علی ابن ابی طالب کے باب مین ایک مسروق دوسرے مرہ ہمدانی اور تیسرے شریح اور روایت ہی
کہ شعبی چوتھی اُنکے ہین اور ابو نعیم نے روایت کی ہی کہ ابو بردہ اور ابو الغادیہ جہنی قاتل عمار یاسر منحرفین سے
تھے اور من المنحرفین ابو عبدالرحمن السلمی القاری وکان قیس ابن ابی حازم یبغض علیا
وکان سعید ابن المسیب منحرفا عن علی اور منحرفین سے ابو عبدالرحمن سلمی قاری تھا اور تھا قیس ابن ابی
حازم کہ بغض رکھتا تھا علی سے اور سعید ابن المسیب منحرف تھا علی سے وکان الزہری من المنحرفین عنہ
اور زہری منحرفین علی سے تھا اور عروہ ابن زبیر بھی کذالک وکان یزید ابن ثابت وعمر ابن ثابت من
اعداء علی ومبغضیہ اور یزید ابن ثابت اور عمر ابن ثابت دشمنان علی و مبغضین سے اُنکے تھے روی فی
عمرانہ وکان یرکب ویدور القری بالشام ویجمعہم ویقول ایہا الناس ان علیا کان
رجلا منافقا فالعنوہ ثم یسیر الی القریۃ الاخری فیامرہم بمثل ذلک وکان ذلک فی ایام
معاویہ روایت کی گئی ہی عمرو ابن ثابت کے حق مین کہ بہ تحقیق وہ سوار ہوتا تھا اور پھرتا تھا شام کے
قریون مین اور اہل قریہ کو جمع کرتا تھا اور کہتا تھا یایہا الناس تحقیق کہ علی ایک مرد منافق تھا پس لعنت کرو
اُسپر پھر وہان سے دوسرے قریہ مین جاتا تھا اور اُنکو اسیطرح حکم کرتا تھا اور تھا زمانہ معاویہ کا وکان
مکحول من المبغضین لہ اور مکحول مبغضین علی سے تھا قال شیخنا ابو جعفر الاسکافی کان اہل البصرۃ
کلہم یبغضونہ وکثیر من اہل الکوفۃ وکثیر من اہل المدینۃ واما اہل مکۃ فکلہم کانوا
یبغضونہ قاطبۃ وکانت قریش کلہا علی خلافہ وکان جمہور الخلق مع بنی امیہ کہا شیخ ہمارے
ابو جعفر اسکافی نے کہ اہل بصرہ کل بغض رکھتے تھے علی سے اور بہت سے اہل کوفہ اور بکثرت اہل مدینہ دشمن
علی تھے اور لیکن اہل مکہ پس وہ تو کل قاطبۃ بغض و عداوت علی رکھتے تھے اور کل قریش مخالف علی تھے اور
جمہور خلق بنی امیہ کے ہمراہ تھے وقد روی یونس ابن ارقم عن یزید ابن ارقم عن ابی ناجیۃ مولی ام ہانی قال

عند علیؑ فاتاہ رجل علیہ زی السفر فقال یا امیر المومنین انی اتیتک من بلدۃ ما رایت لک بها محبا قال من این اتیت قال من البصرۃ تحقیق کر روایت کی یونس ابن ارقم نے یزید ابن ارقم سے اور انھون نے ابی ناجیہ علام ام ہانی سے کہا اُسنے کہ مین علیؑ کے پاس تھا پس آیا اُنکے پاس ایک شخص لباس سفر پہنے ہوئے اُسنے عرض کی یا امیر المومنین مین آپکے پاس آتا تھا ایک شہر سے نہ دیکھا مین نے کوئی دوست آپکا فرمایا تو کہان سے آتا ہی کہا بصرہ سے منقول ہی کہ ابوہریرہ اور عمر ابن عاص اور مغیرہ بن شعبہ اور تابعین سے عروہ ابن زبیر وضع کرتے تھے احادیث مذمت علیؑ مین اور مدح معاویہ مین چنانچہ شارح نہج البلاغہ نقل کرتے ہین ابوہریرہ کی نسبت کہ ضرب بہ عمر بالدرۃ وقال قد اکثرت من الروایۃ واحربک ان تکون کاذبا علی رسول اللہ یعنے حضرت عمر نے ابوہریرہ کو درے لگائے اور کہا کہ مین جانتا ہون کہ تو زیادتی کرتا ہی روایت مین اور دروغ بندی کرتا ہی رسول خدا پر روی سفیان الثوری عن منصور عن ابراهیم التیمی قال کانوا لا یاخذون عن ابی هریرۃ الا ما کان من ذکر جنۃ و نار سفیان ثوری نے منصور سے اور اُنھون نے ابراہیم تیمی سے روایت کی کہ کہا لوگ نہ لیتے تھے ابی ہریرہ سے کوئی حدیث لیکن جسمین ذکر جنت و نار ہوتا تھا امام فخر الدین رازی سورہ حمد کی تفسیر مین اپنی تفسیر کبیر مین نقل کرتے ہین عن علی قال الا ان اکذب الناس علی رسول اللہ ابو هریرۃ الدوسی یعنے منقول ہی علیؑ سے کہ دروغ گو ترین مردم رسولخدا پر ابوہریرہ ہی اور ابو یوسف اور امام ابو حنیفہ سے نقل کرتے ہین کہ الصحابۃ کلهم عدول الا رجالا منهم ابو هریرۃ و انس بن مالک صحابہ کل عدول ہین مگر دو شخص ایک اُنمین کا ابوہریرہ ہی اور دوسرا انس ابن مالک وکان المغیرۃ صاحب دنیا یبیع دینه بالقلیل لنفسه منها و یرضی معاویۃ بذکر علی حتی قال یوما ان علیا لم ینکحه رسول اللہ ابنته حبا ولکنه اراد ان یکافی بذلک احسان ابی طالب لہ یعنے مغیرہ صاحب دنیا تھا اُسنے اپنے دین کو دنیائے قلیل کیواسطے بیچ ڈالا اور راضی کیا معاویہ کو ذکر علیؑ سے یہانتک کہ ایک روز کہا کہ رسول اللہؐ نے عقد فاطمہ زہرا کا علیؑ سے از روئے محبت کے نہین کیا بلکہ بارادہ مکافات احسان ابو طالب یہ نکاح کر دیا قال ابو جعفر وقد روی ان معاویۃ بذل لسمرۃ ابن جندب مائۃ الف درهم سمرہ ابن جندب کو معاویہ نے سو ہزار درہم دیے کہ آیہ ومن الناس من یعجبک کو حق مین علیؑ کے روایت کر دے اور آیہ ومن الناس من یشری نفسه کو شان ابن ملجم مین اُسنے قبول نہ کیا پھر دو لاکھ درہم دینے کا وعدہ کیا اُسپر بھی نہ مانا پھر چار لاکھ درہم دینے کیے اُسوقت حدیث محمد مصطفےٰ اور دونون آیتون کے سبب نزول کو اعلان دیا پھر ابن ابی الحدید لکھتے ہین کہ بہت سے صحابہ و تابعین اور محدثین منحرف تھے علیؑ سے اور اس امر پر تمام مشائخ بغداد متفق ہین پھر لکھتے ہین کہ ذکر شیخنا ابو جعفر رحمہ فی هذا المعنی فی کتاب التفضیل وذکر جماعۃ من شیوخنا البغدادیین ان عدۃ من الصحابۃ والتابعین والمحدثین کانوا منحرفین من علی وقائلین منه السوء منهم من کتم مناقبه

شرح نہج البلاغہ صفحہ ۳۵۸ سطر ۲۴

ایضاً صفحہ ۳۵۸ سطر ۲۵

ایضاً صفحہ ۳۵۸ سطر ۲۹

شرح نہج البلاغہ صفحہ ۳۵۸ سطر ۵

واعان اعلاانہ میلاً مع الدنیا وایثارا للعاجلۃ فمنہم انس بن مالک ذکر کیا ہی ہمارے شیخ ابوجعفر نے اسی معنی مین کتاب تفصیل مین اور ذکر کیا ایک جماعت نے ہمارے شیوخ بغداد سے کہ بہت سے صحابہ سے اور تابعین اور محدثین سے منحرف تھے اور بدی بیان کرتے تھے علیؑ کی اور اُنکے فضائل و مناقب کا کتمان کرتے تھے اور اُنکے دشمنون کی اعانت کرتے تھے بسبب میلان دنیا کے اور طالب تھے کہ جلد اُنکو ملے منجملہ اُنکے انس ابن مالک تھے چنانچہ جب حضرت علیؑ نے شہادت حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ چاہی تو انس ابن مالک نے کہا کبرت ونسیت یعنے کہ مین ضعیف ہوگیا اور بھول گیا فرمایا علیؑ نے اللہم ان کان کاذبا فارمہ بہا بیضاء لا تواریہا العمامۃ کہ خداوندا اگر انس دروغ گو ہی تو تو اُسکو مبروص کردے بسبب اُسی کے وہ برص عمامہ سے پوشیدہ نہ ہوسکے طلحہ ابن امیر کہتے ہین کہ واللہ دیکھا مین نے کہ سفیدی برص مابین آنکھون کے ظاہر ہوئی کہ انس اُسکو چھپا نسکے اسیطرح زید ابن ارقم سے استشہاد فرمایا اُسی حدیث من کنت مولاہ پر فامسک زید ابن ارقم فلم یشہد وکان یعلمہا فدعا علیہ بذہاب البصر فعمی یعنے زید ابن ارقم نے شہادت نہ دی باوجود اس حدیث کے جاننے کے پس علیؑ نے دعا کی کہ اگر جان بوجھ کر یہ شہادت نہین دیتا تو خدایا اسکو اندھا کردے دفعتہً وہ اندھا ہوگیا وکان علیؑ یقنت فی صلوۃ الفجر وفی صلوۃ المغرب و یلعن معاویہ وعمرو والمغیرہ والولید بن عقبۃ وابا الاعور والضحاک بن قیس وبسر بن ارطاۃ وحبیب بن مسلمۃ وابا موسی الاشعری ومروان ابن الحکم وکان ہولاء یقنتون علیہ و یلعنونہ یعنے حضرت علیؑ نماز صبح اور مغرب مین قنوت پڑھتے تھے اور لعنت کرتے تھے معاویہ اور عمرو اور ولید ابن عقبہ اور ابوالاعور اور ضحاک بن قیس بسر بن ارطاہ اور حبیب بن مسلمہ اور ابو موسے اشعری اور مروان ابن حکیم پس یہ سب جو کہ کرتے تھے اور لعنت کرتے تھے اُن حضرت پر حتی کہ منقول ہی وان علیا لما قتل قصد بنوہ ان یخفوا قبرہ خوفا من بنی امیہ یعنے جسوقت علیؑ شہید کیے گئے تو اُنکے صاحبزادون نے ارادہ کیا کہ قبر کو حضرت علیؑ کی پوشیدہ کرین بنی امیہ کے خوف سے اور خطبون مین جناب علیؑ نے جو جو اوصاف معاویہ اور اعوان وانصار معاویہ بیان فرمائے ہین بکثرت شرح نہج البلاغۃ مین مسطور ہین اور دیگر کتب مین خطبہ مین فرماتے ہین ونحن سائرون انشاء اللہ الی من سفہ نفسہ و بیتنا ول ما لیس لہ ولا لا ہلہ معویہ وجندہ الفئۃ الطاغیۃ الباغیۃ یقودہم ابلیس ویبرق لہم ببارق تسویفہ ویدلیہم بغرورہ وانتم اعلم الناس بالحلال والحرام فاستغنوا بما علمتم واحذروا ما حذرکم اللہ من الشیطان وارغبوا فیما عندہ من الاجر والکرامۃ الخ یعنے اور ہم جانے والے ہین انشاء اللہ اُس شخص کیطرف کہ جسنے اپنے نفس کو احمق بنایا ہی اور اخذ کرتا ہی اُسکو جو اُسکے لائق نہین ہی اور اُس چیز کو کہ جسکو سمجھتا نہین وہ معاویہ ہی اور لشکر اُسکا کہ وہ گروہ سرکش اور باغی ہی اور پیشوا اُنکا ابلیس ہی اور چمک دیکھاتا ہی اُنکو اپنے فریب دینے کی بجلی سے اور نغزندہ کرتا ہی اُنکو اپنے غرور سے

اور تم اعلم ناس ہو حلال و حرام سے یا مستغنی ہو اُس چیز سے کہ عمل کرتے ہو تم اور ڈرو تم اُس چیز سے کہ خدا نے
تمکو ڈرایا ہی اور وہ شیطان ہی اور رغبت کرو اُس چیز مین کہ نزدیک اللہ وہ اجر و کرامت ہی اور شارح
نہج البلاغت علامہ ابن ابی الحدید لکھتے ہین کہ قیس ابن ابی حازم کہتا تھا کہ انی ابغض علیا و بغضہ فی
قلبی یعنے مین بغض رکھتا ہون علیؑ سے اور اُنکا بغض میرے دل مین ہی اسماء الرجال مشکوٰۃ مین عبد الحق
دہلوی لکھتے ہین عمران ابن حطان قال العجلی تابعی ثقۃ قال ابو داؤد لیس فی اہل الاہواء اصح
حدیثا من الخوارج وکان خارجیا مدح ابن ملجم یروی لہ البخاری و ابو داؤد و النسائی
یعنے عمران ابن حطان کی نسبت کہا عجلی نے کہ تابعی اور بصری تھا ابو داؤد نے کہا کہ بدعت والون مین
خارجیون سے زیادہ کوئی سچا نہین ہی اور اس عمران نے ابن ملجم کی مدح مین اشعار لکھے ہین اور روایت
کی ہی اس سے بخاری نے اور ابو داؤد اور نسائی نے اور قتادہ نے کہا کہ یہ حدیث مین متہم نہین ہی
عمرو عاص کا احوال تو مشہور ہی کہ امیر المومنینؑ جو بعد بسم اللہ صلح نامہ مین لکھا گیا تو مجمع عام مین اُسنے کہا کہ
لفظ امیر المومنین نکال ڈالو کہ وہ ہمارے امیر نہین ہین اشعث ابن قیس خلیفہ اول کے بہنوئے نے کہا کہ
مٹا دو اس لقب کو خدا مٹا دے اس لقب کو یہ وہ اشعث ہین جنکی نسبت علامہ ابن حجر عسقلانی نے اصابہ
فی ترجمۃ الصحابہ مین لکھتے ہین کہ یہ مرتد ہو کر خلیفہ اول کی خدمت مین آیا اور پھر اسلام لایا اور کسی نے انکو
صحابیت سے خارج نہین کیا اور سب نے انسے حدیثین نقل کین ہین عبد الرحمن ابن خالد جنکی شان مین ہی
کان عبد الرحمن من فرسان قریش و شجعانہم وکان لہ فضل و زہد و کرم الا انہ کان منحرفا
عن علیؑ و بنی ہاشم یعنے عبد الرحمن فرسان اور شجعان قریش سے تھا صاحب فضل و کرم و زہد تھا مگر
علیؑ اور بنی ہاشم سے خلاف تھا براء ابن عازبؓ نے گواہی ہدی اور کتمان کیا حدیث من کنت مولاہ کی
کا دعائے جناب امیرؑ سے اندھے ہوگئے عبد اللہ ابن عمر نے بیعت علیؑ نہ کی چنانچہ مستدرک امام حاکم مین
ہی کہ علیؑ نے سعد ابن وقاص اور عبد اللہ ابن عمر اور محمد ابن مسلمہ سے کہلا بھیجا کہ تمھاری خبرین ہمکو پہنچتی ہین جسکے جواب مین
کہا کہ ہم نہ تمھاری بیعت کرینگے نہ تمھارے ساتھ جہاد مین نکلین گے جب تک ایسی تلوار نہ دو کہ جو کافر اور مومن
کو پہچانے اور عبد اللہ ابن عمر نے کہا کہ ہمکو مجبور نہ کرو بیعت پر ہم بیعت نہ کرینگے جبتک سب مسلمانونکا اجماع نہو غرض علامہ
سبط ابن جوزی تذکرہ خواص الامہ مین لکھتے ہین کہ امام زہری فرماتے ہین کہ تعجب ہی عبد اللہ ابن عمر اور سعد وقاص سے
کہ دونو صاحبون نے علیؑ کی تو بیعت کی مگر معاویہ اور یزید کی بیعت کر لی انتہی علامہ ابن حجر عسقلانی فتح الباری مین لکھتے ہین
کہ معاویہ نے جب عبد اللہ ابن عمر کی بیعت چاہی تو پہلے اُنھون نے انکار کیا معاویہ نے ایک لاکھ درہم عبد اللہ ابن عمر
کو بھیجے جسے اُنھون نے لے لیا آخرش جب معاویہ کا انتقال ہوا تو عبد اللہ ابن عمر نے یزید کو لکھ بھیجا کہ ہمنے تمھاری بیعت
قبول کی علامہ قسطلانی ارشاد الساری مین لکھتے ہین کہ بعد فوت معاویہ عبد اللہ ابن عمر نے یزید کو خط لکھا کہ تمھاری بیعت
ہمنے منظور کی الحمین عبد اللہ ابن عمر کی نسبت لکھتے ہین کہ ایک روز عائشہؓ نے سنا کہ عبد اللہ ابن عمر کہتے ہین کہ اگر کوئی

کسی عورت کا بوسہ لے تو وضو جاتا رہتا ہی عائشہ نے کہا کہ اکثر حضرت رسول اللہ روزے کیحالت مین بوسے لیتے تھے
اور اعادہ وضو نکرتے تھے اسیطرح صحیح مسلم میں ہی اور صحیح بخاری مین ہی کہ عثمان کی ایک بیٹی مری اسکی تعزیت کے واسطے
عبداللہ ابن عمر اور ابن عباس گئے اور انکی بیٹی کو رونے سے منع کیا اور کہا کہ حضرت زندون کے رونے سے میت پر عذاب
ہوتا ہی ابن عباس نے کہا تمھارے باپ بھی ایسا ہی کہتے تھے یہ ذکر عائشہ نے سنا کہا خدا بخشے عمر کو قسم خدا کی ہرگز
رسول اللہ نے یہ نہین کہا بلکہ کافر کے مردہ پر رونے سے عذاب ہوتا ہی یہ بیان حال عبداللہ ابن عمر اسواسطے لکھا کہ جو شخص متہم
بکذب ہوا اور ایک حدیث جھوٹی بیان کرے تو اسکی بیان کی ہوئی حدیث مقبول نہین ہی عبداللہ ابن زبیر کا احوال تو
مشہور ہی کہ کلاب حواب کے بارے مین پچاس آدمیون سے جھوٹی گواہی دلوائی کہ یہ آب حواب نہین ہی اسکی نسبت
لکھا جاتا ہی کہ اینٔ اول شہادت دروغی بود کہ در اسلام بوقوع پیوستہ آورد ابو درداء بھی تارکین بیعت مرتضوی سے
تھے سنن بیہقی مین ہی کہ ابو درداء نے خطبہ مین بیان کیا کہ جو شخص شب کو سو کر صبح کو ایسے وقت اٹھے کہ جسمین نماز صبح پڑھی
جائے تو وہ نماز وتر نہین پڑھ سکتا یہ خطبہ جب صدیقہؓ نے سنا فرمایا کذب ابو درداء کان النبی یصبح فیوتر
یعنے ابو درداء جھوٹے ہین رسول اللہ صبح کرتے تھے اور بعد نماز صبح وتر پڑھتے تھے پس کذب ابو درداء کا
بہ لسان صدیقہؓ یہان بھی ثابت ہی اور حسان ابن ثابت کعب ابن مالک مسلمہ ابن مخلد ابو سعید خدری
محمد ابن مسلمہ نعمان ابن بشیر زید ابن ثابت رافع ابن خدیج فضالہ ابن عبید کعب ابن عجرہ ان سب نے
بیعت علیؑ سے کنارہ کیا اور بیعت نہ کی علامہ ابن اثیر لکھتے ہین کہ عبداللہ ابن سلام صہیب ابن سنان
سلمہ ابن سلامہ بن وقش اسامہ بن زید قدامہ بن مظعون مغیرہ ابن شعبہ عبداللہ ابن سلام صحابہ کبار
سے ہین اور صہیب ابن سنان مہاجرین اولین سے ہین ایسا ہی اسماء الرجال مشکوٰۃ شیخ عبدالحق دہلوی
مین بھی ہی عبدالرحمٰن ابن عثمان تیمی ابو الاعور ابو سفیان پدر معاویہ خالد ابن ولید بحسب نصوص خلیفہ دوم
مبتلائے زنا ہوئے ابو بکرہ نافع ابن کلیدہ شبل بن معبد معاویہ ابن حدیج مہاجرین سے ہین جنھون نے محمد ابن
ابی بکر کو قتل کیا اور گدھے کی کھال مین رکھکر جلوا دیا جسپر ام المومنین عائشہؓ نے لعنت کی ور مستدرک امام
حاکم مین ہی بذیل حدیث طولانی کہ عائشہ نے کہا کہ خدا لعنت کرے عمر عاص پر کہ وہ گمان کرتا ہی کہ اُسنے
ذوالثدیہ کو مصر مین قتل کیا تھا لکھتے ہین کہ یہ حدیث صحیح ہی مگر صحیحین مین نہین ہی علامہ سیوطی اپنی کتاب
الوسائل الی معرفۃ الاوائل مین لکھتے ہین اول من رشا فی الاسلام المغیرہ بن شعبۃ رشا یرفا
حاجب عمر ذکرہ ابو نعیم یعنے مذہب اسلام مین جسنے پہلے پہل رشوت کو رواج دیا وہ مغیرہ
بن شعبہ ہی کہ خلیفہ دوم کے دربان یرفا کو رشوت دی اور اُسی مستدرک مین ہی کہ ان المغیرہ بن
شعبہ سب علی ابن ابیطالب فقام الیہ زید ابن ارقم فقال یا مغیرہ الم تعلم ان رسول اللہ
نہی عن سب الاموات یعنے مغیرہ بن شعبہ سب علیؑ کرتا تھا زید ابن ارقم نے کہا کہ آیا تم نہین جانتے کہ
رسول اللہ نے مردونکو گالی دینے سے منع کیا ہی اس سے ثابت ہوتا ہی کہ مغیرہ جو بقول شیخ عبدالحق سر دفتر الاسلام تھے

ع تاریخ ... جلد ۳ صفحہ

سیف ذوالفقار جلد ۳ صفحہ

سیف ذوالفقار جلد ۳ صفحہ ۳۰۷ و ۳۰۸

وہ بعد وفات حضرت علیؑ بھی انکو گالیان دینے سے باز نہین آئے اور یہ مغیرہ زانی بھی تھے کرام جمیل سے زنا کرنا
اور تین صحابیون کا خلیفہ دوم کے سامنے زنا پر گواہی دینا اور ایک تابعی کا پوری پوری گواہی نہ دینا مشہور
اور معروف ہے جسکی طرف خود خلیفہ دوم نے یہ کلمہ کہا ارى رجلاً ارجوان لايفضح الله به رجلا من اصحاب
رسول الله یعنے مین ایسے مرد کو دیکھتا ہون امید کرتا ہون کہ نہ فضیحت کریگا اللہ بسبب اُسکے ایک اصحاب رسول
کو اس کلام کو سنکر اُس تابعی نے پوری گواہی نہین دی اور حد زنا سے بچا لیا عمران ابن حطان صحابی یا تابعی
تھے اور ابن ملجم قاتل علی بن ابیطالب کے مداح تھے اشعار مدح مین ابن ملجم کے کہتے تھے اور باتفاق اہلسنت
وجماعت کے خارجی ہوگئے تھے ولید ابن عقبہ صحابی مشہور ہین اور شراب خواری مین نامی گرامی تھے چنانچہ
روضۃ الاحباب مین ہے کہ حضرت عثمان نے حکومت کوفہ سے ولید کو معزول کیا اُسکا سبب یہ عبارت لکھے
ہین کہ سبب عزل وے آن بود کہ صیت اشتغال وے بشرب خمر در افواہ والسنہ اہل کوفہ افتادہ الخ سمرہ ابن
جندب مشہور صحابی تھے اسماء الرجال مشکوٰۃ شیخ عبد الحق دہلوی مین ہے کہ سمرہ بن جندب کان علی رای
الحروریۃ والخوارج ومن قارنهم فی مذاهبهم یعنے سمرہ بن جندب کا مذہب مطابق حروریہ اور
خوارج کے تھا چنانچہ کسی نے عمر سے کہا کہ سمرہ نے شراب بیچی جب اُنھون نے کہا خدا لعنت کرے سمرہ پر عبداللہ
ابن ابی صحابی مشہور ہین یہ وہ صاحب ہین کہ جنگ احد مین تین سو آدمیون کو حضرت کے لشکر سے لیکر نکل گئے
جس سے آپکی فوج ایک ثلث کم ہوگئی اس حساب سے تو ایک ثلث صحابہ کا متصف بارتداد و نفاق ہونا ثابت
ہوتا ہے ربیعہ ابن امیہ صحابی عہد خلیفہ دوم مین نصرانی ہوگئے احمد ابن حنبل نے بھی ناقل روایات ہین الغرض حال
منحرفین و مبغضین علی ابن ابیطالب و حال اصحاب ارتداد و نفاق و اعمال و کردار و بغض اصحاب اگر لکھا جائے
تو ایک مطول بنتا ہے بنظر اختصار اسیقدر پر اکتفا کیا گیا اور فضائل و مناقب اہلبیت و علی بن ابیطالب
سے صحاح ستہ مملو ہین مشتی نمونہ خیر تحریر مین آئی اور بعض بعض مقامون پر مذکور بھی ہونگے اور بعض علما متبعین
منحرفین صحابہ کے اعتراض جو دربارہ جدال و قتال علی ہین اُنکے جواب اور نقل اعتراضات سے ہم نے عمدا
پرہیز کیا کہ جدال و قتال علی مطابق فرمودہ آنحضرت بعینہ اور مطابق جدال و قتال رسول اللہ واقع ہوا چنانچہ
شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید مین منقول ہے قال حدثنی یحیی بن سلیمان قال حدثنی یحیی بن عبد الملک
ابن حمید بن عتیبہ عن ابیہ عن اسمعیل بن رجا عن ابیہ محمد بن فضیل عن الاعمش
عن اسمعیل بن رجا عن ابی سعید الخدری قال کنا مع رسول الله فانقطع شسع نعله
فالقاها الی علی لیصلحها ثم قال ان منکم من یقاتل علی تاویل القرآن کما قاتلت علی تنزیله
فقال ابو بکر الصدیق انا هو یا رسول الله فقال لا فقال عمر ابن الخطاب انا یا رسول الله
قال لا ولکنه ذاکم خاصف النعل ویدا علی علی نعل النبی یصلحها الخ ابو سعید خدری کہتے ہین
کہ ہم رسول اللہ کے پاس تھے کہ بند نعل آنحضرت ٹوٹ گیا تو دیا اُسکو علی کو کہ درست کردین بعد اسکے فرمایا تم مین سے

استیعاب جلد اول صفحہ ۱۰۱ سطر ۱۳ مطبوعہ مصر

اسماء الرجال [illegible]

شرح [illegible] جلد اول صفحہ ۱۶۵ سطر ۲

وہ شخص ہی کہ مقاتلہ کریگا تاویل قرآن پر جیسا کہ مقاتلہ کیا ہین نے تنزیل قرآن پر پس کہا ابوبکر صدیق نے وہ مین ہون یا رسول اللہ فرمایا آنحضرت نے کہ نہین پھر کہا عمر ابن خطاب نے انا یا رسول اللہ فرمایا تم بھی نہین ہو و لیکن وہ شخص ہی درست کرتا ہی میرے نعل کو اور ربی تھا علیؑ کا نعل آنحضرتؐ پر تھا کہ درست کر رہے تھے اُسکو اور حدیث ابوایوب انصاری جو مذکور ہی کہ کہا ابوایوب انصاری نے کہ ان رسول اللہ عہد الینا ان نقاتل مع الناکثین فقاتلناھم وعہد الینا ان نقاتل مع القاسطین فہذا وجہنا الیہم یعنی معاویہ و اصحابہ وعہد الینا ان نقاتل مع المارقین ولم ارھم بعد تحقیق کہ رسول اللہ نے حکم فرمایا ہم کو کہ قتال کرین ناکثین سے پس قتال کیا ہم نے اُنسے اور حکم فرمایا ہم کو آنحضرت نے کہ مقاتلہ کرین ہم قاسطین سے پس ہم متوجہ ہین اُنکی طرف یعنے معاویہ و اُسکے اصحاب کیطرف اور حکم فرمایا ہمکو کہ ہم مقاتلہ کرین مارقین کے ساتھ اور نہین دیکھا ہم نے اُنکو ابتک اور احادیث صحیحہ متواترہ جو شان علیؑ مین مکرر مذکور ہوئے کہ دشمن علیؑ اور دشمن رسولؐ اور حرب علیؑ حرب رسولؐ اور سب علیؑ سب رسولؐ اور اذیت علیؑ اذیت رسولؐ ہی اور نیز ثابت ہی کہ شناخت منافق کی زمانہ رسالت مآبؐ مین یہ مقرر تھی کہ منافق وہ ہی جو بغض و حسد رکھے علیؑ سے اور مولانا عبد الحق باوجود تعصب شدید کے یزید کو شقی اور واجب اللعن فرماتے ہین اور مستحق لعن ہونے مین یزید کے فرماتے ہین کہ عند البعض یزید بھی مستحق لعن نہین ہی کہ اُسنے حکم قتل امام حسینؑ نہ دیا تھا بعضے کہتے ہین کہ قتل مومن گناہ کبیرہ ہی وہ موجب لعن نہین کہ لعنت مخصوص ہی کفار سے اُسکا جواب رقم فرماتے ہین باین عبارت کہ لیت شعری کہ ارباب این اقاویل با حدیث نبوی کہ ناطق اند بانکہ بغض و ایذا و اہانت فاطمہؑ و اولاد وے موجب بغض و عداوت و اہانت رسولؐ است چہ میگویند و آن سبب کفر و موجب لعن و خلود نار جہنم است بلاشک و لاریب ان الذین یؤذون اللہ و رسولہ لعنہم اللہ فی الدنیا والآخرۃ و اعد لہم عذابا مہینا پس ارباب ناظرین سے انصاف طلب یہ امر ہی کہ جب بغض و حسد و ایذا و اہانت حضرت فاطمہ زہراؑ اور اُنکی اولاد کی موجب بغض و عداوت و اہانت رسول خداؐ ٹھرے اور وہ سبب کفر اور موجب لعن اور خلود نار جہنم ہوا تو حضرت علیؑ اہلبیت نبوی مین ایک فرد اعلیٰ اور اکمل ہین اور بلاشک حضرت فاطمہؑ اور اُنکی اولاد سے کسی طرح مرتبہ مین کم نہین ہین اور اُن سب حدیثون جو بہ نسبت جناب فاطمہؑ اور اُنکی اولاد کے بغض و عداوت مین مذکور ہوئین شامل ہین اور ما ورا اُن حدیثون کے احادیث صحیحہ متواترہ شان علی ابن ابیطالب مین وارد ہین اور ناطق ہین کہ پیغمبر خدا نے ایذاء علیؑ کو اپنی ایذا اور اُنکے خذلان کو اپنا خذلان اور اُنکی اہانت کو اپنی اہانت اور اُنکی حرب کو اپنی حرب فرمایا اور بغض و عداوت و اہانت و سب و شتم و لعن و طعن علیؑ بعینہ ایذا اور بغض و حسد و عداوت و اہانت و سب و لعن نبی صلعم قرار پائیگا اور وہ موجب کفر و لعن اور خلود نار جہنم ہوگا پس معاویہ اور اُسکے اصحاب و اعوان و انصار اصل استحقاق سے کیونکر نجات پاسکتے ہین کہ مولانا ممدوح محبت معاویہ مین باتباع اسلاف نا انصاف رقم فرماتے ہین آنچہ از بعضے از ایشان در مشاجرات و محاربات و تقصیر در حفظ حقوق

اہلبیت نبوی در رعایت سوئے ادب بایشان نقل کنند بعد از تسلیم آن اخبار ازان اغماز کنند و تغافل ورزند و گفتہ را ناگفتہ و شنیدہ را ناشنیدہ انگارند اگر بہ نسبت معاویہ اور اصحاب معاویہ اغماز و تغافل اور گفتہ را ناگفتہ تسلیم کر لیا جائے تو بیچارہ یزید کیوں محروم کیے جاتے ہیں اُنکی نسبت بھی یہی اعتقاد کرنا لازم ہی اسواسطے کہ اول تو یزید نے درانثنا دعوائے خلافت کیا اور خود معاویہ قریب موت یزید اپنے اعوان و انصار سے لے چکا تھا جسطرح معاویہ نے مقابلہ علیؑ کیا اور ہزارہا مومنین اور اصحاب رسول مختار مقتول ہوئے یزید نے بھی انہیں کی پیروی کی فرق اتنا ہی رہا کہ علیؑ نے مجبور ہو کر مصلحت وقت سے مصالحہ پر صبر فرمایا اور سکوت کیا اور امام حسینؑ نے بمصلحت اطاعت یزید گوارہ نکی ورنہ کوئی دقیقہ تو ہین او تنقیص اور جدال و قتال کا معاویہ نے اٹھا نہیں رکھا قتل کرنے میں جناب امیرؑ کے کون سعی کوشش تھی جو معاویہ نے نہیں کی در بعد مصالحہ جو جو امور سب و لعن اہلبیت اور علیؑ اور اولاد فاطمہؑ کے معاویہ سے سرزد ہوئے شمہ اُسکا او پر مذکور ہوا دوسرے یہ کہ جس قسم کے اخبار سیر و تواریخ میں امیر معاویہ کے منقول ہیں اُسی قسم کے اخبار یزید کے بھی انہیں کتابوں میں مذکور ہیں پس جس دلیل سے اغماض و تغافل اور گفتہ را ناگفتہ دربارہ معاویہ ثابت کیا جاتا ہی انھیں وجوہ سے اخبار یزید بھی قابل اغماز و تغافل قرار پاتے ہیں کہ مولانا عبدالحق صاحب فرماتے ہیں زیرا کہ صحبت ایشان با پیغمبر یقینی است و نقل ہائے دیگر ظنی و ظن با یقین معارض نگردد و یقینی با ظنی متروک نشود پس حدیث عمار ابن یاسر کہ صحیح بخاری و نیز تکملۃ الایمان میں مذکور ہی کہ فرمایا پیغمبر خدا نے ویک یا عمار ستقتلك الفئة الباغية تدعوهم الى الجنة ويدعونك الى النار پس فرقہ باغیہ ہونا معاویہ اور اُنکے اصحاب کا اور جہنمی ہونا اُنکا اس حدیث سے بھی بے تکلف ثابت ہی پس یہ حدیث بمنزلہ یقینی کے ہی کہ سرحد تواتر کو پہنچی ہی بخلاف یزید کے کہ جس قسم کے اخبار و نقول کہ دربارہ معاویہ ایسے اغماض و تغافل کا حکم لگایا گیا ہی یزید کے بارے میں بھی پائے جاتے ہیں یہی سبب ہی کہ بعضے بھی بیسبب بھی لعن بلسان کے قائل ہیں پس بالضرور بہ اغماض و تغافل افعال و کردار یزید سے لازم ہوا کہ کوئی حدیث بابت یزید مثل حدیث عمار یاسر بیان نہیں ہوئی اور یہ امر بھی ظاہر ہی کہ فتنہ باغیہ اور صاحب نار ہونا معاویہ کا یقینی ہی اور ناجی ہونا کل اصحاب پیغمبرؐ کا ظنی اور بقول مولانا ظن ساتھ یقین کے معارض نہیں ہوتا اور یقینی ظنی سے متروک نہیں ہوتا اس تقریر سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ جب یزید قابل لعن ہی تو امیر معاویہ بدرجۂ اولے مع فتنہ باغیہ مستحق لعن و خلود نار جہنم قرار پاتے ہیں اور فی الحقیقت تو یہ اغماض و تغافل اخبار و نقلہائے مندرجہ سیر و تواریخ درباب معاویہ سے نہیں ہی بلکہ یہ تغافل و اغماض ہی اُن احادیث صحیحہ متواترہ سے کہ جو دربارہ معاویہ اور اہلبیت و علیؑ اور اولاد فاطمہؑ کے وارد ہیں اور بالضرور کہنا پڑیگا کہ بعد از تسلیم صحت و تواتر احادیث ما ينطق عن الهوى ان هو الا وحى يوحى ازان اغماض کنند و تغافل ورزند و گفتہ رسول مقبول را ناگفتہ انگارند پھر اُسی تکملۃ الایمان میں رقم فرماتے ہیں بالجملہ سرحد

دار اسلام وسنت جماعت با معاویہ و عمر بن عاص و مغیرہ بن شعبہ و اشباہ و امثال ایشان است حاشا ان یکون
کہ سرحد دار اسلام وسنت جماعت جب معاویہ اور عمرو عاص اور مغیرہ قرار پائے اور ان صاحبوں کا حال
بھی مذکور ہوا کہ باعلان منابر اسلام پر ہر جمعہ وجماعت مین سبّ ولعن علی اور اہلبیت کو مسنون جانتے تھے
اور حکم کرتے تھے حکام کو کہ ہر شہر و دیار مین اس امر کو شہرت دین پس بقول مشہور چون کفر از کعبہ بر خیزد کجا ماند
مسلمانی جب سرحد دار اسلام منحرف اور مبغض حیدر کرار ہوئے تو مسلمان وہ ہی قرار پائے جو باتباع سرحد
داران دشمن ہون علی بن ابی طالب کے اور سبّ ولعن اہلبیت اور علی کو مسنون سمجھے نہ یہ کہ دعوائے محبت اہلبیت
کرنا اور باین ہمہ دعوائے محبت اہلبیت کرنا مصداق قول حق تعالے یقولون بافواھھم ما لیس فی قلوبھم
کے قرار پائیگا پھر مولانا صاحب فرماتے ہین کہ الحق مومن لیس بلعان ولعنت خصوص شخصی گرچہ کافر باشد
جائز ندارند یعنے عادت اور رسم اہل سنت وجماعت کے ترک سبّ ولعن ہی کہ مومن لعان نہین ہوتا اس تقریر
سے مولانا صاحب کے صاف صاف ظاہر ہو گیا کہ معاویہ اور اصحاب معاویہ سنت وجماعت اور مومن ہی نہ تھے
اور فی الحقیقت سبّ ولعن کی عادت جبتک ترک نہ ہو جائے اسوقت تک سرحد داران اسلام اس سبّ ولعن
سے محفوظ نہین رہ سکتے بلکہ واجب اللعن قرار پاتے ہین حاصل یہ ہی کہ جب ایسے ایسے منحرفین اور معاندین اور
مبغضین علیؑ اور اہلبیت سرحد دار اسلام ہون تو کیون ابا و اجداد رسولؐ خدا اور علیؑ مرتضے کافر و مشرک
نہ بنائے جائین کہ علی ابن ابیطالب خطبہ مین فرماتے ہین اپنے احباب سے کہ سیروا الی اعداء اللہ سیروا
الی اعداء القرآن کہ چلو دشمنان خدا کیطرف اور چلو دشمنان قرآن کی طرف یعنے چلو واسطے قتال اہل شام کے
پس جن لوگون کو حضرت علیؑ دشمن خدا و رسولؐ فرماوین اور وہ ہی سرحد دار اسلام ہون تو کیونکر آبا و اجداد
رسول خدا اور علیؑ عاصی ومشرک کا خطاب نہ پائین اور اہلبیت رسولؐ برحق سبّ ولعن سے یاد نکیے جائین
چنانچہ امام حافظ حجر عسقلانی تہذیب التہذیب اور نووی تہذیب الاسماء اور لمعات اور وفیات الاعیان وغیرہ مین
لکھتے ہین ابو عبد الرحمن احمد ابن علی بن شعیب بن علی بن سنان بن بحر نسائی امام اہل حدیث ہین مصر سے
شام مین آئے اور جامع دمشق مین داخل ہوئے دیکھا کہ تمام معتقد اور مقلد معاویہ ابن ابی سفیان کے ہین
اور ہر مسجد مین خطیب مقرر ہین اور اُن خطیبون کے وظیفہ معین ہین کہ بعد نماز کے خطبہ مین بعد حمد خدا و
نعت محمد مصطفے سبّ ولعن معاذ اللہ علی بن ابیطالب پر کرین امام نسائی کو یہ امر نہایت شاق ہوا ہر شخص
کو منع کرتے تھے کوئی نہ مانتا تھا پس چند روز مین نہایت مختصر اور چند حدیثین صحاح احادیث کی کہ جو متفق
علیہ اُمت تھین جمع کین اور خصائص علیؑ نام رکھا اور بغرض ہدایت اُنکو منبر پر پڑھنا شروع کیا اثناء وعظ مین
ایک جماعت نے کہا کہ احادیث فضائل معاویہ سے بھی کچھ بیان کیجیے اُنکے جواب مین امام احمد نسائی نے فرمایا
کہ معاویہ کو اتنا کافی نہین ہی کہ سر بسر نکل جاوے یہانتک ترجیح دیا جائے اور تم فضل معاویہ کے خواہش کرتے ہو
ما اعرف لہ فضیلۃ الا قال النبی صلعم لا اشبع اللہ بطنک یعنے میرے نزدیک کوئی حدیث صحیح

اسکی فضیلت مین وارد نہین ہوئی سوا اسکے کہ فرمایا پیغمبر خدا نے کہ خدا تیرے شکم کو سیر نکرے پس دفعۃً کل اہل مسجد دمشق نے ہجوم کیا اور خصیہ امام نسائی کوٹ ڈالے اور کھینچتے ہوئے مسجد کے باہر لائے کہ اُسی صدمہ سے وہ درجۂ شہادت پر فائز ہوئے اور وقت انتقال اُنھون نے وصیت کی کہ مجھکو مکہ معظمہ مین دفن کرنا دار قطنی کہتے ہین کہ بروز دوشنبہ تیرہ صفر اور بقول دیگر شعبان ۳۰۳ھ مین یہ واقعہ ہوا اور ولادت شہر نسا مین ۲۱۵ھ یا ۲۱۴ھ مین ہوئی تھی مکہ معظمہ مین دفن کیے گئے اور بقولے رملہ کہ ارض فلسطین سے ہی وہان مدفون ہوئے اور بقولی بیت المقدس مین حاکم ابو عبد اللہ نیشاپوری کہتے ہین کہ اول محدثین اسلام مین نسائی تھے امام سبکی نے اپنی شیخ ذہبی سے پوچھا کہ ایہما احفظ مسلم ابن الحجاج او النسائی فقال النسائی یعنے کون ان دونون مین احفظ ہی مسلم ابن حجاج یا نسائی ذہبی نے کہا نسائی دار قطنی کہتے ہین کہ نسائی مقدم ہین اُن لوگون پر کہ علم حدیث اور تعدیل وجرح مین امام ہوئے ہین اور نور الہدایہ ترجمہ اُردو شرح وقایہ کے مقدمہ کتاب مین حال امام نسائی با این عبارت لکھا ہی کہ امام نسائی نے بڑے بڑے عالمون کو علم حدیث کے پایا شافعی مذہب تھے اور بڑے عابد تھے ایک روز روزہ رکھتے تھے اور ایک روز افطار کرتے تھے پہلے ایک کتاب حدیث لکھی نام اُسکا سنن کبری رکھا اور اُسمین سے احادیث صحیحہ کو انتخاب کیا اور نام اُسکا مجتبی رکھا اور اُسکو سنن صغری بھی کہتے ہین اور وہ جو سنن نسائی مشہور ہی وہ یہی سنن صغرا ہی سبب اُنکی وفات کا یہ ہوا کہ حضرت علی مرتضے کے مناقب مین ایک کتاب اُنھون نے تصنیف کی بعد فراغت کے اُنھون نے چاہا کہ اس کتاب کو جامع دمشق مین بیان کرین کہ وہان کے لوگ بسبب سلطنت بنی امیہ کے خوارج کی طرف میل رکھتے ہین غرض کچھ تھوڑا سا بیان کیا تھا کہ ایک شخص نے کہا آپنے امیر المومنین معاویہ کے مناقب مین بھی کچھ لکھا ہی فرمایا کہ معاویہ کو یہی کافی ہی کہ نجات پا جائین اُنکے مناقب کہان ہین اور بعضے کہتے ہین کہ یہ کلمہ بھی کہا کہ میرے نزدیک اُنکے مناقب مین سے کچھ صحیح نہین ہی اسطرح کچھ کہا کہ عام لوگون نے اُنکو تشیع کی طرف منسوب کیا اور لاتین مارنا شروع کین کچھ چوٹ اُنکے فوطون مین پہنچی کہ اُسکے سبب سے آپ نیم جان ہوگئے خادم اُنکو اُٹھا کر گھر مین لے آئے اُنھون نے کہا کہ مجکو اسیوقت مکہ معظمہ لے چلو کہ وہان جاکر مرون یا راستہ مین مرجاؤن غرض مکہ مین پہنچے اور صفا و مروہ کے بیچ مین مدفون ہوئے وفات اُنکی دن شنبہ تاریخ ۱۳ صفر سال تین سو تین مین ہوئی اور بعض کہتے ہین کہ راہ مین انتقال ہوا اور وہان سے لاش اُنکی مکہ مین لے گئے اب اہل انصاف خود انصاف کرین کہ امام نسائی جو فن حدیث مین سب کے مقدم اور احفظ تھے وہ کسی طرح اُنپر تہمت رفض اور شیعہ ہونے کی نہین کی گئی جب اُنھون نے بعض مناقب وفضائل بیان کیے اور کلمہ حق در بارہ معاویہ زبان سے نکالا جسکے معاوضہ مین کس ذلت وخواری سے غربت سفر و بیکسی میں قتل کیے گئے اور درجہ شہادت پر فائز ہوئے پھر کون ایسا تھا کہ فضائل ومناقب اہلبیت خصوصا فضائل علی بیان کرتا اور کلمہ حق زبان پر جاری کرتا اور یہ زمانہ یورش اور حکومت بنی امیہ کا نہ تھا سنہ ۹۹ مین کہ سلطنت عمر ابن عبد العزیز کی تھی سب ولعن خطبون سے موقوف ہوچکی تھی کہ جسکو دو سو چار برس گذرے

تھے غرض امام نسائی اُسی کتاب مناقب مین بیان فرماتے ہین ابنا نا احمد بن شعیب قال حبرنا
اسحاق بن ابراھیم ومحمد بن قدامہ واللفظ لہ عن جریر عن الاعمش عن اسمٰعیل
ابن رجا عن ابیہ عن ابی سعید الخدری قال کنا جلوسا ننتظر رسول اللّٰہ فخرج الینا قد
انقطع شسع نعلہ فرمی بہا الی علیؑ فقال ان منکم من یقاتل علی تاویل القرآن کما قاتلت
علی تنزیلہ فقال ابو بکر انا فقال لا فقال عمر انا فقال لا ولکن خاصف النعل اس حدیث کو
ہم بیان کر آئے ہین لیکن چونکہ خصائص مین باسانید معتبرہ یہ حدیث تھی باین وجہ ہم نے نقل کر لی کہ اس حدیث
سے یہ امر ثابت ہی کہ قتال علیؑ مثل قتال رسولؐ ہی خواہ وہ ناکثین سے ہو خواہ قاسطین سے ہو خواہ
مارقین سے پس یہ قتال ناکثین وقاسطین ومارقین کا پیغمبر برحق سے واقع ہوا نہ فقط علیؑ سے اسیطرح حدیث
عمار بھی اسی خصائص مین مذکور ہی بچند سند لہذا مع اسانید ہم نقل کرتے ہین کہ کسی کو شک باقی نہ رہے ابنانا
حمید بن مسعدہ عن یزید وھو ابن زریع قال حدثنا ابن عون عن الحسن عن امہ عن ام سلمہ
قالت لما کان یوم الخندق وھو یعطیہم اللبن وقد اغبر شعر صدرہ قالت فواللّٰہ ما نسیت
وھو یقول اللھم ان الخیر خیر الآخرہ فاغفر للانصار والمھاجرۃ قالت وجاء عمار فقال
ابن سمیہ تقتلہ الفئۃ الباغیہ اسی حدیث کو پھر رقم فرماتے ہین امام نسائی اخبرنا محمد بن
عبید بن عبد الاعلیٰ قال حدثنا ابن عون عن الحسنؑ قال قالت ام الحسینؑ قالت ام سلمہ
ما نسیت یوم الخندق الخ پھر اسی حدیث کی سند مین فرماتے ہین اخبرنا احمد بن عبد اللّٰہ
بن عبد الحکیم ومحمد بن الولید قال حدثنا ابن محمد بن جعفر قال حدثنا شعبہ عن خالد
عن عکرمہ عن ابی سعید الخدری ان رسول اللّٰہ قال لعمار الخ پھر رقم فرماتے ہین ابنانا
اسحاق بن ابراھیم قال انبانا النضر بن شمیل عن شعبہ عن ابی سلمہ عن ابی نضرۃ عن
ابی سعید الخدری قال حدثنا من ھو خیر منی ابو قتادہ ان رسول اللّٰہ قال لعمار یوشک
یا ابن سمیہ ومسح الغبار عن راسہ لعلک تقتلک الفئۃ الباغیہ پھر لکھتے ہین امام نسائی کہ انبانا
احمد بن سلیمان قال حدثنا یزید قال انبانا العوام عن الاسود بن مسعود بن حنظلہ
بن خویلد قال کنت عند معاویہ فاتا رجلان یختصمان فی راس عمار یقول کل واحد
منہما انا قتلتہ فقال عبد اللّٰہ بن عمرو لیطیب احدکما نفسا لصاحبہ فانی سمعت رسول اللّٰہ
یقول تقتلک الفئۃ الباغیۃ قال ابو عبد الرحمٰن خالفہ شعبہ عن العوام عن رجل
عن حنظلہ بن سوید دوسرے حدیث اس طرح نقل کی ہی اخبرنی محمد بن المثنیٰ قال حدثنا محمد
قال حدثنا شعبہ عن عوام بن حوشب عن رجل من بنی شیبان عن حنظلہ بن سوید قال
جئ براس عمار فقال عبد اللّٰہ ابن عمرو سمعت رسول اللّٰہ یقول لعمار تقتلک الفئۃ الباغیۃ

خصائص علوی صفحہ ۱۹ سطر ۵

ایضاً سطر ۱۲

ایضاً سطر ۱۷

ایضاً صفحہ ۲۰ سطر ۱

پھر نقل کرتے ہین اخبرنی محمد بن قدامہ قال حدثنا جریر عن الاعمش عن عبدالرحمن عن
عبداللہ بن عمر قال سمعت رسول اللہ یقول تقتل عمار الفئۃ الباغیۃ قال ابو عبدالرحمن
خالفہ معاویہ فرواہ عن الاعمش قال اخبرنا عبداللہ بن محمد قال ابو معاویہ قال حدثنا
الاعمش عن عبدالرحمن بن ابی زیاد پس تعدد طرق سے اور درجہ تواتر کے پہنچنے سے صحت حدیث مین
توکوئی کلام نہین حتی کہ صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب تعاون مسجد مین بھی مرقوم ہی کہ فرمایا پیغمبر خدا نے ویح عمار
تقتلہ الفئۃ الباغیۃ یدعوھم الی الجنۃ ویدعونہ الی النار و یقول عمار اعوذ باللہ
من الفتن یعنے ہائے عمار کہ قتل کریگا اسکو گروہ باغی کہ دعوت کریگا عمار ان لوگون کو طرف جنت کے
اور وہ لوگ بلائینگے عمار کو دوزخ کیطرف اور عمار کہتے تھے کہ پناہ مانگتا ہون مین طرف اللہ کے فتنون سے
ان چند حدیثون سے ثابت ہوتا ہی کہ پیغمبر برحق نے اول تو معاویہ اور انکے ساتھیون کو فتنہ باغیہ کا خطاب دیا
پس قیامت تک جو طرفدار اور محب و مخلص معاویہ ہین اور اسکے قول و فعل پر راضی ہین وہ سب فتنہ باغیہ
قرار پاتے ہین ثانی فرمایا پیغمبر برحق نے یدعوھم الی الجنۃ یعنے کہ عمار انکو جنت کی طرف بلائیگا پس بیعت
علیؑ اور انکے گروہ کو جنت فرمایا پس دوست و محب علیؑ بالضرور جنتی ہین ثالث ویدعونہ الی النار فرمایا
جسکا صاف ترجمہ یہ ہی کہ بلائینگے وہ لوگ عمار کو طرف نار کے پس بیعت معاویہ اور انکے گروہ کو نار سے خطاب فرمایا
تو بلاشک فرقہ معاویہ ناری ہوا اور اسکے جب معاویہ نے عمار کے قتل ہونیکی خبر پائی تو کہا کہ عمار کو علیؑ نے قتل
کرایا قاتل عمار خود علیؑ ہین جسکے جواب مین حضرت علیؑ نے فرمایا کہ بقول معاویہ قاتل حمزہؓ بھی کفار نہ ہوئے بلکہ خود
پیغمبرؐ خدا ہوئے مسند امام احمد سے مناوی نے کنوز الحق مین ابن عساکر سے روایت کی ہی قال دم عمار حرام
علی النار ان تاکلہ و تمسہ یعنے خون عمار حرام ہی آگ پر کہ کھاوے یا مس کرے اسکو ہم تاسف کی نظر
سے دیکھتے ہین کہ یہ حدیثین اور خصوصاً حدیث عمار صحیح ہی اور صحیح بخاری شریف مین بھی موجود ہی اور اس امر سے
بھی انکار نہین ہوسکتا کہ گروہ معاویہ نے عمار کو قتل کیا اور گروہ معاویہ مین صحابہ کبار بھی شریک تھے اور حق بھی
علیؑ کی طرف تھا اور فرقہ علیؑ کو جنتی بھی آنحضرت نے فرمایا اور فرقہ معاویہ کو نار یعنے جہنمی بھی خطاب کیا باوجود ان
سب نصوص صریحہ صحیحہ کے معاویہ مجتہد خاطی مستحق اجر کیونکر قرار پائے اور طرفداران معاویہ اور اصحاب جو شریک
معاویہ تھے کیا وہ سب بھی مجتہد خاطی تھے کہ فی النار و السقر ہونے سے نجات پائینگے اور اجر کے مستحق قرار پائین گے
افسوس ہی کہ تمام افعال و کردار اور اقوال کفر آثار مجتہد صاحب کے خلاف کتاب خدا اور برعکس نصوص محمد مصطفےٰ
تھے اور تمام عمر اُسی پر قائم رہے اور بغض و عداوت اہلبیت رسولؐ کبریا سے مرتے دم تک باز نہ آئے اور خطائے
اجتہادی پر قائم رہے حتی کہ زمانہ امام حسنؑ تک یہ شرط لگائی گئی کہ سب و شتم علیؑ پر موقوف نہ کیجائیگی مگر جس صحبت مین
تم ہوگے سکوت کیا جائیگا با اینہمہ سرحد دار اسلام اور مجتہد خاطی ور انکے افعال و اقوال کو ناشنیدہ کرنے کا
حکم حالانکہ حق تعالےٰ صریحاً فرماتا ہی کہ ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ھم الکافرون پس خلافت

بما انزل اللہ حکم کرنا اور مخالف احادیث رسول مختار اجتہاد کرنا کفر و نفاق ہی اور یہ امر بھی ظاہر ہی کہ حق تعالے نے
اپنے پیغمبر پر جہاد کو واجب کیا بقولہ تعالیٰ یا ایہا النبی جاھد الکفار والمنافقین واغلظ علیھم یعنے ای
نبی جہاد کر کفار و منافقین سے اور شدت کر اُنپر اس آیہ وافی ہدایہ سے ثابت ہوتا ہی کہ حکم ہوا حق تعالے کا اپنے
حبیب پر کہ جہاد کرین کفار و منافقین سے پس قتل کفار تو بدست حق پرست رسول مختار بالاتفاق ثابت ہی لیکن
قتل منافقین آنحضرت سے وقوع مین نہین آیا حالانکہ حکم خدا جاہد الکفار والمنافقین ہی اگر جاہد الکفار و جاہد المنافقین
ہوتا تو البتہ ہوسکتا تھا کہ جاہد کفار کے معنے اور جاہد منافقین کے معنے مین فرق ہوتا جیسا کہ اطیعوا اللہ و
اطیعوا الرسول واولوالامر منکم کہ اطاعت خدا اور اطاعت رسولؐ مین فرق تھا تو اطیعوا کا لفظ باوجود
عطف کے حق تعالے نے مکرر فرمایا اور اطاعت رسولؐ اور اطاعت اولوالامر مین فرق نہ تھا اس سبب سے
فقط واو عطف پر اکتفا فرمایا اور اطیعوا کا لفظ ملحق نہ کیا پس اب معنی جاہد الکفار والمنافقین کے یہ ہوئے
کہ جہاد کر کفار سے اور منافقین سے یعنے جسطرح کہ جہاد کرنا کفار سے لازم ہی اُسیطرح منافقین سے بھی جہاد کرنا
لازم اور یہ امر بھی مشہور اور معروف ہی کہ فعل نائب فعال منوب سے محسوب ہوتا ہی پس جدال و قتال علی ابن ابیطالب
کہ بالاتفاق خلیفہ رسولؐ تھے جدال و قتال رسولؐ خدا قرار پایا اور نیز پیغمبر برحق نے اسی کی توضیح بھی فرما دی کہ
کہ یا علیؑ حربک حربی کہ تیری حرب میری حرب ہی اور اگر یہ معنے نہ لین تو ترک واجب سید المرسلین حبیب رب
العالمین سے لازم آتا ہی اور وہ محال ہی پس جہاد علیؑ بداہتہ و بالاتفاق منافقین سے واقع ہوا اب
نجات منافقین پردہ اجتہاد سے محال ہی بقولہ تعالیٰ ان المنافقین فی الدرک الاسفل
من النار حاصل یہ ہی کہ بقول ابن تیمیہ تمام اصحاب کبار منقسم تھے تین قسم پر پس اُسیطرح تابعین اور تبع تابعین
اور علمائے ماہرین اور فضلائے کاملین الی الآن منقسم بہ سہ قسم پائے جاتے ہین پس کل فرقہ سنت و جماعت
منقسم بسہ قسم ہوا چنانچہ ایک قسم سنت و جماعت مین سے وہ لوگ ہین کہ جب اُنھون نے کہین فضائل و مناقب
اہلبیتؑ اطہار خصوصاً فضائل حیدر کرار رقائل کفار کو دیکھا از سرتا پا بے اختیار ہوگئے تاویلات بے سروپا کرنے
لگے اور اہل و اہلبیت و آل و عترت و ذریت و ذوی القربا اور مولے کے معنے تحریف بیان کرنے لگے
جب کسی کتاب مین فضائل احمد مختار اور مناقب اصحاب کبار دیکھے اُسکی شرح مین بدل و جان مصروف ہوئے
جب تمام اصحاب کے مناقب و فضائل سے فرصت پائی اور کوئی فضل مناقب اہلبیتؑ و علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ
و حسینؑ علیہم السلام آئے فوراً رنگ تحریر بدل گیا اہل و اہلبیت و آل و عترت و ذریت و ذوی القربے
کے معنے بتانے لگے کہ یہ الفاظ مخصوص فاطمہؑ و علیؑ و حسنؑ و حسینؑ سے نہین ہین اور جب دشمنان اہلبیتؑ کا
ذکر آگیا تو اُنکی نجات اور برات کی تاویلین کرنے لگے کہین خطائے اجتہادی قرار دی کہین کف لسان کا حکم
فرمایا کہین فاعل کبیرہ یا فاسق کہکر لعن سے بچایا لیکن مشاجرات صحابہ مین فکر و خوض کرنے سے منع فرمایا صحابہ
بھی وہ صحابہ جنکی شان فیئہ باغیہ پیغمبر خدا نے فرمایا جو نار کی طرف بلانے والے ہین بحدیث عمار یاسر جو مرتے

تفریح الاذکیا جلد ۲ صہ ۵۱۸

مرتے ظلم وستم سے باز نہین آئے اہلبیت نبوی کے مٹانے کی کوشش وسعی مین آخر وقت تک ثابت رہے چنانچہ
تفریح الاذکیا فی احوال الانبیا جلد دوم مین ہی کہ سنہ ۵۱ ہجری مین معاویہ ابن ابی سفیان حج کیواسطے بیت اللہ گیا
اصل منشا اُسکا اخذ بیعت یزید عدو اللہ تھا چنانچہ مکہ مین اہل حجاز اور حرمین شریفین سے جبرًا بیعت یزید کرائے
مگر امام حسینؑ اور عبدالرحمٰن ابن ابی بکر اور عبداللہ ابن عمر اور عبداللہ ابن زبیر اور عبداللہ ابن عباس نے بیعت
نہ کی تو معاویہ نے یہ حیلہ کیا کہ منبر پر چڑھکر خطبہ پڑھا اور کہا کہ ابن عمر اور ابن ابی بکر اور ابن زبیر نے یزید کی بیعت
کی جسکے جواب مین اہل شام نے کہا کہ بیعت یزید پر کہ مخفی کی ہی ہم راضی نہین ہین جب تک علانیہ بیعت نکرین الا
ہم اُنکی گردن مارینگے غرض جب معاویہ نے بیعت یزید مین یہ کوشش کی اور یہ بھی خطاے اجتہادی معاویہ ٹھہری
جس خطا کا یہ ثمرہ ہوا کہ شہادت خامس آل عبا کربلائے معلے مین واقع ہوئی اور مثل بندیان ترک و روم
اہلبیت رسول خدا سر برہنہ دیار بدیار پھرائے گئے اور سرہائے شہدا جنمین اٹھارہ بنی ہاشم تھے مع سید الشہدا
روحی لہم الفدا نیزون پر چڑھائے گئے درختون مین لٹکائے گئے گھرونمین صندوقچون مین رکھے گئے پھر صفحہ ۵۴۴
مین لکھتے ہین کہ یزید اور ابن زیاد کو یہ بھی منظور تھا کہ سب جگہ کے لوگ واسطہ اور بلا واسطہ آگاہ ہون کہ پیغمبر خدا
کی وفات سے تھوڑے عرصے کے بعد عوض اپنے اعزا و اقارب کا جو بسبب شرک و کفر مارے گئے تھے پیغمبر کی
اولاد سے کیا خوب لیا القصہ خطائے اجتہادی سے معاویہ نے خاتمہ کر دیا اہلبیت نبوت کا لیکن مجتہد خاطی مستحق
ثواب ہوتا ہی پھر بھی حضرت معاویہ مستحق ثواب قرار پائے مقام افسوس تو یہ ہی کہ شہادت امام نسائی جو جامع دمشق
مین ہوئی تو بقول صاحب نور الہدایہ اہل دمشق خوارج کیطرف میل رکھتے تھے باین وجہ امام نسائی شہید کیے گیے
لیکن معاویہ نے امام بحق پر خروج بھی کیا بیعت یزید جبرًا ہر شخص سے لے اور یزید نے اپنے اعزا اقربا کا عوض بھی
اولاد پیغمبر سے خوب لیا مگر حضرت معاویہ مستحق ثواب ہی رہے خارجی تو معاویہ کو کون کہہ سکتا ہی بلکہ حضرت معاویہ
نے امیر المومنینؑ کا خطاب پایا اُنکے حرکات کا قرآن سے اغماض اور تغافل کرنا عین ایمان قرار پایا اگر کسی نے پنجتن
پاک کا نام لیا نائرہ آتش سینہ پر کینہ سے نکلنے لگا اور لگے آستینین چڑھانے کہ یا حضرت یہی پنجتن پاک تھے اور
دوسرے سب ناپاک جب آیہ تطہیر کا ذکر آیا تمام ازواج اور اولاد ہاشم کو داخل کر دیا ہزار پیغمبر خدا صلعم نے
اہلبیتی کہا کیے ایک نہ سنی اور اگر ذکر یزید آیا علیہ ما یستحقہ کہکے اوڑا دیا اور اللہم اغفر للمومنین مین شامل فرمادیا
الغرض اگر تمام حالات اس قسم سنت جماعت کے لکھے جائین تو ایک مطول طیار ہو قسم دوم دوسری قسم سنت
جماعت کے وہ لوگ ہین کہ ذکر فضائل اہلبیت پر بھی خوشی ظاہر کرتے ہین اور فضائل و مناقب بھی انکے سنتے
ہین اور لکھتے ہین اور آل و عترت و ذریت و اہلبیت و ذوی القربےٰ اور مولا کے معنے مین تاویلین بھی فرماتے
ہین ذکر معاویہ و یزید پر رضی اللہ عنہما بھی کہتے ہین اور یزید کو اللہم اغفر للمومنین والمومنات مین شریک بھی کیے
جاتے ہین اگر کسی نے پوچھا یا حضرت آپ تو عالم ہین معاویہ و یزید کے بارے مین کیا فرماتے ہین جواب دیا کہ
ہمارے مذہب مین لعن طعن نہین ہی جسنے جو کچھ کیا اچھا یا برا جو جس بات کا مستحق ہی خدا کے یہان اُس کو ملے گا

ہم اگر کسی پر لعنت کرین اور شاید خدا اُسکو بخشدے یا وہ مستحق لعن نہو تو یقین ہم پر آئیگی اگرچہ معاویہ و طلحہ
وزبیر وغیرہم مین مقاتلے ہوئے مگر ایک دوسرے کے دشمن نہ تھے ہر دو فریق طرفین سے مقتول ہوئے سب حق پر
تھے درجہ شہادت پر فائز ہوئے قاتل و مقتول دونو مثاب سبحان اللہ کیا فتوی ہے افسوس ہے کہ معاویہ تو خطائے اجتہادی
سے بھی مستحق ثواب ہوئے مگر قاتل و مقتول من قتل مومنا متعمدا فجزاءہ جہنم سے کیونکر بچے حاصل یہ ہے کہ
حدیث غدیر کو کہ الست اولی بالمومنین من انفسہم اور من کنت مولاہ فعلی مولاہ اور اللہم وال
من والاہ وعاد من عاداہ وانصر من نصرہ واخذل من خذلہ ہے اسکا اقرار کرتے ہین اور یہ بھی
کہتے ہین کہ جو فضائل علی بن ابی طالب کو حاصل تھے صحابہ مین سے ایک کو بھی حاصل نہ تھے چنانچہ حاکم نے امام
ابن حنبل سے روایت کی ہے کہ ماجاء لاحد من اصحاب رسول اللہ من الفضائل ما جاء لعلی بن
ابی طالب یہ بھی انکا منقولہ ہے کہ پیغمبر خدا نے لا یحبہ الا مومن ولا یبغضہ الا منافق اور من سب علیا
فقد سبنی اور اللہم ادر الحق معہ حیث ما دار اور القران مع علیؑ وعلی مع القران اور جب ذکر
معاویہ آگیا تو امیر المومنین معاویہ اور سیدنا معاویہ فرمانے لگے غرض ظاہر تحریر و تقریر انکی مبہم ہے اور مساوات پر
دلالت کرتی ہے اور احادیث منقولہ بالا کو بھول جاتے ہین اور گفتہ رسول مقبول کو ناگفتہ اور ناشنیدہ کردیتے ہین
حاصل یہ ہے کہ محبت معاویہ مین سرشار اور دوستی علیؑ کا اظہار اگرچہ معاویہ نے تمام عمر اپنی سب علیؑ اور اہلبیت
مین بسر کی گر کسی نے کہا کہ اے معاویہ تو اپنے مقصود کو پہنچا اب تو لعن وطعن اس مرد پر موقوف کر تو جواب دیا کہ جبتک
بچے بڑے نہ ہو جائین اور بڈھے فانی نہ ہون اور ذکر خیر انکا دنیا سے مفقود نہ ہو جائے اسوقت تک ترک نکرونگا
اور جب ان حرکات اور اقوال کو احادیث متواترہ منقولہ بالا سے ملاتے ہین تو تمام عمر جو معاویہ کی سب و شتم علیؑ
مین گذری بلاشک سب و شتم پیغمبر مین گذری مگر یہ سب خطائے اجتہادی ہی رہی اس قسم کے سنت جماعت مین
اُس گروہ کے ہین کہ جو شریک علیؑ نہ ہوئے اور بیعت سے اُن حضرت کی کنارہ کیا بلکہ خلافت حضرت علیؑ کو [illegible] فتنہ
قرار دیا اور ظاہر مین شریک معاویہ بھی نہ ہوئے **قسم سیوم** سنت جماعت کے وہ لوگ ہین جو تابعین ہین
اُس گروہ اصحاب کے جنھون نے بیعت کی علیؑ ابن ابی طالب کی ابتدا سے انتہا تک ہر مقام مین شریک حضرت علیؑ
رہے بغض و عداوت علیؑ کو علامت نفاق سمجھے محبت علیؑ کو ایمان جانا سب علیؑ سب رسول انھون نے سمجھے نصرت علیؑ کو
نصرت رسول خیال کیا ولائے علیؑ کو ولائے پیغمبر حرب علیؑ کو حرب رسول سمجھے بڑی بڑی سختیان اٹھائین مصیبتین
جھیلین مگر زبان پر یا محمد یا علیؑ جاری رہا اولاد علیؑ کو اولاد رسول جانا کیے دشمنان علیؑ کو دشمنان پیغمبر برحق سمجھے
فدائے اہلبیت اور آل رسول رہے اجتک علمائے کاملین عارف باللہ صاحب کشف و کرامات موجود ہین
اور اہلبیت اور عترت رسول کو معصوم جانتے ہین اور عصمت ائمہ طاہرین کو اقوال بعض مارقین سے ہم ثابت
کر آئے ہین اب ایک امر یہ بھی لائق اظہار ہے کہ خارجی کون ہے اور سنت جماعت کے عرف مین خارجی کسکو کہتے ہین
علامہ شہرستانی نے ملل و نحل مین جو تعریف خوارج کی کی ہے اور ہم اُسکو بیان کر چکے ہین کہ جن لوگون نے خروج کیا

امام برحق پر جنکی امامت پر اتفاق کیا تھا جماعت منعقدہ خارجی ہوئے اسپر تعریف مین تمام ناکثین اور
قاسطین اور مارقین خارجی قرار پاتے ہین درحالیکہ علی ابن ابیطالب خلیفہ رابع منعقد ہوئے اور اگر خلافت ناکثین
اور قاسطین کے ثابت ہو تو علی اور اُنکے تمام ہمراہی معاذ اللہ خارجی کہلائین اور فی زمانہ اکثر مذہب سنت
بھی خارجی مارقین کو کہتے ہین کہ جو جنگ صفین مین بعد فیصلہ تحکیم حضرت علی و معاویہ دونون کو لعن کرنے لگے
اور نیز عثمان کو خارج از دائرہ اسلام سمجھنے لگے تھے یہ ہے کہ علی اور ہمراہیان علی کو خارجی کہہ سکتے ہی نہین
کہ خلیفہ رابع قبول کرنا پڑا ہے ناکثین بیعت مرتضوی کو بھی خارجی نہین کہہ سکتے کہ صحابہ کبار بلکہ عشرہ مبشرہ مین سے
راس و رئیس ناکثین ہین کہ بعد نکث بیعت انھون نے دعوائے خون عثمان کیا اگرچہ بلا استحقاق تھا اور نیز وہ سب
دوستداران معاویہ بھی تھے اور قاسطین تو خود معاویہ اور طرفداران معاویہ کا نام ہے اگرچہ تعریف خوارج
ان تینون فرقون پر صادق آتی ہے مگر حضرت معاویہ کے دوست علی کو اور اُنکے تابعین کو باعلان ظالم اور خاطی
بلکہ کافر کہنے والے تھے اُنکو کیونکر خارجی کہہ سکتے ہین اب رہے مارقین تو انھون نے عثمان معاویہ علی سب کو
بالاتفاق کافر کہنا شروع کیا تو وہ بیشک خارجی ہوئے حاصل یہ ہوا کہ جو معاویہ و حضرت عثمان کو سب و
لعن کرے وہ خارجی ہے کہ ناکثین نے تو ظالم اور خاطی کہا علی کو مگر وہ خارجی نہ ہوئے قاسطین نے باعلان سب
و لعن علی کو مسنون سمجھا ہزارہا مومنین کو شہید کیا مگر خارجی نہ ہوئے ہان مارقین نے سب و لعن معاویہ جو کیا
تو خارجی ہونے سے بچ نہین سکتے تو اب تعریف خوارج کی یہ ہوئی کہ جو معاویہ کو سب و لعن کرے وہ خارجی ہے یہ کہ
باغیان و عادیان علی خوارج کہلائین حیرت و افسوس تو یہ ہے کہ تفریح الاذکیا جلد دوم مین لکھتے ہین کہ مناقب حضرت
ولایت مآب بکثرت ہین کہ کسی اور کے حق مین نہین منجملہ متواترات کے یہ ہے کہ فرمایا حضرت نے علی منی وانا منہ
یعنے علی مجھسے ہے اور مین علی سے ہون یعنے علی کا کمال مجھسے ہے اور میرا کمال علی کے سبب سے عالم مین ظاہر ہوگا
اور باقی رہیگا اور میری ولا اُس سے چلے گی پھر فرمایا اللہم وال من والاہ وعاد من عاداہ یعنے خداوندا جو اُس سے
محبت رکھے تو اُس سے محبت رکھنا اور جو اُس سے عداوت رکھے تو اُس سے عداوت رکھنا یہان سے ظاہر ہوا کہ محبت
حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی مسلمان کا ایمان ہے اور عداوت موجب کفر و خذلان ہے اور من کنت مولاہ فعلی
مولاہ یعنے میرے اور علی کے موالات ایک ہی ہے جسکو اُس سے موالات نہین ہے اُسکو مجھسے بھی نہین ہے پس جسطرح بدون موالات
مصطفوی ولایت الہیہ کا حاصل ہونا محال ہے اُسیطرح بدون ولائے مرتضوی وہ ولایت نہین حاصل ہو سکتی
ازان جملہ فرمایا کہ علی سے محبت رکھنا ایمان کی علامت ہے اور بغض رکھنا نفاق ہے چنانچہ جامع ترمذی مین ابوسعید
خدری سے روایت ہے کہ ہم گروہ انصار اسی بات سے منافقون کو پہچانتے تھے کہ وہ علی مرتضے سے بغض رکھتے
تھے یعنے حضرت سرور کائنات سے جو بغض تھا کھلنے نہین پاتا تھا مگر علی مرتضے کیطرف اُسکا خبث باطنی کچھ کھل
بھی جاتا تھا یہ بھی فرمایا کہ جو چیز مین نے اپنے لیے خدا سے مانگی وہ علی مرتضے کے واسطے مانگی ازانجملہ فرمایا کہ مسجد مین
بحالت جنب کسیکو جانا نہین درست مگر مجھکو اور علی کو یعنے طہارت حقیقیہ روحانیہ اتنی غالب تھی کہ نجاست حکمیہ

جنکے احکام مغلوب ہوگئے تھے ازانجملہ فرمایا انا مدینۃ العلم وعلی بابہا یعنے بیر اتقرب باطنی بلا تقرب علی مرتضے کے کسیکو حاصل نہوگا ازانجملہ فرمایا کہ مجھے وحی ہوئی کہ علی ابن ابیطالب قائد الغر المحجلین ہے یعنے علی میرے اُمت کا کھینچ لانے والا ہے جنت مین امام المتقین سید المومنین ہے یہانتک تفریح الاذکیا کی بعینہ عبارت نقل کی ہے اور صواعق مین مذکور ہے کہ قال رسول اللہ من سب اہلبیتی فانما یرتد عن اللہ والاسلام ومن اذانی فی عترتی فعلیہ لعنۃ اللہ یعنے فرمایا رسول اللہ نے کہ جسنے سب میرے اہلبیت کے کی بیس ضرور وہ مرتد ہوا خدا سے اور اسلام سے جس نے اذیت دی مجکو میری عترت کے بارے مین اُسپر لعنت ہے خدا کی دیلمی نے روایت کی ہے من اذی علیا فقد اذانی ومن اذانی فعلیہ لعنۃ اللہ یعنے جسنے اذیت دی علی کو پس تحقیق کہ اذیت دی مجکو اور جسنے اذیت دی مجکو اُسپر لعنت ہے خدا کی کشاف زمخشری مین ہے کہ لعد برکت کے بجائے سب علی بارہان اللہ یامر بالعدل والاحسان مقرر ہوا اور باسانید مختلفہ ابن حبش سے روایت کی کہ فرمایا علی نے کہ رسول برحق نے مجھسے عہد کیا کہ لایحبک الا مومن ولا یبغضک الا منافق ترمذی نے بھی اسی روایت کو ام سلمہ سے بیان کیا کہ منافق علی کو دوست نہ رکھے گا اور مومن بغض نہ رکھے گا احمد و حافظ وابونعیم نے حدیث مدارج مین حدیث قدسی نقل فرماتے ہین قال لنبی ان اللہ تعالی لعہد الی ان علیا لایحبہ الا مومن ولا یبغضہ الا منافق وجعلتہ امام اولیای یعنے خدا نے مجھسے مقام قاب قوسین مین عہد کیا کہ بتحقیق کہ دوست نرکھے گا علی کو مگر مومن اور بغض نرکھے گا مگر منافق اور گردانا مینے علی کو مقتدا اولیاؤن اپنے کا اور سید علی ہمدانی وشیرویہ دیلمی وسناوی نے روایات قدسیہ مین ذکر کیا ہے کہ حق تعالے نے فرمایا لولا علی لم یعرف حزبی ولا اولیای ولا اولیاء رسلی یعنے اگر علی عالم مین موجود نہوتے تو نہ پہچانے جاتے گروہ میرے دشمنون کے اور نہ دوست میرے کہ رسولون کے اور ترمذی مین ابوسعید خدری سے روایت مذکور ہوچکی ہے کہ انصار رسول مختار کہتے تھے کنا نحن معاشر الانصار نعرف المنافقین ببغض علی بن ابیطالب الغرض ان حدیثون سے اور احادیث مرقومہ بالا سے ثابت ہے اور نیز صاحب تفریح الاذکیا نے بھی لکھا ہے اور اکثر محدثین کا اتفاق ہے کہ مناقب حضرت علی سقدر ہین کہ صحابہ مین کسیکے نہین ہین اب منصفین انصاف فرمائین کہ زمانہ جناب رسول مختار مین تو علامت نفاق بغض و عداوت علی قرار پائے اور محبت علی علامت ایمان سمجھی جائے اور نیز باحادیث صحیحہ ثابت ہو کہ ایذائے علی ایذا رسول ولائے علی ولائے رسول خذلان علی خذلان رسول حرب علی حرب رسول نصرت علی نصرت رسول دشمنی علی دشمنی رسول سب علی سب رسول ہے اور ان حدیثون مین الفاظ مثل اہلبیت اور آل و عترت وغیرہ کے بھی نہین ہین کہ جسکے معنے بنائے جاوین اور نیز کوئی دوسرے علی بھی نہین ہین کہ جو شریک ان احادیث مین کیے جائین اور یہ امر بھی ظاہر ہے کہ وقت خلافت خلیفہ اول جن لوگون نے مخالفت ابوبکر کی اُنکو مرتدین اور اہل ردہ کا خطاب دیا گیا مگر مخالفان وخاذلان ودشمنان علی ہر حال مین مومن ہی رہے

بمجرد وفات رسولؐ کبریا علامت نفاق کہ بغض و عداوت علیؑ کا نام تھا اُسکی بھی وفات ہوگئی محبت علیؑ کہ علامت
ایمان تھی وہ بھی فانی ہوگئے اور سب علیؑ کہ سب رسولؐ ایذار علیؑ ایذار رسولؐ ولائے علیؑ ولائے رسولؐ
نصرت علیؑ نصرت رسولؐ خذلان علیؑ خذلان رسولؐ حرب با علیؑ حرب با رسولؐ بھی ہمراہ رسول مقبول مدفون
ہوگئی پھر معادیان و خاذلان و لاعیان و موذیان و محاربان علیؑ کیونکر مرتد و خارج از دائرہ اسلام قرار پاتے
ہزار ہزار افسوس ہے کہ بعد وفات سرور کائنات وہ زمانہ آیا کہ ناکثان بیعت مرتضوی نے خروج کیا اور تہمت
قتل حضرت عثمان حضرت علیؑ پر کی حالانکہ بقول عائشہ جو ابن اعثم کوفی نے لکھا ہے اور نیز تمام سیر احوال سے معلوم ہین چنانچہ لکھتے ہین کہ عائشہ در قتل
عثمان جہد وافی میند ول امید اشت و میگفت کہ ہنوز پیراہن مصطفیؐ کہنہ نشدہ است عثمان شریعت او را کہنہ ساخت ہان ای مردم بکشید این
پیر کفتار را کہ خداوند این سر کفتار را زندہ نگذارد و عبد اللہ ابن عباس بیشِ او باز آمدہ عائشہ او را گفت ای عبد اللہ حقتعالے
عقلے و فصیلتے ترا دادہ است زنہار مردمان را از کشتن این طاغے باز ندارے ام المومنین عائشہ چندانکہ
توانست و دانست مردم را در قتل عثمان تحریص کردتا گاہے کہ سفر مکہ در پیش داشت در مکہ اورا گاہے دادند
کہ عثمان بدست صنادید اصحاب مقتول شد نیک شاد شد پہلے تو یہ کد و کوشش تھی قتل حضرت عثمان مین مگر احوال
بیعت علیؑ سنکر دعوائے خون عثمان ہمراہ طلحہ و زبیر کے ہوکر فرمایا اگرچہ ام المومنین ام سلمہ نے حدیث جناب
رسالت مآبؐ یاد دلائی اور نصیحت بھی کی کہ ای عائشہ آنحضرت نے فرمایا تھا لا تکونی صاحب کلاب
الحوئب ولا یغرنک الزبیر و الطلحۃ فانہما لا یغنیان عنک من اللہ شیئًا یعنی ای عائشہ زنہار
آن زن نباشی کہ سگان آب حوئب در روئے بانگ کنند و نفریبد ترا سخن زبیر و طلحہ کہ ایشان ہیچ چیز از تو باز
ندارند و در قبول قول و سخن ایشان ترا ہیچ منفعت نباشد مگر اس حدیث نبوی اور نصیحت ام سلمہ سے کچھ اثر
نہوا اور احوال جنگ جمل تو مشہور ہے جو ہوا سو ہوا مگر فریقین مومن ہی رہے سبحان اللہ بیعت علیؑ کو عمارؓ نے بھی قرار
دیا نصرت علیؑ بھی سنکی خذلان علیؑ مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین کیا عداوت سے بھی باز نہین آئے اللہم
وال من والاہ و عاد من عاداہ وانصر من نصرہ واخذل من خذلہ کی کچھ پرواہ نہین کی من سب
علیا فقد سبنی کو فراموش کیا پس کیا خذلان رسولؐ نہین ہوا نصرت رسولؐ سے روگردانی نہین ہوئی سب
علیؑ سب رسولؐ نٹھری عداوت علیؑ عداوت خدا و رسولؐ قرار نہین پائی مومنیت مین کسی طرح کا فرق نآیا یحادون
اللہ و رسولہ کے مصداق نہین ہوئے بعد جنگ جمل جب معاویہ کی طرف رجوع کی تو جہنم کی طرف نہین
گئے وہ امیر المومنین معاویہ جنکی تمام عمر سب علیؑ مین کٹی خروج بھی کیا خلیفہ وقت پر کہ جسپر اجماع ہو چکا تھا مگر
خارجی قرار نپائے اور جب بعد قصہ تحکیم ایک گروہ نے معاویہ اور علیؑ دونون کو چھوڑ دیا تو خارج از اسلام اور
خارجی کہلائے جسکا پورا پورا مطلب یہ ہے کہ جو معاویہ کو چھوڑ دے اور اُنپر لعن و طعن کرے اور اُنسے عداوت
رکھے وہ خارجی اسواسطے کہ علیؑ کے چھوڑنے والے علیؑ سے لڑنے والے سب علیؑ کرنے والے نکث بیعت علیؑ
کرنے والے عمار یاسر کے قاتل یعنیہ پیغمبرؐ سے لڑنے والے اور آنحضرت کے سب کرنے والے آنحضرت کی

... صفحہ ۱۵۹

... صفحہ ۱۶۰

... صفحہ ۱۶۱

کی نصرت سے مُنھ موڑنے والے تو نہ ہوئے بلکہ سب کے سب مومن ہی رہے اور جب حضرت معاویہ سیدنا
معاویہ امیر المومنین معاویہ کو بد کہا تو خارجی واجب اللعن واجب القتل قرار پائے پس قسم اول ثانی کے سنت
جماعت فی الظاہر اور بغض فی الباطن مخالف اہلبیت و خصوصاً علیؑ ور اولاد علیؑ قرار پاتے ہین اور کیونکر نہون
کہ جب وثلث صحابہ کبار مخالفت پر پردہ خطائے اجتہادی مین گرفتار اور بتلائے دنیائے ناپایدار ہون اور
بیعت علیؑ کو غبار و فتنہ فرمائین سب علیؑ باعلان جاری رکھین اور حضرت معاویہ کی خوشامد مین حدیثین وضع
کرین توہین و تنقیص حضرت علیؑ مین کوششین کرین حتے کہ جناب رسالتمآبؐ کی تنقیص شان آسان جانے
عقد حضرت فاطمہؑ کا سبب مکافات احسان ابیطالب قرار دین آیہ ومن الناس من یعجبک کو شان
علیؑ مین روایت کرین ومن الناس من یشری نفسہ ابتغاء کو شان ابن ملجم مین قرار دین اور نیز ثابت
ہی کہ مشائخ بغداد متفق ہین کہ بہت سے صحابہ ور تابعین اور محدثین منحرف تھے علیؑ سے اور انکا ذکر بدی کرتے
تھے اور کتمان مناقب علیؑ اور اعلان مناقب و فضائل اعداء علیؑ مین مبتلا تھے پھر اگر انھون نے بغض و عداوت
رکھی علیؑ اور اولاد علیؑ سے اور اُسکا اعلان کیا تو کونسا استعجاب ہی بلکہ فی الحقیقت متابعت انھین صحابہ
کبار کے تابعین اور تبع تابعین اور بعض علمائے دین بھی پائے گئے تو کیا تعجب ہی مگر انھین مین سے کوئی
حق پسند ایسا بھی نکل آتا ہی کہ کلمہ حق کہہ جاتا ہی جہاد لسانی کرجاتا ہی پھر آپ ایسے سنت جماعت سے سنی کہین
یا رافضی جیسے کہ امام شافعی یا امام نسائی امام شافعی فرماتے ہین انکان الرفض حب علیؑ فانا رافضی
اور امام نسائی تو بیچارہ شہید کیے گئے اب ہم کچھ حالات بعض علمائے اعلام اور محدثین و فقہائے عالی مقام
کے اور اُنکے اقوال جو بہ نسبت اہلبیت اور آل رسول مختار کے واقع ہوئے ہین مختصراً عرض کرین کہ زیادتی بصیرت
ہی شیخ الاسلام ابن تیمیہ کا مقولہ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہین قال فی حق علیؑ اخطاء فی سبعۃ عشر شیئاً
ثم خالف فیہا نص الکتاب یعنے کہا ابن تیمیہ نے حق مین علیؑ کے کہ اُنھون نے سترہ چیزون مین خطا کی
اور مخالفت کتاب خدا کی شاہ ولی اللہ صاحب فرماتے ہین بلکہ غلط از حضرت مرتضےٰ واقع شدہ آن غلط
در نفس مسئلہ فقہ بود و بس عدم ذکر غلطات حضرت مرتضےٰ در کتب متداولہ بجہت اختفاء علم او و اختلاط قضایائے
او ست چون روات او مستور الحال غیر حفاظ بودہ اند مولوی محمد احسن بھوپالی تحریر فرماتے ہین کہ جناب امام
زین العابدینؑ کی نسبت کہا گیا کہ یہ توبت پرستون کیسی باتین کرتے ہین امام محی الدین کا قول تو دربارہ جناب
امام حسینؑ مشہور ہی کہ قتل بسیف جدہ کہ اپنے جد کی تلوار سے قتل کیے گئے یعنے یزید کی اطاعت فرض تھی امام
ذہبی امام عقیلی سے ناقل ہین کہ امام موسیٰ کاظمؑ کی حدیثین غیر محفوظ ہین امام ذہبی ابو حاتم سے نقل کرتے ہین
امام رضا علیہ السلام کے بارے مین یاتی عن ابیہ العجائب یعنے اپنے باپ سے عجیب باتین نقل کرتے ہین ا
قطنی امام حبان سے ناقل ہین یروی عن ابیہ العجائب یہم و یخطی یعنے اپنے باپ سے عجیب روایتین
نقل کرتے ہین جنمین وہم بھی کرتے ہین اور خطا بھی ابن تیمیہ لکھتے ہین کہ زفر و ابن لیلیٰ طبری و ابراہیم حربی و

دا ائمی میر و احد انکا زیادہ جاننے والا ہی وین رسولؐ ہو دا الواجب علی مثل لعسکریین و امثالہما ان
تتعلموا من الواحد منہم لا عن غیرہ واجب تھا عسکریین یعنے امام علی نقیؑ اور امام حسن عسکریؑ اور
اُنکے امثال پر کہ تعلیم لیتے ان اشخاص مذکورین سے علامہ سیوطی لکھتے ہین الحسن العسکری لیس بشئی یعنے
امام حسن عسکریؑ تو کچھ چیز بھی نہین ہین امام حنفیہ کمال الدین ابن الہمام نے تو ایسا الزام دیا ہی امام حسنؑ کو کہ
جسپر ملا معین لاہوری حنفی المذہب کو بھی نا گوار گذرا جسکا جواب وہ لکھتے ہین لما قال مالک بحجیۃ عمل
اہل المدینۃ المعظمۃ لزمہ القول بحجیۃ عملہم لاسیما فیما اجتمع علیہ الائمۃ الاثنا عشری
لما ذکرنا والحق حق وان لم یاخذ بہ احد وعلی ھذا الذی اعتقد فی اہل بیت النبوۃ انتقد
علی امام الحنفیہ کمال الدین ابن الہمام فی موضعین من کتابہ فتح القدیر فقد احرق قلبی
بہ الافراط فیہم مع وفور علمہ وحسن سیرتہ وشمائلہ فستر نا اللہ وایاہ بجمیل عفوہ ورحمتہ
لعزتہم وجاہہم علی جدہم وعلیہم افضل الصلوٰۃ والتسلیمات احدہما فی مباحث الطلاق
حیث ذکر قولہ لعن اللہ کل ذواق مطلاق وحرم بذلک فعلہ ثم قال واما ما فعل الحسن
فرای منہ یعنی ما فعلہ رضی اللہ عنہ من کثرۃ الطلاق فرای منہ فی مقابلۃ النص من غیر
تمسک بنص آخر ولا جواب عن ھذا فلا یقبل فان یکون تمسک من النص وجواب عما یرد
علیہ لیس ھذا عنوان ذکرہ فیفید عدم قبول قولہ مع ان الحنفیۃ یقبلون الف رای
کذلک عن علمائہم ویرتکبون لقصد لہم تاویل النصوص بل یدعون نسخہا حمایۃ لہم ولا
یاتون فی رائہم مثل ھذا القول الذی جاء بہ امام من ائمتہم فی رای الحسن غیر ما ول
لاحد لہ وطرحہ محجوجا بالحدیث یعنے جب امام مالک قائل ہین بحجیۃ عمل اہل مدینہ تو لازم ہی قائل
ہون بحجیۃ عمل اہلبیت خصوصًا جسپر اجماع ہوا ائمہ اثنا عشر کا جیسا کہ ذکر کیا ہم نے اور حق حق ہی اگرچہ اسکو کوئی
قبول نکرے اور اختیار نکرے اور اسی اعتقاد کے سبب سے دوبارہ اہلبیت نبوت مین معترض ہون امام
الحنفیہ کمال الدین ابن ہمام پر دو مقامون مین انکی کتاب فتح القدیر سے جسنے جلا دیا میرے قلب کو ساتھ
اس چیز کے کہ افراط کیا بیچ اُنکے یعنے اعتراض کرنے مین اُنپر افراط کی باوجود وفور علم اور حسن سیرت اور حسن
شمائل کے خدا مغفرت کرے اُنکے اور ہمارے ساتھ جمیل عفو اور رحمت اپنے کے بحرمت عزت جاہ آل اہلبیت
کے اُنپر افضل صلوات اور تسلیمات ایک اُن دو مقامون مین سے بحث طلاق ہی اس طرح سے کہ حدیث منقولہ حضرت
ائمہ کی بیان کی کہ خدا لعنت کرے بہت چکھنے والے طلاق دینے والے پر اور تحریم بیان کی اس فعل کی پھر کہا
جو کچھ کیا اسکو امام حسنؑ نے یہ اُنکی رائے سے تھا یعنے کثرت طلاق جو حضرت سے ہوئی یہ اُنکی رائے اور اجتہاد تھا
نص کے مقابلہ مین بغیر تمسک بہ نص دیگر کے اور کوئی جواب اسکا نہین ہوسکتا پس قابل قبول نہین پس اگر وہ فعل
اُنکا ہوتا مطابق نص کے یا کوئی جواب ہوتا اس اعتراض کا تو اسی عنوان سے ذکر نکرتے امام ابن ہمام پس

ہ تاریخ الخلفاء صفحہ ۳۸

ہ فتح القدیر صفحہ ۱۲۲

ہ دربار اہلبیت

مفاد اس اعتراض کا یہ ہی کہ کوئی اُنکے قول کو قبول نکرے باوجود اسکے کہ حنفی لوگ ہزارہا ہین اپنے علماؤن سے قبول کرتے ہین اور اُنکے اقوالون کی تاویلین کرتے ہین بلکہ ادعا کرتے ہین کہ رائے اور قیاس ناسخ نص ہی اور اُنکی حمایت کرتے ہین اور اُنکی راؤن پہ ایسا اعتراض نہین کرتے جو کوئی امام اُنکے آئمہ سے ایسی رائے اور قیاس کرتا ہی جیسا کہ امام حسنؑ کی رائے پر کیا نہ اصلاح کی اُنکے اس قول کی نہ تاویل کی اور لغو کردیا اُسکو حدیث سے مغلوب ہو کرکے وثانیہما فی باب الثنا عشر حیث تکلم علی قول ابی جعفر محمد بن الباقر فیما اخبر بہ عن جدہ علی بن ابیطالبؑ انہ کان یری سہم ذوی القربی لذوی القربی لم یعطہم مخافۃ ان یدعی علیہ بخلاف سیرۃ ابی بکر وعمر لکلام محصولہ یقولون ذلک الخبر خلاف الواقع فیکون ذلک اما من جہلہ بمذہب علی بن ابیطالبؑ وسہوہ او نسیانہ او کذبہ علیہ لترویج مذہبہ ومذہب الائمۃ من ولدہ وکل ذلک یقشعر منہ جلود الذین یخشون ربہم ولو کان رایا من ابی جعفر فرضہ بما یبدی لہ لکان اہون ردہ من ردہ وخبرہ بہ فالعجب کل العجب علی الائمۃ ان خلت کتب لمذاہب الاربعۃ عن مذاہب ائمۃ اہل الحدیث ثم اذا وجد فیہا شی من ذلک یعارض بمثل ہذا وقد سبقت منا رسالۃ مفردۃ فی انتقاد الموضعین وتکلمنا فیہما علی الثانی واستوفینا الکلام فیہا لننفی عن الامام الحق فلیکتف بہ ولنتکلم علی الاول فاعلم ان الائمۃ الطاہرین لم یعملوا بالرای والقیاس ولہذا لما دخل ابوحنیفۃ علی جعفر بن محمد علی ما حکاہ الشعرانی فی لواقح الانوار قال لہ لقد بلغنی انک تقیس لا تقس ان اول من قاس ابلیس فاسناد ذلک الی الامام الحسن باطل وانما عملہم علی النصوص والالہام والکشف والفہم من اللہ سبحانہ فی معانیہا اور دوسرا مقام باب بارہوان ہی جسپر اعتراض کیا ہی امام ابوجعفر محمد ابن علی الباقرؑ پر کہ انہون نے خبر دی اپنے جد علی ابن ابیطالبؑ سے کہ اُنکی رائے یہ تھی کہ سہم ذوی القربے کا ہی لیکن اُنکو دیا نہین اس خوف سے کہ دعوی کیا جائیگا کہ خلاف شیخین کیا حاصل کلام یہ ہی کہ یہ خبر امام محمد باقرؑ کے خلاف واقع ہی پس نہ ہوگا یہ مگر یا جہل اُنکا مذہب علیؑ سے یا اُنکو سہو اور نسیان ہوا یا کذب وافترا کیا علیؑ پر واسطے رواج دینے اپنے مذہب کے اور مذہب باقی آئمہ کے اپنی اولاد سے یہ کل باتین ایسی ہین کہ جس سے رونگٹے کھڑے ہوتے ہین اُنکے جو اپنے خدا سے ڈرتے ہین اور اگر یہ رائے ہوتی ابوجعفر کی پس رد اُسکا کہ وقوع مین آیا ابن ہمام سے سہل ہوتا اسی طرح سے کہ رد کیا اُنکی روایت اور خبر کو اور تکذیب کی اُنکی خبر کی اور جھوٹا کہا اُنکو پس وائے ہی صد وائے ہی اُن آئمہ پر کہ کتابین اُنکی خالی ہین مذہب آئمہ اہل حدیث یعنے مذہب اہلبیت سے بعد اُسکے جس وقت کوئی شی مذہب اہلبیت سے پائینگے تو اُسکا معارضہ کیا جاتا ہی مثل ایسے معارضے کے اور تحقیق کہ قبل ازین ہم سے ایک رسالہ مفردہ ان دو مسئلون کی نسبت ہو چکا ہی اُس مین نہایت تحقیق سے کلام کیا ہی اور ثابت کیا ہی اور اعتراض ثانی کا جواب پورا ہو لیا

دیا ہی اور دوسرا اعتراض کا جواب جو دربارہ امام حسن ؑ ہی یہ ہی جان تو تحقیق کہ آئمہ طاہرین نے رائے اور قیاس
کو حرام کیا ہی اسی سبب سے جس وقت ابو حنیفہ سو مجھے خدمت میں امام جعفر صادق ؑ کے جیسا کہ بیان کیا ہی امام
شعرانی نے لواقح الانوار میں تو کہا امام جعفر صادق ؑ نے کہ میں نے سنا ہی کہ تو قیاس کرتا ہی ای ابو حنیفہ قیاس نکر
پہلے جسنے قیاس کیا وہ شیطان تھا انتہی دوسرا یہ اور قیاس کی امام حسن ؑ کی طرف باطل ہی اور حضرات
نسبت کرتی جہل ان آئمہ اہلبیت کا نصوص میں انما امامہ ادنی کشف اور فہم معانی پر تھا انتہی امام ذہبی امام جعفر صادق ؑ
کی نسبت لکھتے ہیں کہ نہیں احتجاج کیا انسے بخاری نے لیکن انسے روایت نہیں لی یحیی ابن سعید قطان استاد
بخاری کا قول ہی کہ مجالد مجھے انسے زیادہ محبوب ہی کچھ میرے دل میں انکی طرف سے ہی (یعنی تنفر) اور نہ
روایت لی انسے امام مالک نے جب تک کسی کو انکے ساتھ شریک نکرلیا اور یہ ہی ذہبی کتاب مغنی میں
حضرت امام جعفر صادق ؑ کو ضعفا سے شمار کرتے ہیں بحر العلوم عبد العلی لکھتے ہیں کہ اجماع اہلبیت حجت نہیں
اسوجہ سے کہ وہ عمدا خطا کر سکتے ہیں جیسا کہ واقع ہوا سیدۃ النسا فاطمہ زہرا ؑ سے کہ انھون نے کلام اور سلام
حضرت ابوبکر سے ترک کردیا حیثیت ردکا انکو ابوبکر نے فدک سے آپ کے چلیے جناب رسول خدا کا احوال
اور طلب قرطاس اور قول حضرت عمر قد یغلب علیہ الوجع اور حسبنا کتاب اللہ تو مشہور ہی حاجت تحریر
نہین مگر یہ رائے مخالف نص کی جاتی ہی نہ کسی طرح کا الزام لاحق کیا جاتا ہی نہ انکو نسبت جہل دی جاتی ہی
فاعتبروا یا اولی الابصار اور ہم نہین سمجھتے کہ علماء محمد وحنین نے جناب رسول خدا کی نسبت کیا خیال
کیا ہوگا کہ آنحضرت نے ہولاء اہلبیتی انکی شان میں فرمایا اور وقت نزول آیہ تطہیر و آیہ مباہلہ اور بعدہ
چھ ماہ تک ہر روز فاطمہ صلواۃ اللہ علیہا دروازہ پر تشریف لیجا کر الصلواۃ یا اہل البیت انما یرید اللہ الخ
کیونکر فرمایا اور ما ورا اسکے فرمایا ما ان تمسکتم بہ لن تضلوا اور احدہما من الاخر اور مثل
سفینۃ نوح اور اللہم صل علی محمد وال محمد کما صلیت الخ اور اللہم وال من والاہ وعاد من
عاداہ وانصر من نصرہ واخذل من خذلہ اور من سب علیا فقد سبنی اور اللہم ادر الحق معہ
حیث ما دار اور القران مع علی وعلی مع القران اور من تخلف عنہا غرق اور لا یحبہ الا مومن
ولا یبغضہ الا منافق اور احب خلق وغیرہ کہ جنکا لکھنا طول کلام ہی کہ صحاح ستہ مملو ہیں ان احادیث سے یہ
فضائل و مناقب اور یہ اوصاف ما ینطق عن الہوی ان ہو الا وحی یوحی نے کیون فرمائے کیا یہ سب
خطائیں پیغمبر برحق کی طرف منسوب نہ ہونگی کہ فاطمہ زہرا اور علی اور حسن اور حسین کا نام لے لیکر یہ فضائل و مناقب
اور یہ اوصاف انکی شان میں فرمائے اسواسطے کہ حسب علی ؑ سے سترہ خطائیں اور خصوصا اصل مسئلہ تعیین
خطا واقع ہوئی تو یا بالضرور قرآن وحق دونون سے جدا ہوگئے یا قرآن وحق ناحق ہوگئے کہ علی کی طرف پھرگئے
یا وہ سب اکے آنحضرت قبول نہ ہوئی یا پیغمبر نے خطا کی اسیطرح تمام اہلبیت خصوصا جناب سیدہ طاہرہ اور حسن
مجتبی اور حسین شہید کربلا کا خاطی ہونا علماء نے ثابت فرمایا حاصل یہ ہی کہ یہ علما مستحق ان مناقب کے تھے معاذ اللہ

رسول خدا وحی لا الہی نے اپنے اہلبیت اور آل خصوصاً اپنی پارۂ جگر فاطمہؑ و علیؑ و حسنؑ و حسینؑ کی محبت مین
بغیر استحقاق انکو متصف ان صفات سے کردیا پس ان سب علما کو پکار پکار کر اعدل یا محمد اعدل یا محمد
کہنا لازم ہی اگرچہ دبی زبان سے تو کہہ رہے ہین کہ فرادی فرادی سب کو خاطی بنا دیا بلکہ جیسی خطائین کہ پیغمبر کیطرف منسوب
ہوتی ہین حق تعالےٰ کی نسبت منسوب ہوتی ہین کہ جیسا انصاف رسول نے کیا ویسا ہی خدا نے بھی کیا کہ پیغمبر
برحق نے تو محبت اہلبیت مین بغیر استحقاق انکو فضائل مذکورہ بالا کا مستحق قرار دیا اور خدا نے بھی پنجتن کی محبت
کا حکم دیا اور فرمایا قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربیٰ یعنے کہہ تو ای محمد مین تم سے کچھ نہین
مانگتا مگر دوستی اپنے اقربا کی اور فرمایا رب العزت نے یا ایہا الذین اٰمنوا اطیعوا اللہ ورسولہ اور
من یطع الرسول فقد اطاع اللہ اور فاتبعوہ لعلکم تہتدون غرض حق تعالےٰ تو عالم الغیب
تھا اور ما کان اور ما یکون سے واقف تھا جانتا تھا کہ رسول پر محبت اہلبیت اور آل ہین خصوصاً محبت فاطمہ
اور علی اور حسن اور حسین مین انصاف نکریگا ہم تو اپنے رسول حبیب کو آگاہ کردین مگر خدا نے بھی یہی حکم
دیا کہ اطاعت رسول اطاعت خدا ہی اسی رسول کی تابعداری کرو وہی ہدایت پر ہی جسنے رسول کی اطاعت
کی اسنے خدا کی اطاعت کی خدا کو تو معلوم تھا کہ میرا پیغمبر القرآن مع علی و علی مع القرآن فرمائیگا اور دعا
کریگا کہ خداوندا پھیر تو حق کو جسطرف علی پھیرے اور کہا اگر تم تمسک باہلبیت کروگے تو گمراہ نہوگے اور یہ بھی
جانتا تھا کہ علی سترہ مقامات پر خصوصاً نفس مسئلہ فقہ مین خطا کریگا اور فاطمہ ابوبکر سے ... کی
حسن بسبب طلاق دینے والوں سے ہونگے حسین تو مخالفت یزید کرکے اپنے جان ... رسول کی
اطاعت کیونکر اطاعت خدا ہو سکتی ہی پس جو لوگ احکام خدا کے جاننے والے ... جاننے
والے تھے انکی اطاعت خدا کی اطاعت ہوگی لیکن معاذ اللہ خدا نے بھی عدل ... اور رسول ...
ایک ایسے ہوگی کہ وہ اہلبیت خصوصاً علی و فاطمہ حسن و حسین کر خطائین کرنے جائین ... سمجھے
دوڑتا چلا جائے اور بیچارہ علما سترہ سترہ خطائین پکڑتے ہین مگر نہ خدا سنتا ہی نہ رسول ... علما کو لازم ہی
کہ اعدل یا رب کا کلمہ پڑہین علامہ ذو النسبین ابن دحیہ کتاب شرح اسماء النبی مین قصہ خالد ابن ولید کے یمن
پہنچنے اور جناب امیر کے جانے اور بریدہ کی شکایت کرنے اور حضرت رسول خدا کے فرمانے مین سے لکھتے ہین
اوردہ البخاری ناقصاً مبتوراً کما تری وھی عادۃ فی ایراد الاحادیث التی من ھذا القبیل و
ما ذلک الا لسوء رایۃ فی التنکب عن ھذا السبیل یعنے وارد کیا ہی اس روایت کو بخاری نے ناقص
ادھورا جیسا کہ اسکی عادت ہی اُن حدیثون کے وارد کرنے مین جو اس قبیل سے ہین اس وجہ سے کہ وہ منحرف
اور برگشتہ ہی اس راہ سے پھر اسی کتاب مین صحیح مسلم سے ایک روایت نقل کی ہی بعدہ بخاری سے پھر لکھتے ہین
انما اوردہ مسلم لانہ اورد بکمالہ وقطعہ البخاری واسقط منہ علی عادتہ کما تری وھو
مما یعیب علیہ فی تصنیفہ علی ما جری ولا اسقاطہ لذکر علی رضی اللہ عنہ یعنے ہمنے مسلم سے

اسواسطے روایت کو نقل کیا ہے وہ روایت کو پورا پورا نقل کرتا ہے اور بخاری نے اسکو کاٹ چھانٹ کر ذکر کیا ہے جیسا کہ اسکی عادت ہے کہ دیکھتا ہے تو اور یہ قطع برید بخاری کی ایسی ہے کہ جسنے انکی تصنیف کو عیب لگا دیا ہے جیسا کہ گذرا اور خصوصاً اسوجہسے کر ساقط کردیتا ہے وہ ذکر کو علیؑ کے علامہ عبدالکریم شہرستانی مرجیہ کی فہرست مین لکھتے ہین مقاتل ابن سلیمان کو جو امام شافعی کے استاد تھے اور حماد ابن ابی سلیمان کو کہ استاد تھے ابو حنیفہ کے اور امام اعظم ابو حنیفہ کو اور ابو یوسف اور محمد ابن حسن کو کہ شاگرد امام اعظم تھے اور سعید ابن جبیر و طلق ابن حبیب و عمرو ابن مرہ محارب ابن دثار اور ذر و عمرو ابن ذر و قدید ابن جعفر اور حسن ابن محمد کو کہ یہ سب مرجیہ ہین اور نیز یہ کل آئمہ فن حدیث ہین اور یہ سب اصحاب کبائر کو کافر نہین کہتے اور انکے مخلد فی النار ہونے کی قائل نہین ہین بخلاف خوارج اور قدریہ کے یعنے خوارج سے اس مسئلہ مین مخالف ہین اور غوث اعظم نے مرجیہ کے بارہ فرقے لکھے ہین اور مرجیہ کا ایک فرقہ حنیفہ ہے وھذہ عبارتہ اما الحنیفۃ فھم بعض اصحاب ابی حنیفۃ النعمان ابن ثابت یعنے حنیفہ بعض اصحاب ہین ابی حنیفہ نعمان ابن ثابت کے اور مختصر تاریخ خطیب مین علامہ ابو علی یحیی لکھتے ہین کہ سعید ابن سالم نے قاضی القضاۃ ابو یوسف شاگرد تھے ابو حنیفہ کے اُنسے کہا کہ اہل خراسان ابو حنیفہ کو جہمی مرجی کہتے ہین ابو یوسف نے کہا کہ ہم لوگ فقط علم فقہ اُنسے سیکھتے تھے دین مین اُنکی تقلید نہین کرتے تھے حاصل یہ ہے کہ ہم نے جو احوال یہانتک لکھے ہین غرض ہماری اس تحریر سے یہ نہین ہے کہ ہم اثبات مذہب حق مین بحث کرین بلکہ منشا ہمارا یہ ہے کہ باوجود کثرت اہتمام رسالتمآب کے دربارہ حقوق اہلبیتؑ اور خصوصاً علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ کے اکثر اصحاب کبار رسول مختار کے کیا روش اور کس قسم کی رفتار تھی ان اہلبیتؑ کے ساتھ اور فرمان رسول مقبول کو کہ فانظروا کیف تخلفونی کو کسقدر پہنچایا اور کتنے اصحاب متمسک باہلبیتؑ رہے اور کتنے صاحبون نے ترک تمسک کرکے شریک مخالفین ہوئے بلکہ خود مخالفت کے بانی ہوئے مقابلہ اور مقاتلہ کیے تو ہین اور خذلان اہلبیتؑ اور آل اطہار مین سرگرم رہے سب اہلبیتؑ اور خصوصاً سب علیؑ مین اس دنیاے فانی سے رحلت فرمائی بغض و عداوت کو خاندان رسالت کے مرتے دم تک نہ چھوڑا منابر اسلام پر باعلان لعن و طعن کو ایمان اپنا قرار دیا مال ناپائدار کو عزیز کیا جاہ و حشمت کے طالب رہے پھر کسطرح ممکن ہے کہ تابعین اُن اصحاب سے اُس راہ کو اختیار نکرتے اور جب اُنھون نے بھی وہی راہین اختیار کین تو تبع تابعین اور علماء دین کیونکر پیروی اُنکی نکرتے یہ ہی سبب ہے کہ اکثر علماء اعلام نے اہلبیتؑ خصوصاً علیؑ اور فاطمہؑ اور حسنؑ اور حسینؑ علیہم السلام کو خاطی عاصی اور لیس بشی کا خطاب دیا ہے پس جو شخص ان چند اوراق کو بہ نظر انصاف دیکھے گا بیساختہ کہے گا کہ ان علما اور محدثین نے پیروی کی ہے اُن اصحاب کی جو ناکثین اور قاسطین اور مارقین سے تھے اب ہماری غرض یہ ہے کہ بفرض محال اصحاب رسول امام تو الصحابۃ کلھم عدول سے بھی نجات پا جاسینگے مگر تابعین اور تبع تابعین اور علما و ماہرین جو اُن اصحاب کے مقلدین ہین اُنکے اقوال و افعال کا تتبع کرتے ہین اُنکی پیروی یہ

ملل و نحل مطبوعہ ... صفحہ ۸۲

غنیۃ الطالبین صفحہ ۱۷۰ مطبوعہ سرکار ... مطبع ...

جان دیتے ہین کیونکر نجات پائینگے چنانچہ شیخ عبدالحق تکمیل الایمان مین فرماتے ہین واصحابہ خیر الامۃ اصحاب پیغمبر یار رضوان اللہ علیہم اجمعین فاضل تر و بہتر و مہتر از باقی اُمت اند خیر وہ تو خیر امت تھے اور مرفوع القلم تھے کلہم عدول ہے مگر اُمت . اُنکے چال وچلن اور اُنکے افعال کی پیروی نہ کرنا چاہیے کہ اُنکو بالضرور گرداب ضلالت مین پہنچانا ہوگا کبھی نجات نہ ملے گی اگر مثل معاویہ وعمرو عاص ومغیرہ وغیرہ سب اہلبیت اور جدال و قتال کرینگے سیدھے آتش دوزخ مین چلے جاوینگے کف لسان اور گفتہ را ناگفتہ کے مستحق نہ ہونگے پھر فرماتے ہین کہ از امام مالک آوردہ اند ما افضل علی ما ہو بضعۃ من النبی صلعم پھر بعد دو سطرونکے فرماتے ہین واین فضائل کہ ذکر کردہ شد راجع بکثرت ثواب و نفع اہل اسلام نیست بلکہ بجز بہ شرف نسب و کرامت جوہر ذات است چہ شک نیست کہ در اولاد پیغمبر کہ اجزائے وے اند شرفے و شانے ہست کہ در ذات شیخین نیست ہیچ کس را درین جا مجال توقف و انکار نخواہد بود پھر رقم کرتے ہین کہ و نکف عن ذکر الصحابہ الا بخیر روش اہل سنت آنست کہ صحابہ رسول را بجز بخیر یاد نکنند و بطعن و سب و شتم و اعتراض و انکار بایشان براہ سوئے ادب نروند از جہت نگاہ داشت نسبت صحبت آنحضرت سبحان اللہ جناب امیر المومنین اور فاطمہ زہرا اور امام حسنؑ اور امام حسینؑ کو اصحاب مین بھی شامل نہین کرتے پھر بعد پانچ چھ سطرون کے رقم فرماتے ہین وانچہ از بعضے از ایشان مشاجرات و محاربات و تقصیر در حفظ حقوق اہلبیت نبوی در غایت سوئے ادب بایشان نقل کنند بعد از تسلیم صحت آن اخبار از ان اغماض کنند و تغافل ورزند و گفتہ را ناگفتہ و شنیدہ را ناشنیدہ انگارند زیرا کہ صحبت ایشان باپیغمبر یقینی است و نقل ہائے دیگر ظنی یقینی بظنی متروک نشود و ظن بایقین معارض نگردد بالجملہ سر حد دارہ اسلام و سنت جماعت با معاویہ و عمرو عاص و مغیرہ ابن شعبہ و اشباہ و امثال ایشان است کہ ہمراہ عقبہ مشائخ سنت و جماعت ورد گوند بانرا از سب و لعن ایشان بربندد اگرچہ بجہت تصور بعضی امور کہ ارباب سیر و تواریخ نقل کنند و قدر مشترک ان بسر حد تواتر رسید باطن را وحشتی و خاطر را کدورتی دست دہد باوجود آن سلامت در اغماض و کف لسان است پس مطابق تحریر شیخ عبدالحق صاحب جو کچھ کہ افعال و کردار کہ اصحاب باغی طاغی بیان کیے گئے اُن سب سے چشم پوشی کی جائے اور گفتہ کو ناگفتہ اور شنیدہ کو ناشنیدہ فرما دیا جائے مگر اُنکے افعال و اقوال کی پیروی تو نہ کی جائے اور جو کچھ کہ نقل سیر و تواریخ سے بسر حد تواتر پہونچا ہی کہ جس سے باطن کو وحشت اور خاطر کو کدورت حاصل ہوتی ہی اُسکی اتباع نہ کیجائے کہ وہان تو کف لسان اور اغماض کا حکم ہی مگر مقلدین اور پیروان اُن اصحاب کے تو مستحق اسی امر کے ہونگے کہ جس سے کف لسان اور اغماض کیا گیا ہی پھر رقم فرماتے ہین کہ علماء سنت و جماعت گویند کہ نہایت کار معاویہ و امثال وے بغی و خروج است بر امام برحق و خلیفہ مطلق کہ علی مرتضیٰ باشد چنانچہ در حدیث عمار ابن یاسر کہ بسر حد شہادت و تواتر معنوی رسیدہ ستقتلک الفئۃ الباغیۃ تدعوھم الی الجنۃ ویدعونک الی النار اگرچہ مطابق حدیث صحیح و متواتر کے جناب معاویہ طاغی باغی خارجی ناری قرار پائے ہین اور کل ہمراہیان معاویہ بھی کذالک مگر آپ فرمودہ رسول مقبول کو ناگفتہ و حدیث صحیح و متواتر کو ناشنیدہ فرما دیجیے

تکمیل الایمان صفحہ ۹۵

تکمیل الایمان صفحہ

تکمیل الایمان صفحہ ۹۶

تکمیل الایمان صفحہ ۹۷

اور کف لسان اور اغماض در اصحابہ کلھم عدول کا فتوے دیا جاتا ہے اور وجوہ اغماض کیجیے نہ کف لسان عن الصحابہ کلھم عدول کا خیال رکھیے فئۃ طاغی باغیہ کلی نے فرمایا ہے اور آپکے سب اصحاب کو اور اسی فرقہ کو ہم بھی قرار دیا اور علیؑ اور انکی جانب اور انکو جنت کا خطاب بھی دیا معلوم ہوا کہ کف لسان اور اغماض اسکا ہے فرمایا اے صاحب اصحاب نار اور اصحاب جنت تو فرما چکے اور کہا کہ یہ تکاہ ابن سمیہ رضی اللہ عنہ کو باغی گروہ قتل کریگا پس حق سے پھرا ہوا گروہ کیش و دروغ گو کہے ہیں اور طاغی کہتے ہیں حد سے گذرنے والے اور سر کشی کرنے والے کو اور غلو کرنے والے کو کفرین اور جبیا یہ در حقیقت کو پس سب معاویہ کو اور اسکے اعوان و انصار کو حق سے پھرا ہوا گروہ کیش کاذب اشرف العاصی خالی فی الکفر جیسا کہ حق قرار دیا اور جیسی صفتیں قرار دیں کہا اور پھر ایک صفت کہ جسے آپنے موصوف فرمایا نص کلام مجید میں لعنت ہے پھر کف لسان نفقط ایک ہی لفظ کو یہی چھپایا گیا ہے اس لعن کو اپنے ایک چیستان بنایا ہے لعن کے معنے راندہ و دور کردن از نیکی و رحمت کے ہیں پس طاغی باغی ظالم کاذب کون سے صفت ایسی ہے جو قابل سلام و صلوۃ یا رضی اللہ کے ہو بلکہ حق تعالے تو ظالمین و کاذبین پر باعلان لعن فرما رہا ہے اب یہ اغماض و کف لسان کا سبب کہ صحبت ایشان با پیغمبر یقینی است و در از جہت مکابرہ ہستت صحبت آنحضرت پس یہی انصاف جناب ابوطالب کو نہیں دیا جاتا کہ صحبت و پرورش و نصرت و محبت و حفاظت و حراست انکی یقینی و مدلالاالہ الا اللہ کہنے سے انکار کرنا انکا ظنی ہی اور یقینی ظنی سے متروک نہیں ہو سکتا پھر شیخ عبد الحق صاحب فرماتے ہیں کہ در حدیث آمدہ است کہ ہر کہ دیگری را کافر گوید اگر وی در نفس الامر کافر نبود قائل بالفعل کافر گردد مطابق اس تحریر کے بھی جو لوگ جناب ابوطالب کو کافر کہتے ہیں اور ثبوت کفر میں انکے رسالہ لکھ رہے ہیں اگر وہ نفس الامر میں کافر نہتے تو اب قایل کے بالفعل کافر ہونے میں کوئی شک باقی نہ رہا اور افسوس ہزار افسوس تو یہ ہے کہ اسی تکملہ میں فرماتے ہین و بعضے دیگر گویند خاتمت وے (یعنے یزید) معلوم نیست شاید بعد از ارتکاب این کفر و معصیت توبہ کردہ باشد و در نفس آخر بہ توبہ رفتہ باشد و میل امام غزالی در احیاء العلوم باین حکایت است کیون حضرات جس نے تاراج کر دیا اہلبیت کو اور اٹھارہ بنی ہاشم کو قتل کیا جنکا مثل و نظیر عالم میں نہ تھا اور تمام اعوان و انصار حسینی کو شہید کیا سر ہائے بریدہ نیزوں کی سنانون کی نوک پر رکھکر دیا بدیار پھرایا اہلبیت عصمت و طہارت کو بے مقنع و چادر دربار عام میں بلا کر کیسا ذلیل کیا کیسی کیسی تکلیفیں دیں اطفال شیر خوار تک زندہ نہ رکھے ایسے پلید عدو اللہ شارب الخمر تارک الصلوٰۃ زانی فاسق مستحل محارم کی نسبت تو یہ عقیدہ کے بعد از ارتکاب کفر و معصیت توبہ کردہ باشد اور حضرت ابوطالب کہ عم رسول برحق اور مربی و معین دین اور ناصر و حامی جو آنحضرت کے دین کو خیر الادیان اور خود آنحضرت کو رسول کہکے بھی خطاب کرے اور دوسروں کو ترغیب دے اور سمجھا دے کہ یہ رسول برحق ہین یہ کبھی جھوٹ نہیں بولے عرب میں انسے بڑھکر کوئی صادق نہیں یہ جو دعوے نبوت کرتے ہین سچے ہین انکی پیروی کرو اور وہ خود اپنے جان و مال و اولاد فدائے آنحضرت کرے اور فی الظاہر کلمہ

لا الہ الا اللہ محمد ابعض نہ کہے اور بعض دیگر کے نزدیک بروایت ابن عباس بسبب اُس کلمہ کہا کہنا ثابت اُنکی طرف ہے شدہ کہ وہ کافر ادر مرحلے نے انکی طرف اتنا بھی نہین کہا ما تا کہ بعد از انکار ہنگام الآخر اقرار کردہ باشد اور صفحہ ۹ مین اُسی تکملہ کے قول ہے ان المومن لیس بلعان شیئہ مومن لعنت کرنے والا نہین ہوتا پس معلوم نہین کہ انبیاء زمانہ معاویہ سے تا زمانہ عمر ابن عبد العزیز جو سنت اور یہ مقرر ہوئے تھے اور خطیب منابر اسلام پر باعلان لعن کرتے تھے حضرت علی اور اہلبیت پر اور نسبت کفر و الحاد کی اُن حضرت کو دیتے تھے وہ مومن تھے یا نہین اور بعد ان افعال کے بھی مومن رہے یا نہین اور نفس الامر مین جناب علی مرتضے اور اُنکے ہمراہی اگر ملحد اور کافر نہ تھے تو قائلین اور لاعنین پر عوہ کفار مین محسوب ہوئے یا نہین اور جب جناب علی ابن ابیطالب اور اُنکے اصحاب کا مستحق لعن ہونا بالاتفاق ثابت نہین تو لعن قائلین پر عائد ہوئی یا نہین با وجود ان سب امور کے کف لسان کا حکم اور جناب ابو طالب کی نسبت یہ زبان درازیان فسیکفیکہم اللہ وھو السمیع العلیم حالانکہ جناب ابو طالب بھی اصحاب آنحضرت مین ہین کہ ابو منذہ اور ابو نعیم کے نزدیک صحابیون مین وہ لوگ بھی ہین جو قبل از نبوت ایمان لائے تھے اور بعد نبوت آنحضرت کی خدمت مین پہونچے جیسا کہ بحیرہ کہ اُنکو اصحاب آنحضرت مین شمار کیا ہی پس جناب ابو طالب بدرجہ اولے افضل اصحاب مین شمار ہو سکتے ہین بلکہ السابقون السابقون اولئك المقربون کے مصداق ہین مگر دشمنی اہلبیت سے قلب سیاہ چشم نابینا گوش کر زبان گنگ ہی فقط طاغیان و باغیان و معادیان اہلبیت کو جو الصحابہ کلہم عدول کے مصداق بنائے جاتے ہین اُنکی پیروی کیجاتی ہی اور کوئی دقیقہ اہل بیت طاہرین خصوصا حضرت علی مرتضے اور فاطمہ زہرا حسن مجتبے حسین شہید دشت کربلا اور دیگر ائمہ ہدا علیہم آلاف التحیۃ والثنا کی ذلت و خواری کا باقی نہین رکھا جاتا کیسی کیسی منتین دی جاتی ہین خاطی مخالف نص عمل کرنے والے کا ذب لیس بشئی بنائے جاتے ہین احادیث و آیات جو شان مین ائمہ اہلبیت کے ہین اُنکی تاویلین کیے جاتے ہین اور تمام تر کوشش و سعی کی جاتی ہی کہ دشمنان اہلبیت سے کف لسان کیا جائے اور جہان کہین ال رسول اہلبیت ذوی القربے ذریت اولے مولی کا لفظ آیات و احادیث مین آگیا فورا معنے بنا ڈالے اور تاویلات بے سرو پا کرنے لگے کف لسان کا سبب تو از جہت نگاہ داشت نسبت صحبت آنحضرت قرار دیا اور جو اجزا بدن اور پارہ جگر آنحضرت تھے اُنکی یہ عظمت کی کہ خاطی کاذب لیس بشئی مخالف نص عمل کرنے والے ٹھہرائے وہان نہ جہت نگاہ داشت نسبت صحبت کا لحاظ کیا نہ اجزا جسم و روح آنحضرت کا خیال کیا الغرض جو منصف مزاج ان حالات سے واقف ہوگا وہ بالضرور قائل ہوگا کہ یہ اقوال بعض علما کے ہین جو پیرو ہین اُن اصحاب کے کہ جو طاغی و باغی و عادی اہلبیت تھے اور متصف باصحاب بغض و عناد تھے چنانچہ شیخ دہلوی کے کلام سے معلوم ہوا کہ بعض علما فرماتے ہین کہ خاتمہ وے یعنی یزید معلوم نیست شاید کہ بعد از ارتکاب آن کفر و معصیت توبہ کردہ باشد و بہ نفس آخر بہ توبہ رفتہ باشد اور بعضے یزید کو اللہم اغفر للمومنین والمومنات مین شامل فرماتے ہین ہم پہلے بیان کر آئے ہین

کہ آٹھ حصہ اصحاب کبار رسول مختار کہ کالنجوم عدول کا خطاب پائے ہوئے ہین منحرف تھے اہل بیت سے خصوصاً
علی ابن ابیطالبؑ سے حتےٰ کہ بعضے تو رسولؐ برحق پر تہمت کی کہ بسبب مکافات احسان ابوطالب کے عقد جناب
فاطمہ زہرا کا علیؑ سے کردیا تھا اور بعض دیگر نے خوشامد معاویہ مین منبر و بنبر باعلان لعن کرنا شروع کیا علیؑ و اہلبیتؑ پر
بعض نے یزید تک کی بیعت کی مگر علیؑ و حسنؑ اور حسینؑ علیہم السلام کی بیعت نہ کی چنانچہ عبد الحق صاحب فرماتے
ہین نعم جماعتی از مدینہ مطہرہ بشام نزد وے (یعنے یزید) کرہاً و جبراً رفتند و اجایزہا ئے سنی و فائدہ ہائے سنی
ایشان نہاد اس بیان سے بھی صاف ظاہر ہے کہ اہل مدینہ بیعت یزید کرنیکو شام گئے مگر امام حسینؑ کی بیعت نہ کی گو
مولانا عبد الحق صاحب نے کرہاً و جبراً فرمایا مگر یہ نفرمایا کہ جبر و کرہ کس قسم کا تھا مجبوری کی یہ شان نہین ہوتی کہ
بعد اس عبارت کے لکھتے ہین بعد از ان کہ حال قباحت مال وے را دیدند بمدینہ باز آمدند و خلع بیعت وے کردند
و گفتند کہ وے عدو اللہ شارب خمر تارک الصلوٰۃ زانی فاسق مستحل محارم است پس مجبور خلع بیعت پر کیونکر مختار
ہوئے حاصل یہ ہے کہ دشمن خدا و رسولؐ سے بھی بیعت جایز اور اہلبیت علیہم السلام کی بیعت سے انکار بالجملہ فضائل
و مناقب اہلبیتؑ جو صحاح ستہ خصوصاً صحیحین سے مختصراً مذکور ہوئے جنسے صاف صاف ثابت ہوتا ہے کہ اہل بیت
واجب التمسک اور واجب التعظیم تھے جنکی محبت ایمان جنکا بغض نفاق تھا جنکا خذلان خذلان رسول جنکی
اہانت اہانت رسولؐ جنکا بغض بغض رسول جنکی ایذا ایذائے رسولؐ تھی اور موذی رسولؐ واجب اللعن بنص
جلی ہے کہ حق تعالےٰ فرماتا ہے ان الذین یؤذون اللہ و رسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا والاخرۃ
واعد لھم عذاباً مھیناً اور جناب شیخ عبد الحق صاحب فرماتے ہین ومارا و دوستان مارا در زمرہ محبان
ایشان محشور گرداند و در دنیا و آخرت بر دین و کیش ایشان بدارد بمنہ و کرمہ وھو قریب مجیب امین اس
قول سے بھی محبت اور صدق عقیدت اور دین و کیش اہل بیت نبوت کا واجب التمسک قرار پاتا ہے اور افضل
اہلبیت علی بن ابی طالب بلاشک و لاریب ہین کہ ماورائے قرابت نسبی کے پیغمبر برحق نے انت اخی فی الدنیا
والاخرۃ اور لحمک لحمی بھی فرمایا پس جناب فاطمہ زہرا کو بضعۃ منی فرمایا اور علی مرتضےٰ کو لحمک لحمی
کہ فاطمہ پارہ جگر ہے اور علیؑ کا گوشت و خون میرا گوشت و خون ہے اور انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ
اور القرآن مع علی وعلی مع القرآن بھی فرمایا مگر جسوقت بکر و حیلہ عمرو عاص معاویہ کی طرف قرآن بلند
کیے گئے تو حدیث پیغمبر کو ناشنیدہ کردیا اور قول علیؑ مقبول نہ ہوا اگرچہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا تھا
لایحبہ الا مومن ولا یبغضہ الا منافق اور شان علیؑ مین فرمایا آنحضرت نے احب الخلق اور
اللھم ادر الحق حیث مادار اور فرمایا انت اخی و وزیری وخیر من اُخلف بعدی اور یہ بھی
فرمایا و تجاھد ھم علی التاویل کما جاھدتھم علی التنزیل اخرجہ الدیلمی و ابن مردویہ
اور فرمایا انت سید فی الدنیا والاخرۃ اخرجہ ابو عمر والحاکم والخطیب و زاد فیہ دیلمی من
احبک فقد احبنی وحبیبک حبیب اللہ ومن ابغضک فقد ابغضنی و بغیضک بغیض اللہ الویل

لمن ابغضك من بعدی یعنی تو دنیا و آخرت کا سردار ہی ابو عمر اور حاکم اور خطیب بغدادی نے اس حدیث کو اسیقدر لفظون سے روایت کیا ہی لیکن شیرویہ دیلمی نے فردوس الاخبار مین اسی روایت کو اسطرح روایت کیا ہی کہ یا علی جسنے تجھسے محبت رکھی اُسنے مجھسے محبت رکھی اور حبیب تیرا حبیب خدا کا ہی اور جسنے تجھسے بغض رکھا اُسنے مجھسے بغض رکھا اور تیرا دشمن خدا کا دشمن ہی اسپر وائے ہی جو میرے بعد تجھسے بغض رکھے اور فرمایا پیغمبر خدا نے انت اول من امن بی وصدق وانت صدیق الاکبر اخرجہ الحاکم نقلت من الریاض لنظرۃ ای علیؑ تو وہ شخص ہی جو سب سے پہلے مجھپر ایمان لایا اور میری تصدیق کی اور تو صدیق اکبر ہی اور سلمان فارسی اور ابو ذر غفاری سے مروی ہی کہ پیغمبر خدا نے پکڑا ہاتھ علیؑ کا اور فرمایا ھذا اول من امن بی کہ یہ اول ہی اُس کا جو سب سے پہلے مجھپر ایمان لایا ھذا فاروق ھذہ الامہ اور یہ جدا کرنیوالا ہی اس اُمت مین حق و باطل کا ھذا یعسوب المومنین یہ امیر مومنین ہی ھذا من یصافحنی یوم القیامۃ یہ وہ ہی جو قیامت کے روز مصافحہ کریگا مجھسے وھذا الصدیق الاکبر اور یہ صدیق اکبر ہی اخرجہ الطبری والدیلمی والطبرانی فی الکبیر فی مسند سلمان دوسری حدیث بھی عن ابی ذر غفاری قال سمعت رسول اللہ یقول لعلی انت صدیق الاکبر والفاروق الاعظم الذی یفرق بین الحق والباطل الریاض النضرۃ فی فضائل العشرۃ محب الطبری ابی ذر غفاری سے روایت ہی کہ مین نے رسول اللہ سے سنا ہی کہ علیؑ سے فرماتے تھے کہ تم صدیق اکبر اور فاروق اعظم ہو کہ فرق کروگے حق و باطل مین عن ابی لیلی قال قال رسول اللہ سیکون من بعدی فتنۃ فاذا کان ذلک فالزموا علیا فانہ الفاروق بین الحق والباطل اخرجہ الخوارزمی والدیلمی وابن عبد البر فی الاستیعاب ابی لیلی سے روایت ہی کہ جناب ختمی مآب فرماتے تھے عنقریب میرے بعد فتنہ ہوگا تو تم ملازمت علیؑ کی رہنا کہ تحقیق کہ وہ حق و باطل مین فرق کرنیوالا ہی اور حافظ ابی بکر محمد ابن ابی نصر ابن ابی بکر الفقوانی نے اور دیلمی نے اور نقاش نے انس سے روایت کی ہی کہ فرمایا رسول اللہ نے انا وعلی حجۃ اللہ علی عبادہ حذیفہ سے منقول ہی کہ فرمایا رسالتمآب نے کہ یا علی انت قسیم النار والجنۃ اخرجہ الدیلمی وابن المغازلی وقاضی عیاض فی الشفا عقبہ ابن سعد العوفی سے روایت ہی کہ ہم جابر ابن عبد اللہ کے پاس گئے اور اُنکے ابرو کے بال اُنکی آنکھون پر پڑے ہوئے تھے ہم نے علی ابن ابیطالب کی نسبت سوال کیا وہ اپنی آنکھون سے اپنے ابرو کے بال اٹھا کر کہنے لگے کہ وہ تو خیر البشر ہی اخراج کیا اُسکو احمد نے اپنے مناقب مین اور ابن مردویہ نے حذیفہ سے روایت کی ہی کہ فرمایا رسول خدا نے علی خیر البشر من ابی فقد کفر یعنے علیؑ خیر البشر ہین جسنے انکار کیا وہ کافر ہی غرض فضائل و مناقب علی ابن ابی طالب سے کتب مملو ہین تمام مہاجرین و انصار اور کل اصحاب کبار رسول مختار ان مناقب و فضائل سے واقف تھے باوجود اسکے حاسد و اتفاق نہ کیا کہ مصداق بنا کینہ ومنھم کو کالانعام بیعت کرنا اختیار و انعقاد سے دست بردار ہونا اختیار کیا ذرا سی دنیا مخالفت کرنا مد نظر رہا تا بحدی

مودۃ القربیٰ ... علی ابن ابیطالب
ارجح المطالب مطبوعہ ...
ص ۲۳ سطر ۱۵
ایضاً ص ۲۳ سطر ۱۹
ارجح المطالب ص ۲۵ سطر ۱۶
ایضاً ص ۲۶ سطر ۴
ارجح المطالب ص ۳۲ سطر ۱۵
ایضاً ص ۳۰ سطر ۱
ایضاً ص ۲۹ سطر ۱۶
ایضاً سطر ۴

ومخالفین کی خوشامد مین حدیثین بنانا سب وشتم علی مرتضےٰ کو مسنون جاننا جمعہ وعیدین کے خطبون مین منابر اسلام
پر باعلان لعن کرنا کلمات نامربوط شان اہلبیت مین کہنا کسی کو خاطی کسی کو مخالف نص عمل کرنیوالا کسی کو لیس
بشئے سمجھنا یہ سب امر ہم تصریحًا بیان کر آئے ہین یہ سب افعال واقوال باعث ایذا رسول اللہ ہین یا نہین
اور یوذون اللہ ورسولہ کے مصداق ہین یا نہین مگر ہم کف لسان کرتے ہین بجز صبر وشکر کچھ نہین کہتے
نگہداشت نسبت صحبت آنحضرت پر عمل کرتے ہین لیکن جن علماؤن نے باتباع اُن اصحاب موصوفین کے
از حضرت فاطمہ زہرا وعلی مرتضےٰ تا حضرت امام عسکری علیہم السلام سب کو خاطی عاصی لیس بشئی فرمایا اُنکی نسبت
کف لسان کی کیا وجہ ہے منصفین انصاف فرمائین کہ جب فاطمہ زہرا البضعۃ خیرالورے اور علی مرتضےٰ نفس خاتم
الانبیا اور حسن مجتبےٰ اور حسین شہید دشت کربلا کی نسبت ایسی ایسی خطائین منسوب کیجائین اور دیگر آئمہ جو
اولاد فاطمہ زہرا سے ہین اُنکو عاصی خاطی کاذب لیس بشئے کہا جاوے اور حضرت معاویہ کی خوشامد مین خود
آنحضرت پر تہمت رکھی جاوے کہ عقد فاطمہ بسبب مکافات احسان ابوطالب کے علی کے ساتھہ واقع ہوا نہ بسبب محبت
علی کے تو ایسے ایسے اصحاب خیار اور ایسے ایسے مہاجر وانصار اگر بہ نسبت ابوطالب کے کہ والد حقیقی علی اور
والد مجازی رسول اللہ ہین اہتمام کرین اور حدیثین وضع کرین اثبات کفر مین اُنکی تاکہ موجب توہین اور تنقیص ہو
علی اور اولاد علی کا تو کوئی مقام تعجب نہین ہے پس جتنی حدیثین کہ کفر جناب ابوطالب مین مذکور ہین وہ سب
موضوعات زمانہ امویہ اور عباسیہ کی ہین اور علماء اعلام نے اُنھین صحابیان ممدوحین کی اُن احادیث کو ذکر
کیا ہے اور اُنکی پیروی کی ہے پس ایسے اقوال و احادیث اگرچہ صحیحین مین کیون نہون معتبر نہین ہوسکتے چنانچہ
شیخ عبد الحق صاحب شرح سفر السعادت در اشعۃ اللمعات مین لکھتے ہین در جامع الاصول میگوید کہ اخذ کردہ اند
جماعت از ائمہ حدیث کہ از فرقہ خوارج اند از آنہائیکہ منسوب اند بقدر و تشیع و رفض و دیگر اصحاب بدع واہوا
اور عبارت جامع الاصول یہ ہے قد اخذ جماعۃ من ائمۃ الحدیث عن الخوارج وجماعۃ ممن
نسب الی القدر والشیعۃ والرافضۃ واصحاب البدع والاہوا پس صحیح بخاری مین بکثرت روایات
خوارج سے اور جو لوگ بکثرت میلان بخوارج رکھتے تھے موجود و ماخوذ ہین اور خوارج کا مذہب تو مشہور ہے
کہ جو حضرت مولانا علی کو خارج از دائرہ اسلام جانتے تھے پھر اگر اُن خوارج نے اپنی دشمنی قلبی سے جناب
ابوطالب کے کفر کی حدیثین وضع کین تو کوئی مقام تعجب نہین ہے اور صحاح ستہ مین ان حدیثون کا ہونا
ہمارے مطلب کے مخالف نہین ہے اگرچہ صحیح بخاری مین بھی ہون اسواسطے کہ اشعۃ اللمعات مین شیخ عبد الحق
صاحب فرماتے ہین کتب ستہ کہ مشہور اند در اسلام عبارت اند از صحیح بخاری و مسلم و جامع ترمذی و سنن ابو داود
و نسائی و نزد بعضے موطا است بدل ابن ماجہ و صاحب جامع الاصول موطا را اختیار کردہ و درین کتب
ستہ اقسام احادیث از صحاح و حسان و ضعاف ہمہ موجود است و تسمیہ آن بصحاح بطریق تغلیب است
اس عبارت سے ثابت ہے کہ صحاح ستہ مین صحاح و حسان و ضعاف کا وجود ثابت ہے اور یہ بھی اسی عبارت سے

اشعۃ اللمعات
ص

ثابت ہی کہ صحیح بخاری منجملہ کتب ستہ ہی اور کتب ستہ کا تسمیہ بہ طریق تغلیب ہی تو پھر صحیح بخاری کا تسمیہ بھی تصحیح بہ طریق تغلیب ہونا چاہیے بالجملہ احادیث منقولہ صحاح ستہ کا ضعیف ہونا البداہتہ ثابت ہی اور ہمارے مطلوب کی منافی نہین ہے اور نیز ہم یہ بھی ثابت کردیتے ہین کہ راویان احادیث کفر جناب ابوطالب کس قسم کے ہین بیعت علی کو عار فتنہ کہنے والے یا نکس بیعت کرنے والے یا افراد فئہ باغیہ جو جہنم کیطرف بلانے والے تھے یا خروج کرنے والے امام برحق پر کہ جنکی امامت پر اتفاق جماعت بھی ہوچکا تھا یا محب خالص علی بن ابیطالب کے اور انکی بیعت کو حق اور انکو امام برحق سمجھنے والے تھے اور باین ہمہ اگر اغماض کیا جائے اور راویونکا احوال بھی مد نظر رکھا جائے جب بھی وہی حدیثین جنسے آپ کفر ثابت کرتے ہین وہی ہماری دلیلین ہین انھین سے اسلام اور مومن خالص ہونا جناب ابوطالب کا ثابت ہوتا ہی احوال بغض بعض اصحاب تو ہم لکھ آئے ہین بقدر حاجت ہو یہ بھی اظہار کرنا ضروری ہی تاریخ ابو الفدا جلد اول مین ہی کان خلفاء بنی امیۃ یسبّون علیا من سنۃ احدی واربعین وھی السنۃ التی خلع الحسن فیھا نفسہ من خلافتہ الی اول سنۃ تسع وتسعین اخر ایام سلیمان ابن عبد الملک فلما ولی عمر ابطل ذلک وکتب الی نوابہ بابطالہ ولما خطب یوم الجمعہ بدلہ السب فی اخر الخطبۃ ویقراء قولہ تعالی ان اللہ یامر بالعدل والاحسان یعنے خلفاء بنی امیہ سب علی کرتے تھے ابتداء اسلہ سنہ ہجری سے کہ جس سنہ مین امام حسنؑ نے خلع خلافت کیا اول سنہ ۹۰ھ تک کہ جو آخر زمانہ سلیمان ابن عبد الملک کا تھا پس جسوقت متولی خلافت عمر ابن عبد العزیز ہوا تو یہ سب علیؑ موقوف ہوئی اور لکھا کہ حکام کو موقوف کرین خطبون سے جمعہ وجماعت کے سب علیؑ کو اور جسوقت کہ خطبہ یوم جمعہ ہوا تو بدل دیا آخر خطبہ سے سب علیؑ کو اور پڑھا اسمقام پر قول حق تعالی ان اللہ یامر بالعدل والاحسان صحیح مسلم جلد دوم عن عامر ابن سعد ابن ابی وقاص عن ابیہ قال امر معاویہ بن ابی سفیان سعدا ما منعک ان تسب ابا تراب یعنے معاویہ نے حکم دیا سعد ابن ابی وقاص کو کہ کون سی چیز تجھے مانع ہی سب ابو تراب کرنے مین ابن ابی الحدید لکھتے ہین کہ بعد خلع خلافت امام حسنؑ کے معاویہ خلیفہ مقرر ہوا اور کل مسلمانون نے اسکی بیعت کرلی تب سنے اپنے عاملونکو لکھا کہ جو کوئی فضائل حضرت علیؑ و اہلبیت بیان کریگا اس سے ذمہ بری ہی یعنے اسکے لیے امان نہین ہی پس خطیبون نے خطبون مین بالائے منابر علیؑ و اہلبیتؑ پر لعنت کرنا شروع کردیا اسوقت اہل کوفہ کا نہایت سخت حال تھا اسلیے کہ وہان شیعہ بہت تھے معاویہ نے زیاد ابن سمیہ کو وہانکا حاکم کیا وہ چونکہ زمانہ علی علیہ السلام سے شیعون کو خوب جانتا تھا انکے ہاتھ اور پیر کاٹے آنکھین نکلوالین درخت مین سولی دیکر لٹکا دیا یہانتک کوئی مشہور انمین سے باقی نہ رہا پھر معاویہ نے عاملونکو لکھا کہ جس پر ثابت ہوجائے کہ وہ محب علیؑ و اہلبیتؑ ہی اسکا نام دفتر سے کاٹ دو اور اسکا وظیفہ بند کردو پھر دوسرا نامہ عمال کو یہ لکھا کہ ثبوت کا ذکر نہین جسپر تمکو اہلبیت کی محبت کا شبہہ ہو اسکو بلائے سخت مین مبتلا کردو گھر کھودڈالو

الغرض اس حالت مین شیعیان علیؑ گرفتار رہے حتےٰ کہ جو شیعہ و محب علیؑ اپنے کسی دوست پر بڑا اعتبار رکھتا تھا اور وہ اُسکے مکان مین مخفی آتا تھا اور ملاقات مین رازداری کی بات بیان کرتا تھا اور اپنے ملازمین اور غلام و کنیز سے اپنے ڈرتا تھا اور سخت قسمین دیتا تھا کہ کسی پر اُسکا راز ظاہر ہونے نہ پاوے کہ سبب قتل اُس مومن کا ہوتا تھا یہانتک کہ جناب امام حسنؑ نے وفات پائی پس بہت زیادہ ہوا فتنہ اور فساد اور کوئی محب علیؑ کے نام سے نرہا مگر یہ کہ وہ خائف تھا اپنی جان پر یا جلا وطن ہو گیا تھا اور بعد شہادت امام حسین عبد الملک بن مروان حاکم ہوا اُسنے اور زیادہ سختی کی اُس زمانہ کے اہل تقوٰے بغض علیؑ و اہلبیت سے عبد الملک کا تقرب حاصل کرتے تھے اس بیان سے صاف ظاہر ہی کہ سنہ ۴۱ ہجری سے سنہ ۹۹ تک اٹھاون برس ہوئے جو ابتداء زمانہ خلافت عمر ابن عبد العزیز تھا اور سنہ ۴۱ مین جو جناب امام حسنؑ نے خلع خلافت کیا تو تمام ناکثین اور قاسطین اور جو مارقین سے چند اشخاص نہروان مین بچے تھے اُن سب نے دشمنی علی و اہلبیت کو مخفی پھیلایا سب ایک دل ہو گئے اس سبب سے کہ عثمان تو شہید ہو چکے تھے اُنسے تو معاد ٹھنڈے چکے تھے اور زمانہ معاویہ عروج پر تھا اُنکی دشمنی کا اظہار بخوف جان و مال و آبرو کر نہ سکتے تھے باقی رہے علیؑ اور اہلبیت علیہم السلام اُنکی تذلیل اور تنقیص کا موقع ہاتھ لگا تمام خوارج نہروان اور قاسطین و ناکثین آپسمین ایک ہو گئے اور دشمنی علیؑ و اہلبیت پر کمر مستحکم باندھی اور اپنے آبا و اجداد کفار کا کہ از دست حیدر کرار قاتل کفار جہنم داصل ہوئے تھے عوض لینے پر آمادہ ہو گئے اور اس اٹھاون برس مین یہ نوبت پہونچی کہ صحابہ و تابعین ملکے کل تمام دشمن علیؑ و اہلبیت کا اظہار کرنے لگے اگرچہ اُنمین اکثر محب خالص بھی تھے مگر بخوف جان اور آبرو اور پوشیدہ کرتے تھے اور اظہار محبت نکر سکتے تھے پھر اٹھاون برس تک فضائل اہلبیت کون بیان کرتا مذہب اہلبیت کیونکر رواج پاتا دین و کیش اُنکا کس طرح باقی رہتا حاصل مطلب یہ ہی کہ وصیت حضرت رسالت مآب کو کہ ہم ذکر کر آئے ہین کہ فرمایا آنحضرت نے آخر حدیث مین فانظروا کیف تخلفونی اور اذکرکم اللہ فی اہلبیتی کو کیا خوب نباہا اور کیا اچھا سلوک کیا اہلبیت سے جب اہلبیت کی یہ حالت پہونچی کہ کوئی دقیقہ اُنکی ذلت و خواری کا چھوڑا نہین گیا جیسا کہ مذکور ہوا تو منجملہ اُنھین فتنون کے ایک یہ بھی امر خوشامد بنی اُمیہ و بنی مروان مین اگر ظاہر کیا گیا کہ علیؑ کے باپ یا آبائے رسولؐ مقبول سب کافر تھے تو کیا استعجاب کا مقام ہی اسواسطے کہ آبا و اجداد بنی امیہ کا کفر علی العموم ثابت ہی وہ اُنکی ذلت و خواری کا سبب تھا جب آبا و اجداد رسولؐ خدا اور علیؑ مرتضے کافر مشہور کیے گئے تو [illegible] ذلت نرہی اور اُن خلفائے باغی و طاغی کی خوشنودی بھی ہوئی اور دیگر اصحاب بھی جایز ہائے نہال اور فائدہ ہائے بسنی سے محروم نرہے تاریخ الخلفا صفحہ ۱۹۸ مین ہی عبد اللہ بن احمد ابن حنبل قال سالت ابی عن علی و معاویہ فقال اعلم ان علیا کان کثیر الاعداء ففتش لہ اعداءہ عیبا لم یجدوا فجاؤا الی رجل قد حاربہ و قاتلہ فاطروہ کیادا منہم عبد اللہ ابن احمد ابن حنبل نے کہا کہ پوچھا مین نے اپنے باپ سے علی اور معاویہ کے باب مین پس جواب دیا کہ جان تو بہ تحقیق دشمنان علیؑ بکثرت تھے اور عیب جوئی کرتے تھے اُنکی اور نہ ملتا تھا اُنکو کوئی عیب

پس گئے وہ لوگ اُس شخص کی طرف کہ جسنے مقابلہ اور مقاتلہ کیا اُنسے شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی حجۃ اللہ
البالغہ مین ایک قول امام غزالی سے نقل فرماتے ہین جسکا خلاصہ یہ ہی کہ جب زمانہ خلفائے راشدین کا ختم ہوا
اور خلافت آگئی اُس قوم مین کہ جنکو کچھ استحقاق نہ تھا حتی کہ علم فتاوی ور احکام کا بھی انکو نہ تھا پس وہ خلفا مضطرب
ہوکر طالب اعانت فقہا سے ہوئے اور علما بطریق صحابہ عامل حدیث تھے بدون قیاس کے جب اُن علمانے دیکھا کہ
عزت و دولت خلفا کی رضامندی مین ہی پس اُن علمائے خلفاء وقت کی خوشنودی کے واسطے قیاس کو دخل کیا
کہ بحث و تقریر کو گنجائش ملے غرض یہ وہ قیاس ہی جو ناسخ نص سمجھا جاتا ہی اب ملاحظہ فرمایا جائے کہ ہم پہلے بیان
کرآئے ہین کہ زمانہ خلافت عبد الملک بن مروان مین حکم تھا کہ پرہیز کیا جاوے محبت علی سے اور اکثر محبان علی
مبتلا بعذاب شدید ہوتے تھے اُسے زمانہ مین امام زہری تابعی قاضی تھے اُمور دینیا ... جنکا ... انہین
انھین کی ذات سے متعلق تھا اور امام زین العابدین انھین کے زمانہ مین خانہ نشین تھے عبد الوہاب شعرانی
جلد اول لواقح الانوار مین لکھتے ہین کہ امام زہری کہتے تھے کہ دنیا مین چار عالم ہین ایک ابن المسیب مدینہ مین
دوسرے حسن بصرہ مین تیسرے مکحول شام مین چوتھے شعبی کوفے مین زہری تابعی نہ کہہ سکے کہ امام زین العابدین
اور امام محمد باقر بھی عالم ہین زہری ان دونوا اماموں کو عالم ہی نجانتے تھے اور انھین زہری نے کہ اول صدی
ہجری اور زمانہ حکومت بنی مروان تھا احادیث جمع کیے اور لکھے یہ پہلی کتاب ہی علم حدیث مین اسکے قبل علم حدیث
مین کوئی کتاب نہ تھی پس زہری عہد عبد الملک مین کہ عہدہ قضا پر تھے فضائل و مناقب علی کیونکر جمع کرتے
اور لکھتے اور اصحاب تابعین مین کون ایسا تھا جو حدیث فضائل اہلبیت کا اظہار کرتا سوا اہانت و ذلت
اہلبیت کے اور کون ایسا تھا کہ جو مروج مذہب اہلبیت ہوتا اور دین وکیش اُنکا رواج پاتا تا امام زین العابدین
اور امام محمد باقر تو زمرہ علما مین بھی شامل نہ کیے گئے اُنکے مذہب کو کون پوچھتا امام ابو حنیفہ سنہ ۸۰ھ زمانہ خلافت
عبد الملک مین پیدا ہوئے اور امام شعبی اور امام حماد زمانہ خلافت بنی مروان مین مجتہد تھے انھین دونو صاحبونسے
امام ابی حنیفہ نے تحصیل علم کیا سنہ ۱۲۰ھ مین امام حماد کی وفات ہوئی اور ابتدا زمانہ اجتہاد امام ابو حنیفہ ہوا انکے
زمانہ مین بھی امام جعفر صادق موجود تھے مگر انھین ابو حنیفہ نے فقہ کو مرتب کیا اور ظاہر بھی ہی کہ فقہ و حدیث اقوال
اہلبیت اور علی اور اولاد علی سے خالی ہی اور اگر کوئی حدیث یا کوئی مسئلہ ائمہ اہلبیت سے منقول بھی ہی تو یا اُسکو
قول ضعیف کہکے اوڑا دیا یا اُسکو اجتہاد اور رائے مقابل نص کہکر ساقط کر دیا جیسا کہ اوپر مذکور ہوا اور آل مروان کا
دشمن خاندان آل رسول ہونا بالاتفاق ثابت ہی انھین کے زمانہ خلافت مین حدیثین جمع کی گئین فقہ مرتب ہوئی
اور مذہب حنفی بھی شروع ہوا اور راویان حدیث بھی اکثر قبیلہ مروان کے لوگ ہین جو کربلا مین قاتلان امام حسین کے شریک
تھے اور جو شریک بھی نہ تھے تو اکثر دشمنان آل رسول تو تھی دوستداران ال مروان تھے اور یہ امر بھی مثل آفتاب
کے روشن ہی کہ اگر خوشنودی خلفاء جور و فساد کی نہ کی جاتی تو احادیث کا جمع کرنا اور ترتیب فقہ کا موقع ہاتھ نہ لگتا
کہ خلفاء وقت اگر بوے محبت اہلبیت پاتے تو زندہ نہ باقی رکھتے نہ عہدہ قضا پر معین کیے جاتے نہ اجتہاد کرنے

موقع ہاتھ لگتا بلکہ مثل امام نسائی قتل کیے جاتے پس فقہ وحدیث مذہب اہلبیت اور دین و کیش اہل بیت سے بالضرور
مخالفت اور خلفاء وقت کے مذہب کے موافق قرار پائے حاصل یہ ہی کہ جب آئمہ اہلبیت کا شمار علماء مین بھی نہ کیا
گیا بلکہ خاطی عاصی لعین لشقی مخالف نص عمل کرنے والے مقتول السیف جد امجد قرار پائے از علی ابن ابیطالب تا امام جعفر
صادق کہ زمانہ امامت ابو حنیفہ رہا امام جاننا تو کیسا کوئی عالم بھی نہ جانا گیا تو جناب ابو طالب کا اسلام و ایمان کہان
رہتا ہی اگر مذہب حنیفیہ کے معتقد ہوتے تو مومن کہلاتے اب جناب ابو طالب کو کافر کہنا انکے کفر کی حدیثین بنانا
خلفائے بنی امیہ اور مروانیہ و خوش کرنا عین ایمان قرار پایا اگر ان حالات کی تفصیل کی جائے تو ایک مطول تیار ہو
اور اصل مطلب فوت ہو جائے لہذا ہم بروش اہل سنت وجماعت بہ نسبت صحابہ کبار کے کف لسان اور اغماض
کرکے گفتہ را نگفتہ و شنیدہ را ناشنیدہ کیے دیتے ہین مگر تابعین ان اصحاب کے جو انکے اقوال و افعال کی پیروی
اور اتباع کرتے ہین کہ جو اہل سیر و تواریخ نے نص کیے ہین جسکی نسبت شیخ عبدالحق صاحب نے تکملہ مین فرمایا ہی
کہ قدر مشترک آن از آن بسر حد تواتر رسیدہ و بسر حد شہرت و تواتر معنوی رسیدہ اور پھر تحریر فرمایا کہ باطن را دشتے و خاطر
را کدورتے دست دہد پس تابعین اور تبع تابعین سے جو ایسے ایسے حرکات قولا اور فعلا ظہور مین آئے ان کی
نسبت تو کف لسان اور کلہم عدول اور اغماض و شنیدہ را ناشنیدہ اور گفتہ را ناگفتہ صادق نہ آئے گا اور
تابعین اور تبع تابعین سے جو جو تقصیرین حفظ مراتب اہل بیت نبوی مین واقع ہوئین یقین ہی کہ انسے تو اغماض
نکیا جائے کیونکہ روش سنت وجماعت کا حکم تابعین اور تبع تابعین پر بھی لگائے دیتے ہین اور بفرض محال کلہم عدول
بھی کیے دیتے ہین اور کف لسان بھی کرتے ہین مگر قاعدہ سنت وجماعت جو اخذ احادیث مین منقول ہی کہ فرقہ
خوارج اور قدریہ اور شیعہ اور معتزلہ اور صحاب بدع و اہوا سے بھی آئمہ حدیث نے احادیث اخذ کیے ہین
شیخ عبدالحق صاحب فرماتے ہین مختار آنست کہ اگر داعی باشد ببدعت خود و در مقام ترویج و تزئین آن بود قبول
نکنند و اگر چنین نبود قبول کنند پس یہ ہی قاعدہ یہان بھی جاری رکھنا چاہیے کہ جو مشاجرات و محاربات مابین صحابہ
واقع ہوئے اور آپس مین ایک دوسرے کی توہین و تذلیل مین احادیث و آیات بیان ہوئے مسموع ہوں اور
اسیطرح تابعین اور تبع تابعین اور علماء دین بجہت خوشامد خلفائے جور و فساد بطمع جائزہ ہائے سنی و فائدہ ہائے
سنی توہین و تذلیل اہل بیت نبوی مین مصروف رہے انکے اقوال و احادیث جو مقام ترویج اور تزئین و تفاخر و
مباہات مین ان خلفائے بنی امیہ اور بنی مروان کے وارد و صادر ہوں قبول کیے نہ جائین اگرچہ وہ سب متصف
بصدق لہجہ اور صیانت لسان اور تقوے اور ورع اور احتیاط کیون نہ ہون اس لیے کہ اگر پابندی اس قاعدہ
کی نکیجائیگی تو کبھی یہ اقوال و احادیث منقولہ اصحاب معاویہ کو جو متصف بفتنہ باغیہ تھے اور دیگر معاندین و مصاحبان
خلفائے امویہ اور مروانیہ کہ اکثر انمین اصحاب کبار رسول مختار بھی بالاتفاق تھے اہل بیت اور آل رسول پر سب
و شتم کے مجاز ہو جائینگے اور کبھی باتباع اہلبیت و اقوال و احادیث منقولہ آل رسول اور اصحاب و معاونین علی
ان سب پر لعن و طعن کرنیکے مستحق ہو جائینگے اور یہ امر بالضرور محال ہی پس اب ہم جواب لاجواب فصل ثانی کا جو

احمد رضا خان نے تحریر فرمایا ہی لکھتے ہین و بہ نستعین قولہ فصل دوم اقول فصل دوم مین جو حدیث چہارم جو سیدنا عباس عم رسول اللہ سے صحیحین اور مسند امام احمد مین سے مذکور ہوئے ارشاد الساری و قسطلانی شرح صحیح بخاری جز ششم باب قصہ ابیطالب مین بایں اسناد مذکور ہی حدثنا مسدد ھو ابن مسرھد قال حدثنا یحیی بن سعید القطان عن سفیان الثوری انہ قال حدثنا عبدالملک بن عمیر حدثنا عبداللہ ابن الحارث بن نوفل ابن الحارث بن عبدالمطلب قال حدثنا العباس بن عبدالمطلب قال للنبی صلعم ما اغنیت عن عمک فواللہ کان یحوطک و یغضب لک قال ھو فی ضحضاح من نار ولولا انا لکان فی الدرک الاسفل من النار یعنے مسدد نے یحیی سے اور اُنھون نے سفیان ثوری سے اور اُنھون نے عبدالملک ابن عمیر سے اور اُنھون نے عبداللہ ابن حارث سے اور اُنھون نے حضرت عباس سے اس حدیث کو لیا ہی سفیان ثوری امام علم حدیث ہین ورع اور زہد مین مشہور اور آئمہ مجتہدین مین معدود ولادت سفیان کی سنہ ۹۶ خلافت سلیمان ابن عبدالملک مین ہوئی اور وفات انکی سنہ ۱۶۱ خلافت مہدی مین ان سفیان ثوری نے عبدالملک ابن عمیر سے اس حدیث کو سنا ولادت عبدالملک ابن عمیر سنہ ۳۳ مین ہوئی جب سفیان ثوری سولہ برس کے ہوئے تو عبدالملک تئیس برس کے ہو گئے کہ سنہ ۱۱۲ خلافت ہشام کی تھی اور یہ سن ابتداء بلوغ و مراہق کہلاتا ہی انتہا اسکی اکیس سال ہی اور بائیسوین برس سے سن فتی اور سن رشد شروع ہوتا ہی تو سفیان ثوری کے بائیس برس کے سن مین عبدالملک ابن عمیر کا سن چھیاسی برس کا ہوا کہ سنہ ۱۱۸ ہجری تھی علامہ ابن حجر تقریب و تہذیب مین اسطرح تحریر فرماتے ہین ثقۃ فقیہ تغیر حفظہ و ربما دلس پس سفیان ثوری کا عبدالملک ابن عمیر سے اخذ روایات کرنا اُنکے ۸۶ و ۸۷ برس کے سن مین کہ جس سن مین تغیر حفظہ و ربما دلس کے مصداق ہو چکے تھے نہایت حیرت خیز ہی اور پھر وہ روایت صحیحین مین امام بخاری اور امام مسلم کا نقل فرمانا اور بھی حیرت افزا ہی اور ایسی روایت پر اعتماد کرنا اور اُسکو صحیح جاننا سب سے زیادہ عجیب ہی کہ ایسے وقت کی حدیث مین کسی احتمال سے صحیح ہونیکی گنجایش ہی باقی نہین رہتی اس حدیث کو صحیح کہہ سکتے ہی نہین اس لیے کہ وجوہ طعن مین شیخ عبدالحق صاحب فرماتے ہین وجہ نہم سوء حفظ است و اسکی تفصیل مین فرماتے ہین کہ سوء حفظ اگر لازم حال وے در جمیع اوقات عمر گشتہ گرد و حدیث او معتبر نبود و این قسم را شاذ گویند بر راے بعض محدثین و اگر طاری و عارض شد بجہت عارضی مثل اختلال حافظہ بکبر سن یا ذہاب بصر یا فوات کتب این قسم را مختلط نامند پس عبدالملک ابن عمیر کے نسبت تو تغیر حفظہ و ربما دلس بھی ہی تو یہ حدیث مختلط بھی قرار پائے اور مدلس بھی اب آپ فرمائینگے کہ صحیحین مین تو موجود ہی تو ہم پہلے عرض کر چکے ہین کہ تسمیہ صحیحین کا بطریق تغلیب ہی ثانیاً ہم پہلے بقول علامہ ذہبی انکی وجہ بیان کر آئے ہین کہ امام بخاری کی عادت ہی کہ وہ ذکر علی کو ساقط کر دیتے ہین اور وہ برگشتہ ہین اس سبیل سے پس جب وہ ذکر مناقب علی ساقط کرنیکے عادی ہین اور منحرف اور برگشتہ ہین اس سبیل سے تو بالضرور علی اور انکی اولاد اور اُنکے آبا و اجداد کی توہین اور تنقیص و تذلیل کے بھی عادی اور حریص ہونگے اور دلیل اسپر یہی حدیث مختلط اور مدلس کا اپنی صحیح مین وارد کرنا ہی لیجیے صحیحین کی حدیث ہی اور کسی طرح صحیح نہین قرار پا سکتی ثالثاً ابن خلکان احوال عبدالملک ابن عمیر

اسطرح لکھتے ہین کان قاضیا علی الکوفۃ بعد الشعبی کہ قاضی کوفہ ہوئے بعد شعبی کے تخمینا سن عبد الملک بن عمیر کا پچاس برس کا یا کچھ کم تھا کہ خلافت عبد الملک بن مروان کی ۶۵ھ سے ۸۶ھ تک رہی پھر ابن خلکان لکھتے ہین روی عن جابر ابن عبد اللہ ومن اخبارہ

انہ قال کنت مع عبد الملک بن مروان بقصر الکوفۃ حین جیٔ براس مصعب ابن زبیر

فوضع بین یدیہ فرانی قد ارتعدت فقال لی مالک فقلت اعیذک یا امیر المومنین

کنت بھذا القصر بھذا الموضع مع عبید اللہ ابن زیاد فرایت راس الحسین ابن علی بین

یدیہ فی ھذا المکان ثم انت فیہ مع المختار بن ابی عبید الثقفی فرایت راس عبید اللہ

ابن زیاد فیہ بین یدیہ ثم انت فیہ مع مصعب بن زبیر فرایت راس المختار فیہ

بین یدیہ ثم ھذا راس مصعب بن زبیر بین یدیک قال فقام عبد الملک من

موضعہ وامر بھدم ذالک الطاق الذی کنا فیہ وکانت وفاتہ سنۃ ست وثلثین

ومائۃ وھو ابن مائۃ وثلث سنین روایت ہی جابر ابن عبد اللہ سے کہا عبد الملک ابن عمیر نے کہ مین قصر کوفہ مین عبد الملک ابن مروان کے پاس بیٹھا تھا اُسوقت سر مصعب بن زبیر کا لایا گیا اور آگے رکھا گیا اُسنے مجھے دیکھا ور مین کانپنے لگا اُسنے مجھسے پوچھا کہ یہ کیا حال ہی تیرا مین نے کہا کہ پناہ مانگتا ہون مین تیرے واسطے خدا سے ای امیر المومنین کہ اسی مقام پر اسی قصر مین عبید اللہ ابن زیاد کے پاس بیٹھا تھا مین کہ دیکھا مین نے سر حسینؑ ابن علیؑ کا اسی مقام پر بعدہ اسی قصر مین مختار بن عبیدہ ثقفی کے ساتھ بیٹھا تھا مین دیکھا مین نے سر عبید اللہ ابن زیاد کا اسی جگہ پر پھر مین اسی قصر مین مصعب بن زبیر کے پاس بیٹھا تھا کہ سر مختار کو اسی مقام پر دیکھا مین نے اب یہ سر مصعب ابن زبیر تیرے سامنے آیا ہی عبد الملک ابن عمیر کہتے ہین کہ اُٹھ کھڑا ہوا عبد الملک ابن مروان اور حکم کیا کہ اس طاق کو منہدم کردو کہ ہم جسمین تھے اس بیان سے ابن عمیر کے صاف ظاہر ہی کہ عبید اللہ ابن زیاد کی مصاحبت مین سر امام حسینؑ کا تماشا کیا اور مصاحبت ترک نہ کی پھر رفاقت مختار مین سر عبید اللہ ابن زیاد کا مشاہدہ کیا اور ترک رفاقت اُنکی بھی نہ کی پھر مصعب ابن زبیر کی معیت مین سر مختار کا نظارہ کیا اور معیت سے کنارہ نہ کیا پھر عبد الملک ابن مروان کی صحابیت مین سر مصعب ابن زبیر کی زیارت کی ورا رتعاد وارتعاش تمام بدن مین پیدا ہوا اور خدا سے پناہ مانگنے لگے امیر المومنین عبد الملک ابن مروان کے لیے سبحان اللہ کیا محبت تھی عبد الملک ابن مروان کی کہ تمام بدن مین رعشہ پڑ گیا اور حق تعالے سے دعا مانگنے لگے اور بد بینی مکان سے آگاہ کرکے انہدام قصر کرا دیا مگر جب سر سید الشہدا دیکھا نہ بدن مین رعشہ ہوا نہ زبان کی حرکت ہوئی نہ خدا سے پناہ مانگی بلکہ بطیب خاطر مصروف تماشا رہے ان ابن ابی عمیر نے فقط سر سید الشہدا دیکھنے کا اقرار کیا لیکن فقط سر ہی نہین دیکھا بلکہ تمام اہل بیت عصمت و طہارت کو سر برہنہ دربار عام مین مثل بندیان ترک و دیلم رسیمان بستہ ذلت و حقارت سے اپنے سامنے کھڑا ہوا دیکھا اور غالب ہی کہ تہنیت و مبارک باد دیا کئے ہونگے عبید اللہ ابن زیاد کو غرض وہ عبد الملک ابن مروان مذکور بھی

ہو چکا ہی کہ خاندان رسولؐ کا دشمن تھا جس نے حکم دیا تھا کہ انقابر کرو محبت علیؑ سے اور ابن ہمیہ کے ہاتھ پاؤن کاٹکر درخت مین لٹکا دیا تھا کہ محبت اہلبیت کی یہ سزا ہی اور علی ابن عبد اللہ ابن عباس کی کنیت ابوالحسن تھی عبد الملک ابن مروان نے کہا کہ نام اور کنیت کو اپنی بدل ڈالو مجکو اس نام سے اور کنیت سے عداوت ہی مین نہین چاہتا کہ اس نام اور کنیت سے کوئی شخص موسوم اور مکنی ہو چنانچہ ابن خلکان نے بھی اسی حوال کو اس عبارت سے لکھا ہی قال الحافظ ابو نعیم فی کتاب حلیۃ الاولیاء انہ قدم علی عبد الملک ابن مروان فقال لہ غیر اسمک وکنیتک فلا صبر لی علی سمک وکنیتک فقال اما الاسم فلا واما الکنیۃ فانی بابی محمد فغیر کنیتہ وانتہی کلام ابی نعیم پھر ابن خلکان لکھتے ہین قلت وانما قال لہ عبد الملک ہذہ المقالۃ لبغضہ فی علی بن ابی طالبؓ کرہ ان یسمع اسمہ وکنیتہ یعنے ابن خلکان کا قول ہی کہ عبد الملک ابن مروان نے بے شک بغض علی ابن ابیطالب سے یہ خواہش کی کہ سنا اسم وکنیت علیؑ کا اُسکو کریہہ معلوم ہوتا تھا حاصل یہ کہ زمانہ خلفائے مروانیہ مین محبان اہلبیتؑ پر جو جو سختیان گذرین ہین بیان سے باہر ہی تاریخ ابو الفدا مین مرقوم ہی کہ ۱۲۱ھ اور قبل ۱۲۲ھ مین زمانہ ہشام ابن عبد الملک کا تھا زید ابن علی بن حسین ابن علی ابن ابیطالب کو یوسف ابن عمر ثقفی نے شہید کیا زید کے ہمراہیون نے ان کی نعش کو مخفی دفن کر دیا یوسف ابن عمر نے سراغ لگا کر اُنکی قبر کو کھدا کر سر زید شہید کاٹ کر ہشام کے پاس بھیجدیا اُس نے دمشق مین اُس سر کو لٹکوا دیا اور جثہ زید کو صلیب پر چڑھا دیا حتے کہ تین برس یا چار برس وہ سر لٹکا رہا اور بدن مصلوب ۱۲۵ھ مین ہشام مرا اُسوقت ولید خلیفہ ہوا اُسنے بدن مصلوب زید کو بلوایا حاصل یہ ہی کہ ابن عمیر کی وفات ۱۳۶ھ مین ہوئی اگر محبت آل رسولؐ بھی ہوتی تو اُسکو ظاہر نفرماتے مگر اُنکی سوانح عمری سے جو اوپر مذکور ہوئی معلوم ہوتا ہی کہ محبت مروان تھی اگر اُنکے حفظ مین تغیر بھی نہ ہوا ہوتا اور تدلیس بھی اُنپر غالب نہ ہوتی اور علی ابن ابی طالب یا اُنکے باپ ابو طالب کو کافر کہتے اور حدیث وضع فرماتے تو اُنکو شایان تھا مگر ہم تو اُنپر بھی بروش سنت جماعت کف لسان کرکے کہتے ہین کہ یہ حدیث اُنھون نے اپنے امام عبد الملک ابن مروان کی خوشامد مین بطمع فائدہ ہائے سنی و رجائزہ ہائے سنی بیان فرمائی یہ حدیث کسی طرح قابل اعتماد نہین ہو سکتی کا خذ حدیث مین شرط ہی کہ خوارج اور روافض ور شیعہ اور اہل بدع و اہوا اگر ہون اور خود کے مذہب کی ترویج مین جو حدیث بیان کرین وہ قابل قبول نہین ہی کہ شیخ عبد الحق صاحب فرماتے ہین کہ اگر داعی باشد بہ بدعت خود و در مقام ترویج و تزئین آن بودہ قبول نکنند پس ویسا ہی یہان بھی تصور کرنا لازم و واجب ہی کہ اگر داعی باشد بطمع فایدہ ہائے ہنی و جائزہ ہائے سنی خود و در مقام خوشامد خلیفہ وقت باشد قبول نکنند پس یہ حدیث اگرچہ صحیحین اور مسند مین اور مسند امام احمد مین بھی مذکور ہی مگر قابل اعتماد اور قبول نہین ہو سکتی

قولہ حدیث پنجم صحیحین اور مسند مین ابو سعید خدری سے ہی ان رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ذکر عندہ عمہ ابو طالب فقال لعلہ تنفعہ شفاعتی یوم القیامۃ فیجعل فی ضحضاح فی

فی النار یبلغ کعبیہ یغلی منہ دماغہ یعنے حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالے علیہ وسلم کے سامنے ابو طالب کا ذکر آیا فرمایا مین اُمید کرتا ہون کہ روز قیامت میری شفاعت اُسے یہ نفع دیگی کہ جہنم مین پاؤن تک کی آگ مین کردیا جائیگا جو اُسکے ٹخنون تک ہوگی جس سے اُسکا دماغ جوشماریگا یونس ابن بکیر نے حدیث محمد ابن اسحق سے یون روایت کی ہے یغلی منہ دماغہ حتی یسیل علی قدمیہ اُسکا بھیجا اُبل کر پاؤن پر گریگا عمدۃ القاری وارشاد الساری شرح صحیح بخاری ومواہب لدنیہ وغیرہ مین امام سہیلی سے منقول ہے الحکمۃ فیہ ان اباطالب کان تابعا لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بجملتہ الا انہ استمر ثابت القدم علی دین قومہ فسلط العذاب علی قدمیہ خاصۃ لتثبیتہ ایاھما علی دین قومہ یعنے ابو طالب کے پاؤن تک آگ رہنے مین حکمت یہ ہے کہ اللہ عزوجل جزاء مشاکل عمل دیتا ہے ابو طالب کا سارا بدن حضور اقدس صلی اللہ تعالے علیہ وسلم کی حمایت مین صرف رہا ملت کفر پر ثابت قدمی نے پاؤن پر عذاب مسلط کیا اسیطرح تیسیر شرح جامع الصغیر وغیرہ مین ہے **اقول** یہ حدیث بحکم صحیحین اور مسند مین موجود ہے چنانچہ قسطلانی وارشاد الساری شرح صحیح بخاری مین فرماتے ہین حدثنا عبد اللہ ابن یوسف التینسی قال حدثنا بالجمع ولابی ذر حدثنی اللیث ابن سعد قال حدثنا بالجمع ولابی ذر حدثنی بن الہاد ہو یزید ابن عبد اللہ ابن اسامہ ابن الہاد اللیثی عن عبد اللہ بن حباب الانصاری التابعی عن ابی سعید سعد بن مالک بن سنان الخدری انہ سمع النبی ذکر عندہ عمہ ابو طالب فقال لعلہ تنفعہ شفاعتی یوم القیامۃ فیجعل فی ضحضاح من النار یغلی منہ دماغہ دوسری سند حدثنا ابراہیم ابن حمزۃ الزبیری الاسدی المدنی قال حدثنا ابن ابی حازم عن سلمہ ابن دینار والدہ والدراوردی عبد العزیز ابن محمد عن یزید ابن الہاد لہذا الحدیث المذکور وقال تغلی منہ ام دماغہ وفی روایۃ یونس عن ابن اسحق فقال یغلی منہا دماغہ حتی یسیل علی قدمیہ اس حدیث مین علامہ ابن حجر عسقلانی نے احوال دراوردی اسطرح تحریر فرماتے ہین عبد العزیز ابن محمد بن عبید الدراوردی ابو محمد الجہنی مولاہم المدنی صدوق کان یحدث من کتب غیرہ فیخطی قال النسائی حدیثہ عن عبید اللہ العمری منکر من الثامنۃ مات سنۃ ست او سبع وثمانین یہ عبد العزیز صدوق ہین کتب غیر سے حدیث بیان کرتے ہین پس خطا کرتے ہین نسائی کہتے ہین کہ حدیث انکی عبید اللہ عمری سے منکر ہے طبقہ ثامنہ سے ہین ۱۸۶ھ دیا ۱۸۷ھ مین مرگئے جو زمانہ خلافت ولید ابن عبد الملک ابن عبد الملک بن مروان کا تھا ابن ابی حازم سلمہ ابن دینار ۱۸۴ھ مین مرگئے یا کچھ قبل اسکے امام بخاری نے عبد العزیز ابن محمد کو کہ خاطی تھے ابن ابی حازم سے مقرون کرکے حدیث انکی اپنی صحیح بخاری مین درج فرمائی خلافت عبد الملک بن مروان مین اُنھون نے وفات فرمائی یہ وہ زمانہ دشمنان اہلبیت کا تھا کہ محب اہلبیت

قسطلانی جزو ۲ صفحہ ۱۶۲ سطر ۲۲

قسطلانی جزو ۹ صفحہ ۲۲۵ سطر ۴

تقریب التہذیب مطبوعہ دہلی صفحہ ۲۲۲ سطر ۱۱

جن جن کے قتل کیے جاتے تھے اور بعض روایات سے تو ثابت ہوتا ہی کہ فرمایا تھا پیغمبر خدا نے کہ فرعون میری
اُمت کا ولید نام ایک شخص ہو گا پس یہ ہی ولید ابن عبد الملک ابن مروان فرعون امت محمدی تھے اور
بعضین خلفائے بنی مروان کے وقت مین ذلت اور حقارت اہل بیتؑ اور محبان اہلبیتؑ کا کوئی دقیقہ فروگذاشت
نہین کیا گیا جسکو ہم مکرر ذکر کر چکے ہین پھر یہ حدیث منقولہ در اورد ی اگرچہ مقرون ابغیرہ یعنے عبد العزیز
ابن ابی حازم سے بھی بیان فرمائی گئی صحیح و قابل احتجاج نہین ہو سکتی کہ اُن خلفائے جور و فساد اور
معاندین وخاذلین اہل بیتؑ کے وقت مین مذکور ہوئی ہی کہ جو نام علیؑ و اہل بیتؑ سننے سے بھی بیزار
تھے اور بغیر عداوت اہلبیتؑ و اظہار بغض علیؑ کوئی شخص مناصب جلیلہ اور فوائد و مراتب جمیلہ کا
مستحق ہوتا تھا یہ حال تو راویان حدیث کا ہی اب ختم اسناد ابو سعید خدری پر ہی جنکا اسم مبارک سعد ابن
مالک ابن سنان ہی یہ بزرگوار بھی معتزلین بیعت مرتضوی سے جیسا ابو الفدا نے لکھا ہی اس مضمون کو
بھی ہم بصراحت بیان کر آئے ہین مگر زیادتی بصیرت کے واسطے مکرر عبارت ابو الفدا کو نقل کیے دیتے ہین
وہ عبارت یہ ہی بایعتہ الانصار الا نفرا قلیلا منہم حسان ابن ثابت وکعب
ابن مالک ومسلمہ ابن مخلد وابو سعید الخدری ونعمان ابن بشیر ومحمد ابن مسلمہ
وفضالہ ابن عبید وکعب بن عجرہ وزید ابن ثابت وکان ہولاء قد ولاہم عثمانؓ
علی الصدقات وغیرہا وکذلک لم یبایع علیا سعید بن زید وعبد اللہ ابن سلام و
صہیب بن سنان واسامہ ابن زید وقدامہ ابن مظعون والمغیرہ ابن شعبہ وسموا
ہولاء المعتزلہ لاعتزالہم بیعتہ علی یعنے بعد شہادت عثمان وبیعت مہاجرین وانصار با جید کرار
قاتل کفار تھوڑے صاحبون نے اعتزال کیا بیعت علیؑ سے بقول ابو الفدا وہ لوگ معتزلی ہوئے پس یہ ابو سعید
خدری معتزلین مین سے تھے اعتزال کے معنے اہل لغت نے بیکسو شدن کے لکھے ہین اور قاموس مین
بھی عزلہ یعزلہ فاعتزلہ وانعزل وتعزل نحاہ جانبا فتنحی پس مطابق معنے لغوی جو لوگ بیعت
علی کو چھوڑ کر ایک جانب ہو گئے اور بیعت علیؑ کو شمار فتنہ قرار دیا اور ناکثین وقاسطین مین جا ملے اور باوجود
اجماع جماعت اُنکے اجماع سے مخالفت کی وہ لوگ معتزلہ ہوے اور راس و رئیس معتزلین ابو موسے
اشعری تھے کہ جنھون نے امام حسنؑ کو یہ حدیث بیان فرمائی کہ پیغمبر خدا نے فرمایا ہی کہ بعد میرے فتنہ برپا ہو گا
اُسمین قاعد بہتر ہو قائم سے اور قائم بہتر ہی ماشی سے اور ماشی بہتر ہی راکب سے اور یہ امر متواترات سے
ہی کہ [illegible] و تابعین علیؑ باوجود ماشی و راکب ہونیکے متصف بجدال وقتال بھی ہوئے پس یہ معنی
[illegible] [illegible] یعنے اصحاب جمل [illegible] جو شریک حضرت علیؑ ہوئے تھے [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] بیعت علیؑ [illegible] [illegible]
[illegible]

اور واصل اُنکے شاگرد سے مشہور ہی کہ حسن بصری نے واصل کو کہا اعتزل عنا واصل فنسمی هو واصحابه معتزلہ یہ اعتزال ثانوی ہی ورنہ فی الحقیقت تارکین بیعت علی معتزلہ اولی ہین اور جسطرح اعتزال ثانوی کی معتزلہ مخالف مذہب حسن بصری قرار پائے اُسیطرح معتزلہ اعتزال اول کے بھی مخالف مذہب علی ہوئے پس تارکین بیعت علی کے روایات جو توہین و تنقیص و تذلیل علی مین ہون کسی طرح قابل قبول نہین ہو سکتین خصوصا جب وہ راوی معتزلین اور مثل ناکثین اور قاسطین اور فرقہ باغیان و طاغیان مین محسوب ہون پس یہ ابو سعید خدری منجملہ اُن اصحاب کے ہین کہ ترک بیعت کرکے شام چلے گئے اور اہل شام کا اعتقاد بہ نسبت علی بن ابی طالب کے مشہور اور کتب سیر و تواریخ و حدیث مین مسطور اور اسی رسالہ مین شمہ اُسکا مذکور ہو چکا ہی جنکے اکراہ امام نسائی تک مقتول ہوگئے پس اگر وہ لوگ باعلان جناب امیر کو اور اہلبیت کو کافر کہین اور فقط جناب ابو طالب کو کافر کہین اور اُن کے کفر کی حدیثین وضع فرمائین تو نہ وہ قابل لوم ہین نہ وہ حدیثین قابل احتجاج اب رہا صحیحین اور مسند مین ہونا وہ بھی ہم بیان کر گئے ہین کہ ایک راوی اس کے دراوردی جو مخاطی و در حدیث اُنکی منکر ہی اور ختم سند ابو سعید خدری پر ہی اور امام بخاری کی عادت ہی کہ وہ ذکر علی کو قطع کر دیتے ہین اور اس سبیل سے برگشتہ ہین پھر اگر اس حدیث کو بھی اپنی صحیح مین داخل فرمایا تو بھی قابل احتجاج نہین ہو سکتی اس مقام پر ہم معتزلین اولین کا ایک اعتقاد اور بھی عرض کر دین علامہ شہرستانی تحریر فرماتے ہین ذا لفریقین من اصحاب الجمل و اصحاب صفین ان احدهما مخطئی لا بعینه وکذلك قوله فی عثمان و قاتلیه و خاذلیه قال احد الفریقین فاسق لا محالة کما احد المتلاعنین فاسق لا بعینه وقد عرفت قوله فی الفاسق واقل درجات الفریقین انه لا یقبل شهادتهما کما لا یقبل شهادة المتلاعنین یعنے اصحاب جمل کے دونو فریقون مین سے اور اصحاب صفین کے دونو فریقون مین سے ایک اُن دونو کا مخطی ہی لا بعینہ یعنے ہم کسیکو معین نہین کر سکتے اسیطرح قول اُسکا ہی بہ نسبت عثمان کے اور قاتلین اور خاذلین عثمان کے کہ ایک اُن دونون کا لا محالہ فاسق ہی جیسا کہ احد المتلاعنین فاسق ہین اور اقل مدارج فریقین یہ ہی کہ اُن کی شہادت مقبول نہو پھر بعد دو تین سطرون کے لکھتے ہین لو شهد رجلان من احد الفریقین مثل علی و رجل من عسکرہ او طلحه و زبیر لم یقبل شهادتهما یعنے دونون فرقون کے دو شخص مثل علی یا کوئی شخص لشکر علی کا یا طلحہ و زبیر کی عم گواہی مقبول نہین اور تارکین بیعت علی کا یہ ہی عقیدہ تھا بہ نسبت علی کے اور یہ ہی سبب ہوا ترک بیعت یا نکث بیعت کا اور وہ لوگ ملحق ہوئے عسکر طلحہ اور زبیر سے یا شام جا کر اصحاب معاویہ ہوئے پس اُن کی شہادت بہ نسبت علی اور اہلبیت کے اور علی کے باپ ابو طالب کے کیونکر مقبول ہو سکتی ہی پس حدیث منقولہ ابو سعید خدری بہ نسبت جناب ابو طالب کے اگرچہ تمام صحاح ستہ مین کیون نہو مقبول نہین ہو سکتی عمدة القاری اور ارشاد الساری اور مواہب سے جو عبارت آپنے

نقل فرمائے کہ وہ آپکے مطلوب کی منافی اور ہماری موید بلکہ مثبت ایمان جناب ابوطالب ہے امام سہلی کا قول
قول الحکمۃ فیہ ان اباطالب کان تابعا لرسول اللہ بجملتہ یعنے ابوطالب بہ تحقیق کہ تھے پیرو رسول اللہ
کے تمامہ پہلے تو آپ بیان کر آئے ہین کہ ابوطالب حامی و ناصر و معین و یاور و کفیل تھے رسول اللہ کے اب امام
سہلی نے اس حدیث کی شرح مین بصاف صاف فرمادیا کہ ابوطالب تابع رسول اللہ تھے بجملتہ اور اصطلاح محدثین
مین تابع اور تابعین مسلم اور مسلمین کو کہتے ہین اور اہل لغت خصوصا قاموس مین لکھی کہ تبع کفرح تبعا
بالتحریک وتباعۃ مشی خلفہ اور تبعہ ای لحقہ اور تابع بمعنی عاشق کے بھی ہین تو امام سہلی
کی عبارت کے معنے یہ ہوئی کہ تھے ابوطالب پیرو تمامہ یعنے بتمامہ قدم بقدم رسول اللہ کے چلتے تھے اور لحق
بہ رسول اللہ تھے اور عاشق رسول اللہ تھے پس جناب ابوطالب کا پیرو ہونا رسول اللہ کا یعنے قدم بقدم
رسول اللہ کے چلنا اور ملحق ہونا آنحضرت سے اور عاشق ہونا انکا اور مسلم ہونا انکا ثابت ہوتا ہے اب رہی حکمت
حکیم مطلق کہ جسکی سبب سے پاؤن پر عذاب مسلط ہوا جسکا سبب امام سہلی نے ہمتہ ثابتۃ القدم علی دین
قومہ فسلط العذاب علی قدمیہ فرمایا اولا تو اس عبارت کا ترجمہ آپنے فرمایا کہ ملت کفر پہ ثابت قدمی
نے پاؤن پر عذاب مسلط کیا دین قوم سے ملت کفر مراد لینا یہ آپ کی کمال عداوت ہے اسواسطے کہ ابتدائے نزول
وحی سے تا بوقت ظہور دعوت عام کہ تین سال ہوگئے تھے اور آنحضرت نے دو مرتبہ طعام قلیل طیار کرایا
اور تمام بنی عبد المطلب کو جمع کیا اور ابلاغ رسالت فرمائی اسوقت جناب ابوطالب نے فرمایا کہ ای محمد مجکو
کوئی امر تیری اعانت سے زیادہ محبوب نہین ہے اگر یہ سب قبول کرین تو مین سب پر سبقت کرتا ہون ورنہ مین
دین عبد المطلب پر ہون اور وہ حدیث جو آپ بحث آیہ انک لا تہتدی اور آیہ ما کان للنبی مین بیان
کر آئے ہین کہ جناب ابوطالب کا اخر ما کلمہم بہ علی ملۃ عبد المطلب تھا اور بعض روایت مین علی
ملۃ الاشیاخ فرمایا اور قسطلانی مین تحت حدیث ہذا امام سہلی سے علی دین قومہ کے مقام پر علی دین
عبد المطلب موجود ہی پس جب تک آپ کفر جناب عبد المطلب و تمام اشیاخ ابوطالب کا کہ وہ سب
اشیاخ رسول اللہ ہین ثابت نفرمائے گا وہانتک علی دین قومہ سے ملۃ کفر مراد لینا آپکا کفر ثابت کریگا
جسکو ہم مکرر بیان کرچکے ہین اگر آپ دین قوم سے مراد گروہ موجودہ لین کہ جو اسوقت موجود تھے تو جواب
اسکا ظاہر ہے کہ کبھی جناب ابوطالب نے نہ اس گروہ سے کہا کہ مین تمھارے دین پر ہون نہ کسی دوسرے سے
اقرار کیا بلکہ جب فرمایا تو یہ ہے کہ مین دین عبد المطلب پر ہون پس یہ استقرار ثابت قدمی کا علی دین قومہ ثابتہ
ہو تو وہ دین عبد المطلب کہ دین ابراہیم تھا قرار پائے گا اور نیز حق تعالے نے
واتبع ملۃ ابراہیم فرمادیا اس بات پر جناب ختمی مآب بھی تھے پس ملت براہیمی کو ملت کفر خطاب کرنا
مخاطب کے کفر کی دلیل واضح ہے ثانیا حدیث چہارم اور پنجم کے ترجمہ مین آپ بیان کر آئے ہین کہ آنحضرت
نے فرمایا کہ مین نے اسے سراپا آگ مین ڈوبا ہوا پایا تو اسے کھینچ کر پاؤن تک کی آگ مین کر دیا اور امام

حجر کے بیان سے آپ ثابت کر چکے کہ یہ شفاعت یعنے پاؤن تک کی آگ مین کر دینا آنحضرت کی خصوصیت سے
ہوا اسی حدیث پنجم مین یہ عبارت بھی موجود ہی لعله تنفعه یوم القیامة فیجعل فی ضحضاح پھر آپنے امام
سہیلی سے نقل فرمایا کہ اللہ عز و جل جزا بشکل عمل دیتا ہی ابوطالب بن قوم پر ثابت قدم رہے اس سبب سے
پاؤن پر عذاب مسلط ہوا دیکھی حدیث صحیحین مین اور حکمت اللہ مین تعارض و تناقض موجود ہی کہ جب حق تعالی
نے ابوطالب کو جزا بشکل عمل دی تو پھر خصوصیتہ آنحضرت کہان رہے اور قول آنحضرت لعله تنفعه
شفاعتی نے کیا نفع بخشا اگر امام سہیلی کا مقولہ من باب النظر فی حکمة اللہ صحیح ہی تو صحیحین کی دونون
حدیثین غیر صحیح اور اگر دونو حدیثین یعنے چہارم اور پنجم صحیح ہین تو قول امام سہیلی کا غیر معتبر ثالثاً استمر ثابت
القدم علی دین قومہ مین ثابت القدم استعارہ ہی اسواسطے کہ کفر و ایمان فعل قلب کا نام ہی جسکو ہم
بحث ایمان و کفر مین ثابت کر آئے ہین پس قلب کو ایک شخص تصور کیا جائے اور اُسکے جوارح فرض کیے
جائین اور کہا جائے استمر ثابت القدم تو عبارت کے معنے درست ہون اور استعارہ حدیث نبوی مین
بھی واقع ہوا ہی کہ آنحضرت نے فرمایا الفتنة نائمة لعن اللہ من ایقظها فتنہ کو ایک شخص تصور
کر کے متصف بہ نوم و تیقظ کیا اب فرمایئے کہ یہ کون سی حکمت ہی کہ فرضی قدمون کے عوض مین حقیقی قدمون پر
عذاب مسلط ہو اور فرضی قدمون کے ثبات پر اصلی قدم جو ابتدا سے انتہا تک حفاظت و حراست مین ثابت
رہے ہون اور ایک دم خدمت آنحضرت سے جدا نہ ہوئے ہون رات کو مثل پروانہ گرد آنحضرت پھرتے ہون
تمام شب قائم رہتے ہون کہ کوئی کافر گزند نہ پہنچانے پائے آنحضرت کو ایک مقام سے دوسرے مقام پر
چھپاتے پھرتے ہون اور تمام کفار عرب کے مقابلہ پر مرتے دم تک قائم رہین اُنپر تو عذاب مسلط ہو اور
فرضی پاؤن چین سے استراحت کرین سبحان اللہ کیا خوب حکیمانہ تحقیق ہی آپکی کیون نہ ہو حکمت حق تعالے
کو بھی آپنے بقواعد حکیمانہ ثابت کر دیا بیشک اس تقریر سے ثابت ہو گیا کہ حق تعالے جزا بشکل عمل دیتا ہی
اسی سبب سے جناب ابوطالب کے قدمون پر عذاب کو مسلط کیا واہ واہ کیا عالمانہ تحقیق ہی مگر اس تقریر سے
آپکی اور امام سہیلی کی عبارت سے صحیحین کی حدیثون کو خلعت فاخرہ موضوعیت بھی مل گئی رابعاً الفرض محال
الا انہ استمر ثابت القدم الخ کو تسلیم بھی کر لین اور یہ بھی قبول کر لین کہ حق تعالے جزا بشکل عمل دیتا ہی
تو پھر جناب ابوطالب تابع تھے رسول اللہ کے بجملتہ اور جزا بسبب ثابت قدمی کے بشکل عمل دی گئی تو یغلی
منہ دماغہ حتی لیسیل علی قدمیہ خلاف حکمت قرار پاتا ہی کہ تابع بجملتہ مین دماغ مستثنے نہین کیا گیا
پھر بیگناہ دماغ کو کہ تابع رسول اللہ تھا ضحضاح نار نے کیون غلیان دیا کہ بیگناہ بہا اور بلکہ قدمونپر گر کر داخل
ضحضاح ہوا سبحان اللہ آپکی نظر حکیمانہ ہی کہ خیال مجنونانہ اور یہ کلام عالمانہ ہی کہ بیان وحشیانہ خامساً امام سہیلی
کے کلام کو آپ سمجھے نہین کہ یہ احادیث جو صحیحین مین ہین امام سہیلی کو ظاہر لبظاہر رد کرنا ان حدیثون کا منظور
ہوا بسبب حفظ مراتب امام بخاری اور امام مسلم کے بایت وجہ امام موصوف نے حکیمانہ طور سے رد بھی فرمائی

اور موضوعیت بھی ثابت کردی بگوش دل و بعقل سلیم سنیئے اور سمجھیے فرماتے ہین کہ ان اباطالب کان تابعًا لرسول اللہ بجملتہ اور یہ نہ کہا کہ ان اباطالب کان ناصرًا وحامیًا لرسول اللہ بجملتہ چونکہ امام سہیلی کو اثبات اسلام و ایمان ابوطالب کرنا منظور تھا ورنہ اس حدیث کی شرح مین تابعًا نفرماتے کہ اصطلاح حدیث مین تابع مسلم اور مسلمین واحد و جمع دونون کے واسطے مصطلح ہی اور اہل لغت نے تابع کے معنے عاشق قدم بقدم چلنے والے اور پیرو کے لکھے ہین الا انہ استمر ثابت القدم علی دین قومہ استثنا کرکے فرمایا کہ وہ ہمیشہ ثابت قدم رہے دین پر اپنی قوم کے سبحان اللہ پہلے تو قدم بقدم رسول اللہ کے چلنے والے کہا اور اب ثابت قدم دین پر اپنی قوم کے فرمایا غرض دین و ایمان فعل قلب کا نام ہی جیسے ہم بحث ایمان و کفر مین ثابت کر آئے ہین پس اب اس قلب کو ابوطالب فرض کیا جائے اور کہا جائے کہ دونون قدم فرضی ابوطالب کے اپنی قوم کے دین پر ثابت رہے تو معنے درست ہون اس مقام پر امام سہیلی نے استمر علی ملۃ الکفر رقم نہ فرمایا کہ استمرار ملت کفر پر ثابت ہو جاتا اور حدیث صحیحین کی صحت کی دلیل ہوتی ور آپنے اپنی عادت جبلی یہان بھی ترک نہین فرمائی قسطلانی شرح صحیح بخاری مین تحت منقولہ امام سہیلی علی دین عبدالمطلب لکھا ہی اور آپ اُس مقام پر علی دین قومہ رقم فرماتے ہین اور معنے اُسکے ملت کفر لیتے ہین اور ان سب تحریفون کے بعد کفر جناب ابوطالب ثابت فرماتے ہین یہ آپ نہین سمجھتے کہ امام سہیلی کی شرح ان صحیحین کی حدیثون کو موضوع بنائے دیتی ہی غرض امام سہیلی بعد اُسکے فرماتے ہین فسلط العذاب علی قدمیہ لتثبیتہ ایاھما علی دین قومہ یعنے دین قوم پر ثابت قدمی کے سبب سے قدمونپر حق تعالے نے عذاب مسلط کیا کہ خدا جزا ہمشکل عمل دیتا ہی مراد امام سہیلی کی یہ ہی کہ ابوطالب کا عمل مومنین مرتکبین کبائر کا سا ہی ورنہ تمام تر عذاب کے مستحق ہوتے کہ کفار کو تو شفاعت شافعین کی نفع نہین دیتی کہ حق تعالے وتنفعھم شفاعۃ الشافعین فرما چکا ہی پس شرح کرنا امام موصوف کا معارض و مضاد ہی حدیث صحیحین کی شرح تو جب ہوتی کہ یہ حکمت بیان فرماتے اور فسلط العذاب علی قدمیہ کے مقام پر فسلط علیہ غمرات النار لکن من برکۃ رسول اللہ وشفاعۃ خرج منہا یعنے ملت کفر پر ہمیشہ رہنے کے سبب سے سراپا آگ مین داخل کیے گئے لیکن برکت رسول اللہ سے اور اُنکی شفاعت سے غمرات نار سے نکال لیے گئے اور ضحضاح مین کردیے گئے پس اگر اسطرح سے رقم فرماتے تو شرح حدیث کی کہلاتی اور صحیحین وغیرہ کی حدیثین صحیح قرار پاتین مگر امام موصوف نے ان حدیثونکی ردکی ہی اور انکی موضوعیت ثابت کی ہی آپ نہ سمجھین تو امام سہیلی کا کیا قصور فتدبروا تفھموا قولہ حدیث مسلم بزار اور ابویعلی و ابن عدی و تمام جابر ابن عبداللہ انصاری سے راوی ہین قیل للنبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ھل نفعت اباطالب قال اخرجتہ من غمرات جہنم الی ضحضاح منہا یعنے حضور اقدس سے عرض کی گئی کہ حضور نے ابوطالب کو کچھ نفع دیا فرمایا مین نے دوزخ کے غرق سے یا ڈوبنے سے آگ مین کھینچ لیا امام عینی عمدۃ مین فرماتے ہین فان قلت اعمال الکفرۃ ھباءً منثورًا لا فائدۃ فیھا فما ھذا النفع

هذا النفع من برکة رسول الله صلی الله تعالی علیه وسلم وخصائصه اسکا بھی وہی مطلب ہی
کہ ابو طالب کو یہ نفع ملنا صرف حضور اقدس کی برکت سے ہوا ورنہ کافرون کے اعمال تو ضایع ہوا کرتے ہیں
ہوئے اقول حدیث ششم اور پنجم اور چہارم مین کوئی فرق زیادہ نہین ہی اور وہ سب بتشریح امام سہیلی بحمد
اللہ تعالے فضل حق تعالے سے ہبا منثورا ہوگئین باوجودیکہ صحیحین اور مسند سے منقول تھین
بلکہ انھین حدیثون سے مسلم و مومن و تابعین سے ہونا جناب ابو طالب کا ثابت ہوچکا اور وہ حدیثین موضوعات
ہوگئین تو اب اس حدیث ششم کی ردکی حاجت نہین رہی کہ خود راویان حدیث ہذا یا مجہول الحالی ہین یا ضعیف
ہین سے ہین کما قال الامام البخاری بن عدی جماعة من الضعفاء مجهولون بالروایات علیه
علی ن فی حدیثه بعض ما فیه اور علامہ ابن حجر نے کہا ابن عدی بن الکندی شیخ لعیسی ابن
یونس لم یسم ولا یعرف حاله اور اسی طرح ابو یعلی بھی صدوق ہین تکلم فیہم اُنکی شان مین ہی علامہ
ابن حجر نے رقم فرمایا ہی اور امام عینی نے عمدہ مین جو فرمایا قلت هذا النفع من برکة رسول الله وخصائصه
اولا تو قول امام سہیلی جو اوپر مذکور ہوا وہ معارض ومضاد کلام امام عینی ہی اور ایک دوسرے کی رد کے لیے
کافی ہی نہ امام سہیلی کا کلام قابل استدلال ہی نہ امام عینی کا بیان منفعت بخشتا ہی ثانیا اسنی المطالب مین جسکا
ترجمہ محبوب الرغائب ہی قول برزنجی اسطرح مذکور ہی فان قلت اثبت العلماء نوعا من الشفاعة للکفار
وجعلوا ذلك خصوصیة لنبینا ومثلوا ذلك بشفاعة لابی طالب وهی التخفیف من عذابه
یعنے اگر تو کہے کہ علما نے ایک قسم کی شفاعت کفار کے واسطے بھی ثابت کی ہی اور اسکو ہمارے نبی کا خاصہ
قرار دیا ہی اور اسکی تمثیل مین شفاعت کرنا آنحضرت کا ابیطالب کے لیے اور تخفیف عذاب ہونا بیان کرتے
ہین اسکا جواب چند سطرون کے بعد یون دیتے ہین کہ فلیس مستثنی من قوله تعالی فما تنفعهم شفاعة
الشافعین ولا مخصصا لعموم الایة فهی باقیة علی عمومها ولیس عندهم مثال آخر یمثلون
به بشفاعة لاحد من الکفار غیر ابیطالب فان کان لهم دلیل آخر فلیبینوا حتی ننظر فیه
یعنے قول خدا مین استثنا نہین ہی اور کوئی تخصیص بھی نہین ہی اور آیہ اپنے عموم پر موجود ہی اور اُن علما کے
پاس کوئی دلیل بھی نہین ہی کہ بہ نسبت کسی کافر کی شفاعت نبی کی مثال دین پس اگر اُنکے پاس کوئی دوسری
مثال یا دلیل ہو تو بیان کرین کہ ہم اُسمین نظر کرین فتدبر بلکہ احادیث متعددہ صحیحین اور دیگر صحاح مین موجود ہین
کہ فرمایا پیغمبر خدا نے شفاعتی لاهل الکبائر لمن لم یشرك بالله شیئا یعنے میری شفاعت اُن اہل کبائر
کے لیے ہی کہ جس نے خدا کے ساتھ کسیکو شریک نہ کیا ہو اور یہ لام لمن کا اختصاص کے واسطے آیا ہی مثل لام
الحمد کے یعنے میری شفاعت مخصوص ہی اہل کبائر کے ساتھ امام احمد وطبرانی وابن ابی شیبہ نے ابی موسی
اشعری سے روایت کی ہی قال قال رسول الله انی اخترت شفاعتی وجعلتها لمن مات من
امتی لا یشرك بالله شیئا یعنے پیغمبر خدا نے فرمایا کہ مین نے اپنی شفاعت اُس شخص کے ساتھ

مخصوص کی ہی کہ جسنے میری اُمت مین سے اللہ کے ساتھ شرک نہ کیا ہو وفی روایۃ لابی یعلی وابی نعیم عن ابی ذر وہی نائلۃ منہم انشاء اللہ تعالیٰ من لم یشرک باللہ شیئاً یعنے میری شفاعت اُنکو پہونچیگی کہ جنھون نے شرک نہ کیا ہو اللہ کے ساتھ روایت کیا اُسکو احمد نے اپنی مسند مین اور ابو داؤد اور نسائی اور ابن حبان نے اور حاکم نے انس ابن مالک سے مستدرک مین اور روایت کیا اسکو طبرانی نے کبیر مین ابن عباس سے اور خطیب نے ابن عمر سے اور کعب بن عجرہ سے اور اوسط مین بسند حسن ابو سعید خذری سے قال قال رسول اللہ انی خبأت شفاعتی لامتی وھی بالغۃ انشاء اللہ تعالیٰ من مات لایشرک باللہ شیئاً یعنے مین نے اپنی شفاعت کو اپنی اُمت کے لیے موخر رکھا ہی کہ وہ انشاء اللہ اُس شخص کو پہونچیگی کہ جو بوقت موت مشرک باللہ نہو مناوی نے تیسیر مین جو شرح ہی جامع صغیر کی فرمایا شفاعتی مین اضافت یعنے الف لام عہد کے ہی شفاعتی وہ شفاعت جسکا حق تعالےٰ نے مجھ سے وعدہ کیا ہی پس ان احادیث سے صاف صاف ثابت ہی کہ شفاعت ہمارے پیغمبرؐ کی مخصوص اہل کبائر سے ہی اور القول برزنجی لمن جو احادیث مین آیا ہی تو اُسکا لام مثل لام الحمد کے ہی اور تفسیر جامع البیان سورہ نسا مین تحت قولہ تعالیٰ ان اللہ لایغفر ان یشرک بہ ویغفر ما دون ذلک لکھتے ہین لا یغفر لعبد لقیہ مشرکا ویغفر مادون الشرک صغیرا وکبیرا لمن یرید تفضلا یعنے نہ بخشیگا اُس بندے کو جو ملاقات کرے اپنے خالق سے درحالیکہ مشرک ہو اور ماسوائے شرک اپنے فضل و کرم سے بخشیگا جسکو چاہیگا خواہ وہ گناہ کبیرہ ہون یا صغیرہ حاصل یہ ہی کہ جب اہل شرک کی مغفرت ہی نہ ہوگی تو پھر وہ تحت شفاعت کیونکر داخل ہو سکتے ہین کہ ہر عذاب مقابل ذنب ہی جب تک اُس ذنب کی مغفرت نہ ہوگی عذاب مرتفع نہ ہوگا اور جب یہ ثابت ہو گیا کہ شرک لائق مغفرت ہی نہین ہی اور بہ نص کلام مجید شفاعت شافعین کچھ نفع نہ دیگی تو اب کہنا کہ یہ شفاعت مخصوص ہی اور خصوصیات سے ہمارے پیغمبرؐ کے ہی دعوائے بے دلیل ہی ثالثاً بالفرض یہ برکت رسول اللہ شفاعت آنحضرتؐ نے اگر نفع دیا اور وہ خصوصیات ور برکت آنحضرتؐ سے قرار پایا تو وہ عذاب جو مقابلہ ذنب تھا مرتفع ہوا پس وہ ذنب اُس مبارک لہ کا ذنب ہی نہ رہا بلکہ قابل مغفرت قرار پایا اور اُسی برکت رسول اللہ نے درک اسفل سے کہ جو مقام کفار و مشرکین کا تھا نکال کر داخل ضحضاح کیا اور ضحضاح گنہگاران اُمت محمدیؐ کا مقام ہی تو ابو طالب شامل اُمت محمدیؐ ہوئے اور روز قیامت آنحضرتؐ بالضرور اپنی اُمت کے گنہگارون کو اُسمین سے نکال کر داخل جنت کرینگے تو ابو طالب کو بدرجۂ اولےٰ داخل جنت کرین گے یہ جواب ہمارا اُسوقت مین ہی کہ ہم امام عینی کے اجتہاد مقابلہ نص کو قبول کرین اور تسلیم کرین ورنہ فی الحقیقت تو قولہ تعالیٰ لا تنفعہم شفاعۃ الشافعین فائدہ عموم کا دے رہا ہی وکذلک لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر ما دون ذلک پھر کس طرح ممکن ہی کہ امام عینی کا قول معتبر سمجھا جائے اور اور نیز سورہ زخرف مین حق تعالےٰ فرماتا ہی ان المجرمین فی نار جہنم خالدون تفسیر جامع البیان مین ہی

کہ مجرمین یعنے کفار کے ہی اور معالم التنزیل مین مجرمین یعنے مشرکین ہی یعنے کفار و مشرکین ہمیشہ جہنم مین رہینگے
لا یفتر عنھم وھم فیہ مبلسون فاتر لغت مین سست و ناتوان کو کہتے ہین مفسرین نے لا یفتر کی تفسیر
لا یخفف و لا ینقص کے ساتھ کی ہی یعنے نہ تخفیف ہوگی اور نہ کم ہوگی عذاب اُنسے اور وہ لوگ اُس مین
خاموش اور مایوس ہونگے نا امید ہو کر وما ظلمناھم ولکن کانوا انفسھم یظلمون حق تعالے فرماتا ہی
کہ اُن لوگون پر ہمنے ظلم نہین کیا لیکن وہ ہی لوگ اپنے نفسون پر ظلم کرنیوالے ہین پھر حق تعالے سورۂ نور مین
فرماتا ہی والذین کفروا اعمالھم کسراب بقیعۃ یحسبہ الظمان ماء حتی اذا جاءہ لم یجدہ
شیئا یعنے جو لوگ کفر کرتے ہین اعمال اُنکے مثل سراب کے ہین صحرا ہموار مین کہ گمان کرتا ہی اُسکو پیاسا کہ وہ پانی
ہی یہانتک کہ جب پہنچتا ہی اُس تک تو نہین پاتا اُسکو کوئی شی اور سورۂ فرقان مین حق تعالے فرماتا ہی وقدمنا
الی ما عملوا من عمل فجعلناہ ھباء منثورا ان سب آیات مین جو حکم محکم حق تعالے نے فرمایا ہی اعم ہی
نہ کہین استثنا کیا ہی نہ کسی جگہ کوئی خصوصیت ہی اور تکرار حکم فائدہ تاکید کا دیتی ہی کہ کفار و مشرکین کے عذاب مین
تخفیف اور کمی نہ ہوگی بلکہ نا اُمید کرتا ہی کفار و مشرکین کو اور سورۂ زمر مین حق سبحانہ تعالے فرماتا ہی ولقد
اوحی الیک والی الذین من قبلک لئن اشرکت لیحبطن عملک ولتکونن من الخاسرین یعنے
پھر البتہ تحقیق کہ وحی کی گئی تیری طرف اور اُن لوگون کی طرف جو تجھسے قبل گذرے ہین یعنے انبیا و رسل
کے اگر تو شرک کریگا یہ خطاب مفرد اس مقام پر باعتبار ہر واحد کے ہی تو البتہ گر جائینگے عمل تمھارے اور ہو جاؤگے
خاسرین سے کیونکہ اس آیت مین تو خاص کر خطاب ہمارے پیغمبر اور پیغمبران سلف سے ہی کہ اے حبیب ہمارے تمکو
بھی وحی کی جاتی ہی اور تمھارے قبل جو انبیا گذرے اُنپر بھی وحی نازل کی کہ اگر شرکت کروگے تو عمل تمھارے
گر جائینگے اور تم خسران آخرت کے مستحق ہو جاؤگے مفسرین نے تفسیر اسکی اسطرح کی ہی کہ خطاب فرمایا حقتعالے
نے انبیا علیہم السلام سے تادیبا یعنے یہ خطاب ادب سکھاتا ہی انبیا کو یا برانگیختہ کرتا ہی اُنکو یا نا اُمید کرتا ہی کافرون کو
یا ہدایت اور ڈراتا ہی اُمت کو یا خطاب ہی انبیا سے اور مراد اُمت اُنکی ہی بہرحال آیات مذکورہ مین کفار و
مشرکین کی عدم نجات اور مخلد ہونا فی النار اور عدم تخفیف عذاب اور عدم مغفرت اور عدم منفعت شفاعت
شافعین کی ہی اور اُن مین نہ کسیکا استثنا ہی نہ کسی کی تخصیص ہی اور اس آیۃ مین خطاب ہی ہمارے پیغمبر سے
اور خبر ہی پیغمبران سلف کی کہ اُنسے بھی یہی خطاب ہوا ہین کیا کوئی مسلم کہسکتا ہی کہ معاذاللہ کسی پیغمبر سے
اگر شرک صادر ہوتا تو حق تعالے اُسے خاسرین مین [illegible] قطعیہ ہین اگرچہ ایسے اُمور بہ نسبت انبیا
علیہم السلام کے [illegible] کے ہین حق سبحانہ تعالے [illegible] انبیا و مرسلین کو برانگیختہ کیا ہی اور سمجھایا ہی
[illegible] ہی کہ اگر تمام عمر ہدایت خلق کرو اور [illegible] نبوت کو بجا لاؤ اور شرک سب اعمال گرا [illegible]
[illegible] شرک کوئی عمل [illegible] آئیگا تاکہ انبیا سب [illegible] اور اہلبیت کی شفاعت [illegible]
[illegible] کہ شرک [illegible] کہ یہ عین صدور شرک انبیا [illegible] ہو جاوے [illegible]

ان نصوص قطعیہ سے مستثنا ہو سکتے ہین اور جو اقوال مخالف ہین ان نصوص کے کیونکر مقبول ہو سکتے ہین اور
یہ کہنا کہ ہذا النفع من برکتہ رسول اللہ وخصائصہ دعوائے بے دلیل در مخالف تنزیل اور
اجتہاد در مقابلہ نصوص اور جلیل ہی رہا یہ جو حدیثین آپ نے صحیحین اور غیر صحیحین سے نقل فرمائین کہ
فرمایا رسول خدا نے وجدتہ فی غمرات من النار فاخرجتہ الی ضحضاح اور فرمایا اخرجتہ من غمرات جہنم الی الضحضاح منہا
فی ضحضاح من نار ولولا انا لکان فی الدرک الاسفل من النار اور فرمایا وجدتہ
ان سب حدیثون مین نہ ذکر شفاعت ہی نہ ذکر قیامت اور بالاتفاق زبان زد خلائق ہی کہ جناب رسالتمآب صلعم
شافع روز جزا ہین اور دار دنیا مین بشیر و نذیر ہین پس اگر ان سب حدیثون کو تسلیم بھی کرلین اور بالفرض
محال صحیح بھی مان لین تو یہ ہمارے واسطے وہ سب دلیلین ہین اور آپ کو کوئی نفع نہین ثابت کر فرمانا
پیغمبر کا انا ہو فی ضحضاح کہ وہ ضحضاح مین ہین اور ضحضاح مقام ہی عصاۃ مومنین کا تو جناب ابو طالب
عصاۃ مومنین مین شامل ہوے لولا انا لکان الخ یعنی اگر مین نہوتا تو درک اسفل نار مین ہوتے جو مقام کفار
و مشرکین کا ہی حاصل معنی یہ ہین کہ ابو طالب مومن ہین اگر مین نہ ہوتا یعنی اگر مین ہدایت نہ کرتا تو کافر و مشرک
ہوتے اور مستحق درک اسفل نار کے ہوتے اور فرمایا وجدتہ فی غمرات من النار فاخرجتہ الی ضحضاح
یعنی پایا تھا مین نے ابو طالب کو مستحق غمرات نار کا بسبب انکے کفر کے پس نکال لیا مین نے انکو طرف ضحضاح
کے یعنی مین نے ہدایت کی ایمان کی اور وہ ایمان لائے اس سبب سے وہ اب عصاۃ مومنین مین شامل
ہین اور حدیث ششم جو آپ نے رقم فرمائی اس مین بھی اخرجتہ من غمرات جہنم الی ضحضاح منہا ہی پس
ہو فی ضحضاح واخرجتہ اور وجدتہ جو ان احادیث مین مذکور ہوے دلالت کرتے ہین معنی خبر
اور خبر یہ ہی انا ہو ماضی پس ہو فی ضحضاح یعنی وہ ضحضاح مین ہین یہ خبر ہی اگر یہ حدیث صحیح سمجھی جاوے
تو خبر مخبر صادق کی کہ محتمل صدق و کذب نہین ہوسکتی حالانکہ دوسری حدیث سے ضحضاح مین ہونا بعنوان شک
وارد ہوا ہی اور وہ بھی زمان آیندہ مین چنانچہ حدیث پنجم مین جو صحیحین اور مسند سے منقول فرمائی ہی جو وارد ہی
کہ فرمایا رسول خدا نے لعلہ تنفعہ شفاعتی یوم القیامۃ فیجعل فی ضحضاح یعنی مین امید کرتا ہون
کہ یوم القیامۃ میری شفاعت انکو نفع دیگی پس وہ ضحضاح مین کردی جائینگی اب فرمایئے کہ احادیث مذکورہ
بالا صحیح ہین یا یہ حدیث صحیحین اگر دونون مضمون ان حدیثون کے صحیح ہین تو وہ کونسا غمرات ہی جہان سے
آنحضرت نے ابو طالب کو نکالا اور وہ کونسا ضحضاح ہی جہان داخل کیا اور اس خروج و دخول کی کیا علت ہی
اور یوم القیامہ بشفاعت نفع رسانی کی جو امید فرمائی ہی کہ وہ ضحضاح مین کردیے جائینگے وہ کونسا ضحضاح ہی
اور اگر وہ ضحضاح مین ہین اور غمرات سے نکل چکے تو امید تحصیل حاصل کی قرار پاتی ہی اور ایسی نسبت دینا
ما ینطق عن الہوی ان ہو الا وحی یوحی کے مصداق کو ناسب کے کفر کی دلیل ہی اور فی الحقیقت حدیث
پنجم ان حدیثون کی مخالف اور منافی ہی کہ حدیث پنجم مین خبر ہی کہ یوم القیامۃ شفاعت ختمی مرتبت صلعم

نفع دیگی اور وہ ضحضاح میں [illegible] جائینگے اور ان حدیثون مین وقوع نسبت [illegible] الواقع
مفہوم ہوتا ہی [illegible] اور دخول فی الضحضاح کے فی الواقع اور [illegible]
ہو حالانکہ نقیض اسکی [illegible] نسبت لا وقوع کا اذعان حاصل [illegible] غمرات سے
نکالے گئے ضحضاح مین داخل [illegible] غمرات مین داخل کیے گئے تھے پس حدیث [illegible]
لفظ لعل کے منجملہ تصورات [illegible] کہ منزلہ اخبار اور انتساب کے [illegible] اور متعلق ہو [illegible] شک
اور آپس مین تضاد رکھتے ہین اس سبب سے درجۂ عمل سے ساقط اور قابل اعتبار نہین [illegible]
سے آپ [illegible] جناب ابو طالب کا اور نکلنا انکا غمرات سے اور ان حدیثون [illegible]
شفاعت [illegible] کا اقرار [illegible] ثابت فرمایا کبھی تو آپ بحدیث صحیحین ثابت فرماتے ہین کہ شفا
آنحضرت صلعم دخول ضحضاح کریگے جائینگے اور کبھی دلیل لاتے ہین دیگر احادیث سے کہ غمرات سے ابو طالب کو
پیغمبر صلعم نے نکال لیا اور ضحضاح مین داخل کر دیا اور وہ ضحضاح مین ہین پس وہ کونسا ضحضاح ہی جس مین
بروز قیامت بشفاعت آنحضرت داخل کیے جاوینگے اور وہ کونسا غمرات ہی جہان سے نکالا اور کونسا ضحضاح
ہی جہان داخل کیا اور کس ضحضاح مین ہین یہ حدیثین خود آپس مین مخالف اور متضاد ہین ایک کا اثبات دوسرے
کی رد کے لیے کافی ہی اور نقیضین کلی صحیح اور صادق اور امام سہیلی کا مقولہ جو من باب التنظر فی حکمۃ اللہ مذکور
ہوا کہ یہہ عذاب بمقابلہ ذنب ہوتا ہی اور ابو طالب بشفاعت و برکت آنحضرت درک اسفل نار سے نکالے گئے
یا نکالے جائینگے تو وہ عذاب جو بمقابلہ ذنب تھا مرتفع ہو گیا یا ہو جائیگا پھر دخول ضحضاح کی کیا علت قرار
پائی کہ ضحضاح تو مقابل ذنب بعض مومنین مرتکبین کبائر کے ہی نہ بمقابلہ ذنوب کفار و مشرکین حاصل یہ ہی کہ جو
مصداق ختم اللہ علی قلوبھم وعلی سمعھم وعلی ابصارھم کے ہون وہ ان احادیث کو کیا سمجھین بفرض
صحت احادیث مذکورہ معنی لطیف اور مفہوم انکا یہہ ہی کہ فرمایا جناب پیغمبر برحق صلعم نے وجدتہ یعنی پایا تھا
مین نے ابو طالب کو مستحق غمرات نار کا فاخرجتہ پس نکال لیا مین نے انکو غمرات سے کہ بسبب اپنی ہدایت کے یعنی
مین نے انکو ہدایت کی اور وہ ایمان لائے اب کوئی حالت منتظرہ ابو طالب کے لیے باقی نہین رہی وہ کفر
سے نکل چکے لولا انا لکان فی الدرک الاسفل من النار یعنی اگر مین نہ ہوتا تو ابو طالب درک اسفل نار مین
ہوتے اور الی ضحضاح جو ان احادیث مین ہی اول تو کوئی علت ضحضاح مین داخل کرنے کی نہین پائی جاتی
اور ضحضاح مقام ہی عصاۃ مومنین اور مرتکبین کبائر کا کہ جو طبقۂ فوقانیہ ہی جہنم کا اور لغت مین ضحضاح اس
زمین نرم کو کہتے ہین کہ جس مین پانی اور مٹی ملا ہو یعنی کیچڑ ہو کہ وہ ٹخنون تک پہونچے پس اس مقام سے
کوئی طبقۂ فوقانیہ مفہوم نہین ہوتا اس لیے کہ بعض روایات مین وارد ہوا ہی البس نعلین من النار
نعلین من نار لا تغطی ظہور رجلیہ اور بعض دیگر مین ہی ما مست الا تحت قدمیہ یعنی دو نعلین آتش
پہنائی گئین کہ پشت پا کھلی رہی اور بعض مین ہی کہ مس کیا آگ نے مگر ابو طالب کے تلوون کو پس

اس طبقے سے بڑھ کر کونسا طبقہ فوقانیہ ہی اور یہی طبقہ تو فاسقین عصاۃ مومنین کا مقام [illegible] اس طبقہ میں
داخل ہونا جناب ابوطالب کا فرض کیا گیا اور عصاۃ مومنین کی شفاعت آنحضرت سے مخصوص ہی کہ وہ ضرور
داخل جنت کیے جاوینگے تو جناب ابوطالب بالضرور داخل جنت [illegible] ہونگے [illegible] الطالب
[illegible] حیدرآباد میں لکھتے ہیں قد صرح ایضا ہذہ الطبقۃ [illegible] عصاۃ ہذہ الامۃ
تنطفی نارھا وتصفق بالریح ابوابھا وینبت فیھا الجرجیر [illegible] تحقیق یہ طبقہ بھی نہایت کمزور ہی کہ
[illegible] عصاۃ امت کے یہ طبقہ بجھ جائیگا اور ہوا اُسکے دروازوں [illegible] رہیگی اور
جرجیر اس میں اگ آئیگی پس جب یہ طبقہ طبقہ ہی نہ رہیگا اور آگ بالکل بجھ جائیگی تو جناب ابوطالب اس میں
[illegible] رہ سکتے ہیں بالضرور جناب ابوطالب داخل جنت ہو جاوینگے چنانچہ حدیث [illegible] ہیں قول آنحضرت
[illegible] ہی اور حق سبحانہ تعالی فرماتا ہی [illegible] پیغمبر خدا تو فرمائیں کہ
[illegible] کہ میری شفاعت [illegible] تو شفاعت شافعین بی
[illegible] پس کسی طرح جناب ابوطالب کفار [illegible] شامل [illegible] جناب [illegible]
[illegible] المصول ہی اور جناب ابوطالب مستحق شفاعت آنحضرت ہیں اور شفاعت آنحضرت مخصوص ہی عصاۃ
مومنین سے پس جناب ابوطالب شامل ہیں عصاۃ مومنین میں اور اسی حدیث [illegible] میں ہی فیجعل فی ضحضاح
یہ قول آنحضرت بھی دلالت کرتا ہی کہ ابوطالب [illegible] ہونے کے پیغمبر خدا نے فیجعلہ فی ضحضاح نہیں
فرمایا جس سے خلود فی الضحضاح لازم آئے پس بالیقین جناب ابوطالب بشفاعت آنحضرت داخل جنت
ہونگے **قولہ** حدیث ہفتم طبرانی حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالی سے راوی ہیں ان الحارث ابن ہشام
اتی النبی یوم حجۃ الوداع فقال یا رسول اللہ انک تحث علی صلۃ الرحم والاحسان الی الجار
وایواء الیتیم واطعام الضیف واطعام المساکین وکل ذلک کان یفعلہ ہشام بن المغیرۃ
فما ظنک بہ یا رسول اللہ فقال رسول اللہ کل قبر لا یشہد صاحبہ ان لا الہ الا اللہ فہو
جذوۃ من النار وقد وجدت عمی ابا طالب فی طمطام من النار فاخرجہ اللہ لمکانہ منی و
احسانہ الی فجعلہ فی ضحضاح من النار یعنی حارث ابن ہشام نے روز حجۃ الوداع حضور اقدس
سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ حضور ان باتوں کی ترغیب فرماتے ہیں رشتہ داروں سے نیک سلوک
ہمسایہ سے اچھا برتاؤ یتیم کو جگہ دینا مہمان کو مہمانی دینا محتاجوں کو کھانا کھلانا اور میرا باپ ہشام سب
کام کرتا تھا تو حضور کا اسکی نسبت کیا گمان ہی فرمایا ہر قبر جسکا مردہ لا الہ الا اللہ [illegible] ہو وہ دوزخ کا
انگارہ ہی اور تحقیق کہ پایا میں نے اپنے چچا ابوطالب کو سر سے [illegible] میری قرابت اور خدمت
کے باعث سے اللہ تعالی نے انھیں وہاں سے نکال کر پاؤں تک کی آگ میں کر دیا **اقول** اولاً یہ
حدیث حارث ابن ہشام ابن مغیرہ ابن عبد اللہ ابن عمر بن مخزوم ابو عبد الرحمن المکی سے ہی آپ نے

بعد اوت جناب ابوطالبؑ طبرانی اور ام سلمہؓ پر اختتام و اقتصار فرمایا مگر حدیث نے خود گواہی دی کہ
ناقل خائن ہی ختم اسناد حارث ابن ہشام ابن مغیرہ پر ہی اور یہی حدیث خود پکار پکار کر تصدیق کر رہی
ہی کہ حارث وہ ردی اللہ ہین جنھون نے اپنے باپ مشرک کی مدح کی اور پیغمبر خدا سے فما ظنک سے
خطاب کیا اُسکا جواب رحمۃ للعالمین نے ایسا نہین دیا کہ تیرا باپ فی النار و السقر ہو ابلکہ عام لفظون سے
کام لیا جس صاحب قبر نے شہادت لاالٰہ الا اللہ نہ دی ہو وہ دوزخ کا انگارہ ہی کہ یہ حارث کہین مرتد
نہ ہو جائے اور کوئی فتنہ برپا نہ کرے اور یہ فرمانا جناب ختمی مآب کا وقت وجدانت غصے پر بدا سب سے
سوال حارث کا کہ حارث نے جب دیکھا کہ پیغمبر نے تو میرے باپ کو جہنم کا انگارہ بنادیا ہین بھی انکے باپ کو
زبان سے دوزخ کا انگارہ بنوادون یہ سوچکر دوبارہ سوال کیا ابن ابوطالب یہ مقام بھی لائق انصاف ہی کہ رحمۃ
للعالمین نے تو حارث کا یہ حفظ مراتب کیا کہ اُسکے باپ کو باوجود کافر ہونے کے فی النار و السقر کہنے سے
اجتناب کیا اور عام لفظون سے اُسکے استحقاق کو ظاہر فرمایا اور کل کفار کی نسبت حکم عام دیا کہ کل کافر آگ کا
انگارہ ہین اگر حارث واقف تھے کہ جناب ابوطالب بھی کافر تھے تو اس سوال کی کیا حاجت تھی علی ہذا
القیاس جناب رسالتمآب کو بعد ایک کلیہ بیان فرمانے کے ایک فرد کلی کا ذکر کرنا خلاف قیاس ہی رحمۃ
للعالمین حارث کا تو یہ خیال کرین کہ اُسکے باپ کو مخصوص آگ کا انگارہ نہ کہین اور بشمول کل کفار کے اُسکے
استحقاق کو ظاہر فرمائین اور اپنے محسن اور مربی اور حامی اور ناصر اور چچا کو بغیر اُنکے ذکر کے ایسی کریہ لفظون
سے ذکر فرمائین محال اور غیر ممکن ہی بالضرور حارث رضی اللہ نے اپنے دل کی آگ کو مشتعل کیا اور زبان
کو ترجمان دل ہی جو اُنکے دل مین متمکن تھا اُسکا سوال بے ادبانہ فرمایا کہ این ابوک اسپر بھی رحمۃ للعالمین
نے کس حلم سے جواب دیا کہ میرے عم بھی مستحق طمطام نار تھے مگر حق سبحانہ تعالیٰ نے میری قرابت اور
احسان ابوطالب کی وجہ سے انکو ہدایت فرمائی اور طمطام کفار سے نکال لیا اور ہدایت خدا ایصال
الی المطلوب ہی اور دخول ضحضاح کی علت مفقود ہی اور آپ کے خیالات مخبوط ہین حاصل یہ ہی کہ ختم
اسناد حارث ابن ہشام یہ ہی جو ایسے غلیظ القلب بے ادب زبان دراز تھے کہ ایک مسئلہ کلیہ آنحضرت
نے بیان فرمایا کہ کل کافر آگ کا انگارہ ہین اُسپر بھی این ابوک کہدیا یہانتک کہ پیغمبر خدا کو اُنکے مرتد
ہونیکا خوف ہوا اور تصریح اُسکی آگے آتی ہی پھر اس حدیث سے دلیل لانا جہالت ہی اور اگر اس حدیث کو
اصح صحاح مین سے تصور کرین اور بفرض محال صحیح ترین احادیث بھی تسلیم کرین تو بھی ہر ہر لفظ اس حدیث کا
دلیل ایمان ابوطالبؑ ہی کہ اول تو اُس مین خدا کا تخفیف عذاب کرنا اور نکالنا طمطام سے مذکور ہی اور دوسرے
مثاب ہونا اپنے اعمال حسنہ سے اور تیسرے ضحضاح مین داخل ہوتا ہی اور تینون امر کفار کے لیے ممنوع ہین
کہ تخفیف عذاب اور اخراج طمطام سے محال ہی کہ وہ جزائے کفر ہی کہ جسکی نسبت انبیا تک خسران آخرت
سے ڈرائے گئے ہین پھر غیر انبیا کا کیا ذکر ہی اور اعمال حسنہ سے مثاب ہوتا مخصوص ہی مومنین سے کہ کفار سے

اعمال حسنہ مثل سراب کے ہین اور ہبا منثورا ہین جیساکہ اوپر مذکور ہوا اور نیز حق تعالی سورۂ فاطر
کے تمامی کے قریب فرماتا ہی والذین کفروا لہم نار جہنم لا یقضی علیہم فیموتوا ولا یخفف عنہم
من عذابہا کذلک نجزی کل کفور یعنی جن لوگون نے کہ کفر کیا ہی اُنکے لیے نار جہنم ہی نہ حکم کیا جایگا
اُنپر مرنے کا کہ وہ مرکر عذاب سے رہائی پائین یعنی ہمیشہ جہنم مین رہین گے اور نہ ہلکا کیا جایگا اُنکو کوئی عذاب
جہنم کا اسی طرح جزا دیتے ہین ہم ہر بڑے کافر کو پس تخفیف عذاب اور اخراج طمطام سے اور داخل ہونا
ضحضاح مین اور نفع پانا اعمال حسنہ سے یہ سب امور بفرض صحت حدیث دلائل ایمان ابو طالب ہین اور
کافر کہنے والا ابو طالب کا مبغض ابو طالب موذی نبی و آل نبی ہی و فی شرح الشہاب لابن وھنی قال
ابو طاہر من یبغض ابا طالب فہو کافر باللہ عز وجل و رسید خدری سے دیلمی نے نقل کیا ہی کہ فرمایا
پیغمبر برحق نے کہ اشتد غضب اللہ علی من اذانی فی قرابتی یعنی غضب خدا سخت تر ہوگا اُس شخص پر
کہ جو میرے قرابت دار کو اذیت دیکر رنجیدہ کرے ابن عساکر نے حضرت علی سے روایت کی ہی کہ فرمایا
رسول خدا نے من اذی شعرۃ منی فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی اللہ تعالی یعنی جس نے میرے
ایک بال کو ایذا دی اُسنے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی پس بہ تحقیق اُسنے اللہ کو ایذا دی اور
موذی خدا و رسول بلاشک کافر ہی ثانیاً سوال حارث سے صاف ظاہر ہی کہ وہ درپے وہ مسترض ہی
جو جو صفتین جناب ابو طالب کی مشہور تھین وہ سب صفتین اُسنے اپنے باپ کی قرار دین اور پیغمبر خدا
اُسکے فقرے کو سمجھ گئے کہ تیور اسکے بدل گئے ہین آپ نے اُسکے باپ کا نام تو نہ لیا اور ایک حکم کلیہ
بیان فرمایا کل کفار کی نسبت اُسپر بھی حارث کو چین نہ آیا اور ابن ابو لہب زبان پر لایا اُسکا جواب بھی
حلم سے آنحضرت نے دیا کہ وہ بھی مستحق طمطام تھے مگر میری قرابت اور اُنکے احسانات کے سبب سے خدا
اُس مقام سے نکال لیا اور وہ مومن ہین چنانچہ اسنی المطالب اور محبوب الرغائب مین لکھتے ہین و بعبارتہم
ھذا ما اورد فی الدر المنثور من طریق ابن جریر عن قتادہ یعنی درمنثور مین بطریق ابن جریر قتادہ
سے منقول ہی ان رجلا من اصحاب رسول اللہ سالوہ عن الاستغفار لاباءھم یعنی چند شخصون
نے اپنے آبائے مشرکین کے لیے استغفار کرنے کا سوال کیا رسول خدا سے فقال واللہ انی لا ستغفر
لابی کما استغفر ابراھیم لابیہ فانزل اللہ تعالی ما کان للنبی الخ فقال النبی انی اوحی الی کلمات
قد دخلن فی اذنی ووقرن فی قلبی امرت ان لا استغفر لمن مات مشرکا الخ پس جواب پیغمبر خدا
نے کہ قسم ہی خدا کی کہ مین اپنے باپ کے لیے استغفار کیے جاؤنگا جس طرح ابراہیم نے اپنے باپ کے لیے
استغفار کیا پس آیہ ما کان للنبی نازل ہوئی اسوقت حضرت نے فرمایا میری طرف چند کلمات وحی کیے
گئے ہین کہ میرے کانون مین بھر گئے ہین اور میرے دل مین متمکن ہو گئے ہین مجھکو حکم ہوا ہی کہ جو کوئی شخص
مشرک مرا ہو اُسکے لیے استغفار نہ کرون پس پیغمبر خدا کا قسم کھانا کہ مین اپنے باپ کے لیے استغفار کیے جاؤنگا

اور یہ فرمانا کہ مجھکو حکم ہوا ہی کہ جو مشرک مرے اُسکے لیے مین استغفار نہ کرون اور یہ [illegible] کہ مجھکو حکم
ہوا ہی کہ مین اپنے باپ کے لیے استغفار نہ کرون اس بیان سے آنحضرت کے [illegible] جواب بھی
اُن سائلین کے جو اپنے آبا ے مشرکین کے لیے استغفار کرنے کی اجازت چاہتے تھے [illegible] استغفار [illegible]
اس مین یہ ہی کہ میرے باپ مشرک نہ تھے اور مراد باپ سے چچا ہی اور ایسے اشارات [illegible] روشن
کہ جس مین کوئی لفظ کلام آنحضرت مین خلاف واقع نہ ہوتی تھی کہ آپ معصوم تھے [illegible] سے جیسا [illegible]
ایسی عام لفظ فرمائی کہ جس سے سائلین اصحاب کا جواب بھی ہو گیا اور باشارہ خفی [illegible] کافر ہونا
بھی ثابت ہو گیا او مثل حدیث منقول زمان عث یہ حدیث بھی اسنی المطالب مین ہی جیسا ذکر کیا ہی [illegible]
سے عن ابن عمر قال جاء اعرابی الی النبی فقال ان ابی کان یصل الرحم وکان وکان فاین ھو
قال فی النار یعنی ابن عمر سے روایت کی ہی کہ ایک اعرابی نبی کے پاس آیا اور کہا کہ میرا باپ صلہ رحم
کرتا تھا اور وہ ایسا اور ایسا تھا یعنی بہت سی صفتین اُسکی بیان کین اور پوچھا کہ وہ کہان ہی جواب دیا
کہ فی النار اُسوقت وہ رنجیدہ ہوا فقال الرجل این ابوک اُس اعرابی نے کہا کہ آپ کے باپ کہان
ہین اُسکا جواب دیا فقال حیثما مررت بقبر کافر فبشرہ بالنار فاسلم الاعرابی پس جواب سنیے
کہ فرمایا آنحضرت نے کہ تو جب کسی کافر کی قبر پر گذرے تو اُسکو بشارت دے دوزخ کی پس یہ کیسا جواب
صادق اور مجمل اور جامع ہی کہ وہ اعرابی بھی خوش ہوا اور یہی عادت تھی آنحضرت صلعم کی کہ جسوقت
کوئی اعرابی اس قسم کا سوال کرتا تھا کہ جس مین خوف فتنہ و فساد و اضطراب پایا جاتا تھا تو آپ ایسا جواب
دیتے تھے کہ جس مین حفاظت صدق کے ساتھ توریہ اور ابہام ہوتا تھا یہان بھی رحمۃ للعالمین نے
اپنے باپ اور چچا کا حکم کہ مخالف اُسکے باپ کے حکم کے تھا بسبب خوف ارتداد اُس اعرابی کے ظاہر نہ فرمایا
کہ نفوس غیر کی فضیلت کو کہ جو اپنے نفس پر پائی جاتی ہی مگر وہ سمجھتے ہین اور عرب کے تو خمیر میں [illegible] تنگدلی
تھی اس سبب سے حضرت نے اُسکے خوش کرنے کو اور بخوف ارتداد کے مبہم جواب دیا اور یہی روایت
بقول بیہقی اور زینی بمقابلہ دوسری روایتون کے کہ جنکو راویون نے متغیر کر ڈالا ہی معتبر ہی مثل روایت
مسلم کے کہ مضمون نے اسطرح روایت کیا ہی ان رجلا قال یا رسول اللہ این ابی قال فی النار فلما ولی
دعاہ فقال ان ابی واباک فی النار یعنی ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ میرا باپ کہان ہی آپنے جواب
دیا جہنم مین پس وہ منھ پھیر کر چلا آپ نے اُسکو بلایا اور فرمایا کہ میرا باپ اور تیرا باپ دونون جہنم مین ہین
پھر اُسی اسنی المطالب اور محبوب الرغائب مین لکھتے ہین فھذہ الروایۃ منکرۃ وللعلماء فیھا کلام کثیر
لخصہ الزرقانی فی شرح المواھب قال واحسن ما یقال فیھا ان الروایۃ تصرفوا فیھا واختلف
روایاتھم وان الصواب ھو الروایۃ الاولی و ھو حیث ما مررت بقبر کافر فھی فی غایۃ
الاتقان یتبین بھا ان اللفظ عام و ھو حیثما مررت بقبر کافر فبشرہ بالنار یعنی یہ روایت منکر ہی

اور علما نے اس مین بہت کلام کیا ہی جسکا خلاصہ زرقانی نے شرح مواہب مین کہا ہی کہ اس روایت
کے متعلق جسن مین جو کہا گیا ہی کہ راویون نے اس روایت مین تصرف کیا ہی اور انکی روایتین مختلف
ہوگئی ہین اور صحیح وہی پہلی روایت ہی کہ نہایت اتقان پر ہی کہ فرمایا پیغمبر نے کہ جسوقت تو کسی کافر کی قبر پر
سے گذرے اُسکو دوزخ کی بشارت دے وھو الصادر منہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فکان لبعض الرواۃ
توہمات فی قولہ حیث ما مررت بقبر کافر شامل لابی النبی وانہ کافر فغیرہ بالمعنی علی حسب فہمہ
وقال ان ابی وابالک فی النار یعنی وہی روایت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمائی بعض راویون
نے سمجھا کہ آپ کا قول حیث مررت آپ کے والد پر شامل ہی اور وہ کافر ہین پس اُس عبارت کو متغیر کر ڈالا
اور اپنی سمجھ کے موافق اُس معنی مین یہ الفاظ رکھ دیے اور کہدیا ان ابی وابالک حالانکہ یہ تصرف راویون کے
ہین پھر اس روایت پر اور جو مثل ان روایات کے ہین اُن پر کیونکر اعتماد ہو سکتا ہی یہ حارث بھی انھین مین سے
ہین کہ جنھون نے اپنے آبائے مشرکین کی نسبت فی النار جو سنا تو پیغمبر خدا کے آبائے مومنین کو شامل کفار کردیا
کہ کوئی مجھکو کافر بچہ نہ کہے اور اگر کسی نے طعن کیا کہ یہ کافر بچہ ہی اور باپ اسکا بسبب کفر کے فی النار ہوا تو مین
جواب دونگا کہ خود پیغمبر نے اپنے باپ و چچا کو کافر اور فی النار فرمایا ہی یہ امر باعث ذلت نہین ہی حاصل یہ ہی
کہ یہ حارث اس فکر کے تھے کہ حدیث پیغمبر کو الٹ پلٹ کر متغیر کر ڈالا اور اپنے مطلوب کے موافق بنا لیا پھر
ایسے احادیث متغیرہ اور موضوعہ سے دلیل لانا جہالت ہی **قولہ** مجمع البحار مین علامہ [illegible] کرمانی شارح
بخاری سے منقول ہی نفع ابا طالب اعمالہ ببرکتہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم وان کان اعمال الکفرۃ
ہباء منثورا یعنی نبی کی برکت سے ابوطالب کے اعمال نفع دے گئے ورنہ کافرون کے اعمال تو برے
برباد ہوتے ہین **اقول** جس طرح سے کہ حق سبحانہ تعالی نے اپنے فضل وکرم سے رسالت انبیا کو ختم کردیا
جناب ختمی مآب صلعم پر اسی طرح سے اختتام برکت نبوی جناب ابوطالب پر ہو گئی پس وہ جناب صلعم خاتم
الرسالت من عند اللہ ہین اور جناب ابوطالب خاتم البرکۃ من عند الرسول ہین اگر کسی مجادل و معاند کے
پاس کوئی دوسری مثال ہو تو پیش کرے کہ کون سے مشرکین و کفار ببرکت رسول مختار باوجود [illegible]
شرک بہرور و مبارک فیہ ہوے اور ہونگے اور اعمال کفار تو ہباء منثورا ہی ہین کہ اُنکو [illegible]
نفع نہ دیگی اور حق تعالی وعید مشرکین و کفار کے واسطے فرما چکا ہی کہ وہ کبھی بخشے نہ جاوینگے اور اُن پر تخفیف
عذاب نہ ہوگی اور نیز جناب رسالت مآب اپنی شفاعت کو مومنین کے واسطے مخصوص فرما چکے ہین اور مشرکین
فرقان کو اپنی شفاعت سے محروم اور مایوس کرچکے ہین بمقابلہ کلام خدا اور حدیث محمد مصطفی صلعم ببرکتہ
اور وان کان الخ کہنا خود ہباء منثورا ہی جیسا کہ بالتصریح مذکور ہو چکا ہی **قولہ** حدیث ہشتم امام احمد اور
بخاری اور مسلم اپنے صحاح مین حضرت عبد اللہ ابن عباس سے راوی رسول اللہ صلعم فرماتے ہین اھون اہل
النار عذابا ابو طالب وھو منتعل بنعلین من نار یغلی منہما دماغہ بیشک دوزخ مین سب سے کم عذاب

ابوطالبؓ پر ہی وہ آگ کے دو جوتے پہنے ہوئے ہی جس سے اسکا دماغ کھولتا ہی **اقول** اولاً صحیح مسلم مین یہ حدیث ابو سعید خدری سے اور نیز ابن عباسؓ سے منقول ہی بتفاوت بعض الفاظ ابو سعید کی روایت مین ابو طالب کا نام نہین ہی یہ عبارت ہو عن ابی سعید الخدری ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال ان ادنی اہل النار عذابا ینتعل بنعلین من نار یغلی دماغہ من حرارۃ نعلیہ اور ابن عباسؓ سے وہی روایت ہی جو آپ نے رقم فرمائی یہ دونون حدیثین قابل احتجاج اور استدلال نہین ہین کہ ابو سعید خدری کا احوال تحریر ہو چکا ہی کہ وہ معتزلین بیعت مرتضوی سے ہین باوجود اجماع اہل حل و عقد کے منحرف تھے بیعت حق کی اسی سے انکا انحراف و اعتزال ظاہر ہی پھر انکی روایت بہ نسبت تذلیل جناب ابو طالب اور تحقیر حضرت علیؑ مین کس طرح قابل قبول نہین ہی اب رہی روایت عبد اللہ ابن عباسؓ تو انکا احوال ملا علی قاری شرح مشکوۃ مین لکھتے ہین کہ عبد اللہ ابن زبیر نے ایام خلافت مین اپنی چشمک کی ابن عباسؓ پر اور کہا ان اناسا اعمی اللہ قلوبہم کما اعمی ابصارہم یفتون بالمتعۃ بعضے آدمی ہین کہ اندھا کر دیا ہے اللہ نے انکے قلبون کو جیسا کہ انکی آنکھین اندھی ہین کہ وہ فتوی دیتے ہین متعہ کرنے کا فقال انک لجلف جاف فلعمری لقد کانت المتعۃ تفعل فی عہد امام المتقین پس جواب دیا انھون نے کہ تو جلف جافی ہی قسم ہی اپنی عمر کی کہ متعہ جاری تھا اور کیا جاتا تھا رسول خداؐ کے وقت مین ابن زبیر نے جواب دیا فجربت بنفسک واللہ لئن فعلتہا لارجمنک کہ تو نے فجور کیا اپنے نفس کے ساتھ واللہ اگر تو نے اب کیا تو ہم تجھ کو سنگسار کرینگے امام نسائی نے بھی اسی کا ذکر کیا ہی اور لکھا ہی کہ کوئی شک نہین کہ یہ چشمک ابن زبیر کی ابن عباس پر تھی اور وہ جواز متعہ پر مستمر القول تھے پس بقول ابن زبیر فاجر قرار پائے اور شفاے قاضی عیاض مین ہی فی تفسیر النقاش عن احمد ابن حنبل انا اقول بحدیث ابن عباس بعینہ راہ حتی انقطع نفسہ احمد ابن حنبل سے ہی کہ کہتا ہون مین بحدیث ابن عباسؓ کہ پیغمبر خدا نے اپنی آنکھون سے دیکھا اپنے رب کو یہان تک کہ سانس انکی منقطع ہو گئی تھی ترمذی نے اپنی صحیح مین روایت کی ہے جسکا خلاصہ یہ ہی کہ ابن عباس نے ملاقات کی کعب سے مقام عرفہ مین کعب نے کہا کہ خدا نے اپنے دیدار اور کلام کو درمیان حضرت محمدؐ اور موسیٰؑ کے تقسیم کیا دو مرتبہ موسیٰؑ سے کلام کیا اور دو مرتبہ رسول خداؐ نے خدا کو دیکھا مسروق کہتے ہین کہ مین خدمت میں ام المومنین عائشہ کی گیا اور پوچھا کہ کیا رسول خداؐ نے اپنے خدا کو دیکھا تھا جسکا جواب صدیقہ نے دیا کہ تیرا کہان خیال ہی تو نے وہ بات پوچھی جس سے میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے مسروق نے اس آیت کی تلاوت کی لقد رای من ایات ربہ الکبری ام المومنین نے کہا کہ وہ تو جبرئیل تھے جنکو رسول خداؐ نے دیکھا تھا اور جسنے تجھے یہ خبر دی تھی اسنے افترائے عظیم کیا ہی رسول خدا پر صحیح بخاری صحیح مسلم مین بھی اس مضمون کی روایتین موجود ہین شفاے عیاض مین بھی کچھ تفاوت اور تغیر سے یہ روایت موجود ہی پس بتصریح حضرت عائشہ ابن عباسؓ اور کعب مرتکب افترائے عظیم ہوئے رسول خدا پر

شفائے قاضی عیاض مطبوعہ [illegible] صفحہ ۱۱۱

تاریخ خمیس اور مواہب ابن حجر عسقلانی مین بھی یہ ہی روایت روبت پروردگار کی انہین ابن عباس سے منقول ہی پھر اور روایات انکے مطابق قاعدہ مقررہ اہل سنت کے کیونکر معتمد ہوسکتے ہین کہ علامہ سیوطی تدریب مین لکھتے ہین کہ جو جھوٹ کہے ایک حدیث مین اُسکے پہلے کی حدیثین رد کی جائینگے ایسا ہی بغوی نے تقریب مین لکھا ہی قال السمعانی من کذب فی خبر واحد وجب اسقاط ما تقدم من حدیثہ یعنی جو ایک حدیث جھوٹی بیان کرے واجب ہی ساقط کرنا اُسکی تمام پہلی حدیثون کا پس جب ابن عباس فاجر کاذب مفتری ٹھرے تو ان کی بیان کی ہوئی حدیث ساقط الاعتبار رہی اور بخاری کا برگشتہ ہونا علیؑ ابن ابی طالب سے ثابت ہو چکا ہی پھر کیونکر انکی روایتین معتبر اور معتمد ہوسکتے ہین پس یہ روایت بنسبت جناب ابوطالبؑ کی صحاح ستہ مین کیون نہ ہو لیکن کسیطرح مقبول نہین ہوسکتی ثانیاً اس حدیث سے اہون اور ادنے اہل نار ہونا جناب ابوطالبؑ کا ثابت ہی اور اہل نار کا لفظ اعم ہی مشرکین وکفار اور مومنین عصاۃ کو پس جناب ابوطالب کا اہون اہل نار ہونا بہ نسبت مشرکین وکفار اور مومنین عصاۃ اہل نار کے صادق آتا ہی اور جب عذاب جناب ابوطالب کا جمیع مومنین عصاۃ سے بھی اہون ہوا تو جناب ابوطالبؑ کل مومنین عصاۃ سے افضل اور اشرف ہوئے اور بالضرور اور بالاتفاق ثابت ہی کہ مومنین عصاۃ بشفاعت شافع روز جزا داخل جنت ہونگے پس جناب ابوطالبؑ بدرجۂ اولے بشرافت و فضلیت واہونیت مستحق شفاعت رسول کبریا اور رحمت وغفران حق تعالے داخل جنت ہونگے اور بجہت حامی اور ناصر و محب وعاشق وچچا اور باپ ہونے کے رحمۃ للعالمین کے مستحق ہین اُن مدارج عالیہ کے کہ جسکا فوق بجز درجہ رسالت کے محال ہی پس ضرور ہی کہ حضرت رسالت مآب اپنے درجہ مین جگہ دینا اسواسطے کہ جزا وسزا حق تعالے بمشکل عمل دیتا ہی جناب رسالت مآب بھی احسانات جناب ابوطالبؑ کا معاوضہ بمشکل انہین احسانات کے فرماوینگے بقول تعالے ہل جزاء الاحسان الا الاحسان قولہ صحیحین مین نعمان ابن بشیر کی روایت سے ہی رسول اللہ نے فرمایا ان اہون اہل النار عذابا من لہ نعلین وشراکان من نار یغلی منہما دماغہ کما یغلی المرجل ما یری ان احدا اشد منہ عذابا وانہ لاہونہم عذابا دوزخ مین سب سے ہلکے عذاب الا وہ ہی جسے آگ کے دو جوتے اور دو تسمی پہنائے جائینگے جسے اُسکا دماغ دیگ کی طرح جوش مارےگا وہ سمجھیگا کہ سب سے زیادہ سخت عذاب اسی پر ہی حالانکہ اُسپر سب سے عذاب ہلکا ہوگا اسی حدیث مین امام احمد کی روایت مین ہی یوضع فی اخمص قدمیہ جمرتان یغلی منہما دماغہ تلوون مین دو آگ کے انگارے رکھے جائینگے جس سے بھیجا اُبلیگا اقول یہ جو آپنے رقم فرمایا کہ صحیحین مین نعمان ابن بشیر کی روایت سے ہی یہ کہنا ہی صحیح نہین ہی صحیح مسلم مین البتہ یہ روایت موجود ہی لیکن صحیح بخاری و نیز اُسکی شرح قسطلانی مین بلفظہ اس حدیث کا نشان تک نہین ہی اور صحیح مسلم باب شفاعت مین یہ حدیث ہی بلکہ جس حدیث کو آپ امام احمد کیطرف منسوب کرتے ہین یہ حدیث

بھی بعینہٖ صحیح مسلم میں بایں عبارت موجود ہے ان النعمان ابن بشیر کان یخطب و یقول سمعت رسول اللہ یقول ان اھون اھل النار عذابا یوم القیامۃ لرجل یوضع فی خمص قدمیہ جمرتان یغلی منھما دماغہ اور صحیح بخاری اور اسکی شرح قسطلانی میں بہ تغیر بعض الفاظ یہ حدیث جو آپنے امام احمد کی طرف منسوب کی ہے بایں اسناد موجود ہے حدثنا محمد ابن بشار قال حدثنا غندر حدثنا شعبہ قال سمعت ابا اسحق قال سمعت النعمان قال سمعت النبی یقول ان اھون اھل النار عذابا یوم القیامۃ لرجل یوضع فی خمص قدمیہ جمرۃ یغلی منہا دماغہ اور دوسری حدیث بھی اسی مضمون کی بایں اسناد ہے حدثنا عبداللہ ابن رجاء قال حدثنا اسرائیل عن ابی اسحق عن النعمان ابن بشیر قال سمعت النبی یقول ان اھون اھل النار عذابا یوم القیامۃ رجل علی خمص قدمیہ جمرتان یغلی منھما دماغہ ثما یغلی المرجل بالقمقم پس آپنے جو اس حدیث کو امام احمد کی طرف منسوب کیا اور نعمان ابن بشیر کا نام ساقط کیا آپ بھی یہ سمجھتے ہیں کہ نعمان دشمن علی تھے کہ ایک حدیث کو تو نعمان ابن بشیر کی سند سے ظاہر فرمایا اور دوسری حدیث سے انکے نام کو ساقط فرما کر امام احمد کی طرف منسوب کیا کہ مضمون حدیث کی تقویت ہو جائے اور جہلاء وام مکر میں آپ کے پھنس جائیں ایسی تحریفیں آپ کی شان سے بعید ہیں یہ دونوں حدیثیں بہ تفاوت بعض الفاظ نعمان ابن بشیر سے مروی ہیں اور تقریب تہذیب علامہ ابن حجر عسقلانی میں ہے نعمان ابن بشیر ابن سعد بن ثعلبہ الانصاری الخزرجی لہ ولابیہ صحبۃ ثم سکن بالشام ثم ولی امرۃ الکوفۃ ثم قتل بحمص سنۃ خمس و ستین ولہ اربع وستون سنۃ یعنے نعمان ابن بشیر یہ دونوں رضی اللہ اصحاب رسالت مآب صلعم سے ہیں انصاری خزرجی شام میں جا کر رہے متولی امر کوفہ ہوئے حمص میں قتل کیے گئے ۶۵ھ تھی اور چونسٹھ برس کا سن تھا استیعاب میں ہے کان النعمان امیرا علی الکوفہ لمعویہ تسعۃ اشھر ثم کان امیرا علی حمص لمعویہ ثم لیزید فلما مات یزید صار زبیریا فخالفہ اھل حمص فاخرجوہ منہا واتبعوہ فقتلوہ یعنے نعمان امیر کوفہ رہے نو مہینے تک معاویہ کی طرف سے پھر امیر حمص ہوئے پہلے معاویہ کی طرف سے پھر یزید کی طرف سے پس جب یزید بھی اپنے مقام پر پہونچا تو عبداللہ ابن زبیر کی اطاعت کی یزیدی سے زبیری ہوئے اہل حمص نے انسے مخالفت کی شہر بدر کیا اور ڈھونڈھ کر قتل کیا اور بھی ان رضی اللہ کے اوصاف و مناقب سنیے کہ یہ نعمان ابن بشیر بعد شہادت حضرت عثمان پیراہن خون آلود و انگشتان مقطوعہ نائلہ زوجہ عثمان لے کر معاویہ کے پاس چلے گئے ابوالفدا لکھتے ہیں سار النعمان بن بشیر الی الشام و معہ ثوب عثمان الملطخ بالدم فکان معاویہ یعلق قمیص عثمان علی المنبر یحرض اھل الشام علی قتل علی و اصحابہ و کلما رای اھل الشام ذلک ازداد وا غیظا یعنے نعمان ابن بشیر پیراہن خون آلودہ

صحیح مسلم جلد ۱ صفحہ ۱۱۵

صحیح بخاری جلد ۲ صفحہ ۱۳

ذوالفقار جلد ۱ صفحہ ۲۳

ابوالفدا صفحہ ۱۸۰

عثمان لیکر شام معاویہ کے پاس چلے گئے معاویہ نے اُس قمیص خون آلودہ کو منبر پر لٹکا دیا تاکہ اہل شام غمگین اور اندوہ گین ہوکر قتل علیؑ اور اصحاب علیؑ پر آمادہ ہوجائیں اور جو لوگ شام کے اُس قمیص خون آلودہ کو دیکھتے تھے تو غیظ و غضب اُنکا زیادہ ہوتا تھا یہ نعمان ابن بشیر ایسے رضی اللہ تھے اور ایسے محب نبیؐ اور آل رسولؐ تھے اور ایسے دوست صادق تھے علیؑ اور اولاد علیؑ اور اصحاب علیؑ کے اور خلیفہ تھے معاویہ اور یزید اور ابن زبیر کے پھر ایسے رضی اللہ کی حدیث بیان کی ہوئی کیونکر صحیح قرار نہ پائے اور صحیحین میں کیونکر داخل نہ کی جائے کہ خاص اہل شام کو اور معاویہ وغیرہ کو آمادہ کرنے والے تھے قتل حضرت علیؑ و اصحاب حضرت علیؑ پر اور یقیناً بمقتضائے فائدہ پائے سخاوت و جائزہ پائے ہنی و حصول دنیا دنی کے اُسی منبر پر جسپر قمیص خون آلودہ و انگشتان مقطوعہ بی بی نائلہ لٹکائے گئے تھے اور گرد اُس منبر کے تمام اہل شام کا ہجوم ہوتا تھا خطبہ فرمایا ہوگا اور مولانا علیؑ اور تمام اہلبیت نبویؐ اور اصحاب علیؑ کی مذمت میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا ہوگا اور اُس خطبہ میں ضرور ان افترا عظیم کے مرتکب ہوئے ہونگے حضرت رسالت مآب صلعم پر کہ یہ حدیث آنحضرت نے فرمائی ہی اس لیے کہ شام اور کوفہ اور حمص میں نعمان ابن بشیر نے خلافت کی بھی معاویہ اور یزید کی اور معاویہ کا حکم جاری کرنا خطبوں پر اور نیز خود با علان سب و لعن کرنا مولانا علیؑ اور آل نبیؐ اور اولاد علیؑ اور اصحاب علیؑ پر مشہور اور تمام کتب تواریخ و سیر رجال سے معمور ہیں کہ سب و لعن کرنا علیؑ پر سنت امویہ قرار پائی تھی اور یزید نے تو اپنے باپ دادا پردادا کا ایسا عوض لیا کہ تا قیامت یادگار زمانہ رہیگا غرض ہم باوجود ان فضائل و مناقب نعمان ابن بشیر کی بھی بموجب اہل سنت و جماعت الصحابۃ کلہم عدول ہی کہے جائینگے اور ثقہ اور صدوق کا خطاب دیے جائینگے مگر یقین ہی کہ کوئی منصف مزاج انکی شہادت بہ نسبت توہین و تذلیل مولانا علیؑ اور آبا و اجداد علیؑ کی قبول نہ کریگا اور قاعدہ جو اخذ حدیث میں علاوہ اور رواقض و اصحاب [illegible] سے [illegible] بھی [illegible] مذمت علیؑ اور آبا و اجداد علیؑ میں جو مذکور ہوں مسموع نہوں نہ بحوالہ شرح نہج البلاغۃ بیان کر چکے ہیں کہ کان نعمان ابن بشیر الانصاری منحرفا عن علیؑ و عدو اللہ پس کیونکر یہ خطبہ اور روایات مسموع ہو سکتے ہیں اور اگر بفرض محال ان احادیث کو صحیح بھی سمجھیں تو بھی ہوں اہل نار ہونا اور یوضع فی اخمص قدمیہ جمرۃ اور یوضع فی اخمص قدمیہ جمرتان دخول و خلود جنت کی دلیلیں ہیں کہ جنکو مکرر بیان کیا ہی قولہ اور صحیحین میں انس کی روایت سے ہی رسول اللہ فرماتے ہیں یقول اللہ لاھون اھل النار عذابا یوم القیمۃ لو ان لک ما فی الارض من شیء کنت تفتدی بہ فیقول نعم فیقول اردت منک اھون من ھذا و انت فی صلب آدم لا تشرک بی شیئا فابیت الا ان تشرک بی دوزخیوں میں سب سے ہلکے عذاب والے سے اللہ عز و جل فرمائے گا تمام زمین میں جو کچھ ہی اگر تیری ملک ہوتا تو کیا اُسے اپنے فدیہ میں دیکر عذاب سے نجات مانگنے پر راضی ہوتا وہ عرض کریگا ہاں فرمائے گا میں نے تو

روز میثاق اس سے بھی ہلکی اور آسان بات چاہی تھی کہ کسی کو میرا شریک نکرنا مگر تو نے نہ مانا بغیر میرا شریک کیے ہوئے اس حدیث سے بھی ابوطالبؑ کا شرک پر مرنا ثابت فقط **اقول** یہ حدیث صحیحین تو ہی مگر صحیح نہین ہوسکتی اولاً تو انس ابن مالک ابن النضر الانصاری الخزرجی خادم رسول اللہ تھے یہ وہ بزرگ ہین جنکی نسبت امام ابو حنیفہ فرماتے ہین الصحابۃ کلھم عدول الا انس اور یہ وہ بزرگ ہین جنکا باغ برکت دعائے پیغمبر سے سال بہین دو مرتبہ میوہ دیتا تھا عمران کی سو سے تجاوز کر گئی تھی تا زمانہ یزید زندہ رہے صحابت معاویہ اور یزید سے بہرہ ور ہوئے اور جب جناب علیؑ نے حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ کی نسبت گواہی طلب کی اکثر اصحاب نے گواہی دی جناب میر نے پوچھا کیون ای انس تم بھی تو موجود تھے تم کیون خاموش ہو جواب دیا کہ تجربت و نسبت یعنے بڑھا ہو گیا اور بھول گیا ہون اُسوقت حضرت علیؑ نے فرمایا کہ خدایا اگر انس جان بوجھ کر کتمان کرتے ہین تو تو انکی پیشانی کو مبروص کردے کہ عمامہ سے پوشیدہ نہو سکے اُسیوقت برص اُن کی پیشانی پر نمایان ہوا کہ جسکو چھپا نہ سکتے تھے اور دربار ابن زیاد مین بھی یہ بزرگ موجود تھے جب سر جناب امام حسینؑ آیا اور سامنے رکھا گیا سبط ابن جوزی لکھتے ہین کہ کیا حقوق رسول اللہ کے انس پر اتنے بھی نہ تھے کہ منع کرتے ابن زیاد کو چھڑی مارنے سے دندان مبارک پر سید الشہدا کے حاصل یہ ہی کہ ایسے بزرگ اگر کوئی حدیث کفر جناب ابوطالب مین وضع فرمائین تو اُن کی شان سے کیا بعید ہی کہ پدر بزرگوار علیؑ اور جد امام حسینؑ تھے اُنکے فضائل کا کتمان اور بہ نسبت اُنکے قبائح کا اعلان یہ کتنی بڑی بات تھی پھر ایسے رضی اللہ کی حدیث بہ نسبت کفر جناب ابوطالبؑ کے کیونکر معتبر اور معتمد ہو سکتی ہی ثانیاً حدیث مذکور مین نام ابوطالبؑ کا نہین ہی یقول اللہ تعالیٰ لاھون اھل النار ہی اور اھون اھل نار سے مراد ابوطالب لیے جاتے ہین اور پھر یہ بھی ثابت کیا جاتا ہی کہ حق تعالےٰ کے کا اردت منک اھون من ھذا وانت فی صلب آدم ان لا تشرک بی شیئاً فابیت الا ان تشرک بی کہین نے جو تجھسے روز میثاق اس سے بھی ہلکی اور آسان بات چاہی تھی کہ کسی کو میرا شریک نکرنا پس تو نے انکار کیا اور شرک کیا اس قول منسوب بحق تعالےٰ سے شرک بالذات اہون اور ادنیٰ ذنب قرار پاتا ہی کہ جسکی جزا اہون اہل نار ہوتا ہی اور جہان کہین اہون اہل النار یا انعلین نار یا ادنیٰ اہل النار ضحضاح من نار جیسے پایا جاتا ہی اس سے مراد ابوطالب ہی لیجاتی ہی اس سے صاف صاف ظاہر ہوتا ہی کہ تمام مومنین عصاۃ کی ذنب سے بھی ذنب شرک ابوطالبؑ اہون اور ادنیٰ ہی پس جبکہ توب کبائر مومنین عصاۃ کے مقابلہ مین بہ نسبت ابوطالبؑ اکبر اور اعظم قرار پائے کہ عذاب مقابل ذنب ہوتا ہی اور اہون اور ادنے اہل نار کے ابوطالبؑ قرار دیے گئے بلکہ وہ جنگار یون کے مستحق ہوئے کہ تلوون مین پاؤن کے رکھے جاوین اور اس سے زیادہ اہونیت کا کوئی درجہ عقلی ور نقلی سے پایا نہین جاتا تو شرک جناب ابوطالبؑ کا ایمان مومنین عصاۃ سے بدرجہا افضل و اعلیٰ قرار پایا کہ عذاب مومنین عصاۃ کا دوچندہ اعظم اہل نار رہوا

پس جب عذاب مومنین عصاۃ کہ اشد و اعظم ہی اور بشفاعت پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بخشا جائیگا اور داخل جنت کیے جائینگے تو جناب ابو طالب کا ذنب تو اخف واہون اور ادنےٰ ہی بالضرور بشفاعت آنحضرت داخل جنت ہونگے اور اس حدیث سے ذنب شرک تو اصغر صغائر مین محسوب ہوا جاتا ہی تعمروتدبر تا لثا بالاتفاق ثابت ہی کہ مومنین عصاۃ بسبب اپنے گناہون کے اور ارتکاب بعض کبائر کے داخل جہنم ہونگے اور بشفاعت رسول مقبول جہنم سے نکالے جائینگے اور جنت مین داخل کیے جائینگے جیسا کہ صحیح بخاری مین ایک طولانی حدیث موجود ہی جسکے آخر مین یہ جملہ ہی ما بقی فی النار الامن حبسہ القرآن یعنے نہ باقی رہے گا نار مین مگر وہ شخص کہ حبس کیا ہی اُسکو قرآن نے یعنے کفار و مشرکین اور شرک و کفر کہ جو ابو طالب کی طرف نسبت دیا جاتا ہی وہ تو فی الحقیقت افضل ہی اسلام اور ایمان سے اور مطابق احادیث منقولہ مذکورہ کے مصداق برعکس نہند نام زنگی کافور ہی کہ شرک و کفر کو ایمان و اسلام اور ایمان و اسلام کو شرک و کفر کا خطاب دیا گیا ہی اور شیخ عبد الحق صاحب بروایت صحیح بخاری ابو سعید خدری سے نقل کرتے ہین قال رسول اللہ یخلص المومنون من النار الخ اور اسکی شرح کے آخر مین لکھتے ہین کہ ازین جا معلوم میشود کہ درآوردن مومنان فاسق در دوزخ برائے تنقیہ و تہذیب ایشان است از کثافت تا پاک و صاف کردہ در بہشت کہ مکان خلود ایشان است درآرند نہ بطریق غضب و عداوت چنانچہ در دنیا بامراض و مصائب کفارات ذنوب می نمایند محققان گفتہ اند کہ بعضے گناہان ہست کہ بامراض و مصائب ازان پاک گردانند و بعضے بشدت سکرات موت و بعضے بعذاب قبر و بعضے گناہان ہست کہ جز باتش دوزخ ازان پاک نگردد چنانچہ طلا و نقرہ جز بگداختن پاک صاف نگردد فوالذی نفس محمد بیدہ لاحدھم اھدی بمنزلہ فی الجنۃ منہ بمنزلۃ الذی کان لہ فی الدنیا پس بخدا سوگند کہ ہر آئینہ یکے از ایشان راہ یابندہ تر و شناسندہ تر است بمنزل و مکان خود کہ در بہشت دارد از خود ش کہ راہ یابندہ و شناسندہ بود بمنزل و مکان خود کہ بود مر اورا در دنیا اشارت است بقوت نورانیت قلب و ہدایت بعد از وجود تہذیب و تنقیہ و پاک چنانکہ در دنیا بنور توفیق بایمان و عمل صالح و مقام قرب الٰہی عز و جل ہدایت یافت در آخرت نیز بمنزل و مقام خود کہ در بہشت ارد اہتدا می یابد و ثانی اثر اول است رواہ البخاری شیخ عبد الحق صاحب نے شرح مین اس حدیث کی فرمایا کہ اقوال محققین سے ثابت ہوتا ہی کہ بعض گناہ مومنین کے ایسے ہین کہ بغیر آتش دوزخ کے جلے بھنے وہ پاک و صاف نہ ہونگے جسطرح کہ طلا و نقرہ بغیر پگھلنے کے پاک و صاف نہین ہوتا پس اسی تحقیق محققانہ محققین سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ وہ مومنین ضحضاح نار اور نعلین نار اور دو چنگاریون سے نار کی پاک نہین ہو سکتے جب تک سر سے اونچی آگ مین نہ ڈالے جائین بخلاف جناب ابو طالب کے کہ اُنکا سارا بدن تو پاک و صاف تھا کہ فقط پاؤن پر عذاب مسلط ہوگا ضحضاح نار یا نعلین نار یا دو چنگاریونکا پس بلا شک و لاریب سر سے اونچی آگ والے مومنین کے ایمان سے کفر و شرک جناب ابو طالب بدرجہا افضل ہوا اور جب وہ مومنین بہ شفاعت

رحمۃ للعالمین مستحق خلود جنت ہین تو جناب ابوطالبؑ بدرجۂ اولےٰ مستوجب خلود جنت ہین اور آیات و احادیث سے ہم مکرر ثابت کر چکے ہین کہ کفار و مشرکین سے نہ کبھی عذاب مرتفع ہوگا نہ اُنکو شفاعت شافعین نفع دیگی نہ اُنسے عذاب ہلکا کیا جائیگا بلکہ وہ عذاب شدید مین گرفتار رہین گے اور اس حدیث کو کیونکر صحیح کہہ سکتے ہین کہ کفار و مشرکین جو مرتکب اکبر کبائر اور اعظم ذنب کے ہون وہ تو اہون نار کے مستحق ہون اور مومنین جو مرتکب ہون اصغر کبائر اور اخف ذنب کے مستحق ہون اعظم اور اشد عذاب کے یہ امر محال و ہم و خیال ہی کہ شرک و کفر کا اعظم و اکبر کبائر سے ہونا بالاتفاق ثابت ہی اور حدیث ہذا سے اہون اہل نار ہونا مشرکین و کفار کا پایا جاتا ہی چنانچہ برزنجی وزینی رقم فرماتے ہین ولو کان ابوطالبؑ کافرًا لکان عذاب الکفر دون عذاب الکبایر و معران عذاب الکفر فوق عذاب الکبایر قطعًا و ھذا لاشک فیہ فان الکفر اکبر الکبایر ولا یغفر بخلاف بقیۃ الکبایر ولو وجد مومن عاصٍ اخف عذابًا من ابیطالبؑ لزم الخلف فی قول الصادق صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم حیث جعلہ اخف اھل النار عذابًا علی الاطلاق فوجب ان یکون لہ عذاب کعذاب عصاۃ المومنین بل یکون اخف العصاۃ عذابًا یعنے اگر ابوطالبؑ کافر ہوتے تو کفر کا عذاب دیگر کبایر کے عذاب سے کم ہوتا حالانکہ عذاب کفر کا عذاب کبایر سے قطعًا فائق ہی کہ جسمین کسی طرح کا شک نہین ہو سکتا کہ کفر اکبر کبایر ہی کہ جو بخشا ہی نجائے گا بخلاف باقی کبائر کے اور اگر کوئی مومن عاصی ایسا پایا جائے کہ جسکا عذاب ابوطالبؑ کے عذاب سے اخف ہو تو معاذ اللہ مخبر صادق رسول برحقؐ کے کلام مین کذب لازم آئیگا اس سبب سے کہ اپنے مطلقًا اہل نار سے ابوطالبؑ کو اہون اور اخف کا خطاب دیا ہی اسی سے لازم و واجب ہوگیا کہ مثل مومنین عصاۃ کے عذاب ابوطالبؑ کا ہو بلکہ مومنین عصاۃ سے بھی اخف ہو انتہی اس تقریر سے بھی اس حدیث کا موضوعات سے ہونا اور جناب ابوطالبؑ کا جنتی ہونا ثابت ہی اور ان احادیث موضوعہ کو دلائل کفر جناب ابوطالبؑ سمجھنا سفاہت و جہالت ہی **قولہ** کتاب الخمیس فی احوال نفس نفیس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مین ہی قیل ان النبی مسح اباطالبؑ بعد موتہ والنبی تحت قدمیہ ولذا ینتعل بنعلین من النار یعنے کہا گیا ہی نبیؐ نے بعد مرگ ابوطالبؑ کے بدنپر دست اقدس پھیر دیا مگر تلوون پر ہاتھ پھیرنا بھول گئے یا دنرہا اس لیے ابوطالبؑ کو روز قیامت آگ کے دو جوتے پہنائے جائینگے باقی جسم برکت دست اقدس سے محفوظ رہیگا **اقول** اولًا تو یہ قول خود ہی ضعیف ہی کہ بلفظ قیل مذکور ہی پھر قابل استدلال کیونکر ہو سکتا ہی ثانیًا کبھی دخول ضحضاح اور ینتعل بنعلین من نار اور یوضع فی اخمص قدمیہ کا سبب شفاعت اور برکت اور خصوصیت جناب ختمی مرتبت قرار دی جاتی ہی اور کبھی من باب النظر فی حکمۃ اللہ جزا بشکل عمل قائم کی جاتی ہی اور کبھی برکت مسح دست اقدس سے محفوظ رہنا تمام جسم کا اور عروض نسیان مسح تحت قدم سے منتعل بنعلین ہونا ثابت کیا جاتا ہی غافل اس سے کہ علل متضادہ متخالفہ خود ہی ایک

دوسرے کی رد کر رہے ہین ثالثًا بعد وفات جناب ابو طالبؑ آنحضرت صلعم کا ہاتھ پھیرنا تمام جسم پر دلالت کرتا ہی کہ
بعد موت ابو طالبؑ بھی انکو دوست رکھتے تھے اور جو محبوب رسولؐ ہی بلا شک وہ محبوب خدا ہی اگر معاذ اللہ
عروض نسیان بھی آنحضرتؐ کے لیے ثابت کیا جاوے اور کہا جائے کہ جسطرح غلب علیہ الوجع کہنا شانِ
ما ینطق عن الہوی ان ھو الا وحی یوحی کے جائز ہی اُسی طرح غلب علیہ النسیان بھی کہنا جائز ہی
تو بھی حبیبؐ خدا کا محبوب بلا شک محبوب خدا ہی جسطرح بہ محبت جناب پیغمبر خداؐ نے تمام بدنکو مسح کر کے آگ سے
محفوظ رکھا حق تعالے اپنے حبیب کے نسیان سے حبیب کے محبوب کو کبھی معذب بنعلین نار نہ فرمائیگا کہ
حبیب خداؐ کا محبوب محبوب خدا ہی جناب ابو طالبؑ کو حق تعالے وہ درجہ جنت مین عطا فرمائیگا جو محبوبین خدا کا
درجہ ہی تا کہ حبیب رب العالمین محمد مصطفےٰ علیہ وعلی آلہ التحیۃ والثنا متاسف اپنے نسیان پر نہون رابعًا اس
حدیث سے تو جناب ابو طالبؑ کا طبقات جہنم مین سے کسی طبقہ مین جانا ہی ثابت نہین ہوتا بلکہ بغیر دخول نار
بہ برکت مسح آنحضرت صلعم تمام جسم کا محفوظ رہنا ثابت ہی اگر بالفرض ینتعل بنعلین من نار کو صحیح بھی رکھین
تو بھی ظاہر ہی کہ نعلین نار سے تصفیہ تحت قدم کا ہو جائیگا اور بشفاعت شافع روز جزا داخل جنت ہونگے
بخلاف اُن مومنین مرتکبین کبائر کے کہ جو مثل طلا و نقرہ آگ مین پگھلائے جائینگے جب بھی پاک و صاف
ہونگے تنبیہ ان اقوال و احادیث سے صاف صاف ظاہر ہی کہ جناب ابو طالبؑ کے کافر بنانیکی کیا کیا
کوششین کی گئی ہین کہین تو آیات قرآنی کے تاویلین کی جاتی ہین کسی مقام پر حدیثین موضوع ہوتی ہین کبھی شفاعت آنحضرت
سے تخفیف عذاب کبھی ضحضاح مین داخل ہونیکی علت جزا ہم شکل عمل قرار دیجاتی ہین کبھی بہ برکت و خصوصیت
آنحضرت نفع پانا ابو طالبؑ کا اور ضحضاح مین داخل ہونا ثابت کیا جاتا ہی کبھی برکت مسح آنحضرتؐ جسم ابو طالبؑ
کا محفوظ رہنا بیان کیا جاتا ہی کبھی اھون اھل النار مشرک کی صفت گردانی جاتی ہی کبھی دو چنگاریونکے
مستحق کیے جاتے ہین بس ایسے دلائل منتشرہ متضادہ مخبوط فیہا سے کونسا دیندار مسلمان جناب ابو طالبؑ
کو کافر کہہ سکتا ہی اور باوجود اس کد و کوشش کے بھی جناب ابو طالبؑ کا مومن اور محبوب خدا و رسول ہونا ثابت
ہوتا ہی حیرت تو یہ ہی کہ جناب ابو طالبؑ نہ طالب خلافت تھے نہ دعوائے نبوت کرتے تھے نہ یہ کوئی مسئلہ
اعتقادیہ ہی کہ جسکو اصول و فروع مین کوئی دخل ہو پھر یہ کوششین اور عرق ریزیان اثبات کفر مین جو کیجاتی ہین
تو سوا بغض و عداوت کے اور کیا کہہ سکتے ہین حالانکہ آئمہ اربعہ کے اقوال سے ثابت ہی کہ بغض و عداوت
اور توہین و تذلیل جناب ابو طالبؑ فتنہ پیدا کرنا ایذا دینا ہی جناب حضرت رسالت مآبؐ کو اور موذی نبی کا کافر
اور جگہ اُسکی درک اسفل نار ہی فتدبر قولہ حدیث ثم امام شافعی و امام احمد و امام اسحق ابن راہویہ و ابو داؤد
و طیالسی سے اپنے مسانید اور ابن سعد طبقات اور ابو بکر ابن ابی شیبہ مصنف اور ابو داؤد و نسائی سنن
اور ابن خزیمہ اپنی صحیح اور ابن الجارود منتقی مین اور مروزی کتاب الجنائز اور بزار اور ابو یعلی مسانید
اور بیہقی سنن مین بطریق عدیدہ حضرت سیدنا امیر المومنین مولی علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہی قال قلت

للنبی صلی اللہ علیہ وسلم ان عمک الشیخ الضال قد مات قال اذھب فوارا باک یعنی مین نے
حضور اقدس سید عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی یا رسول اللہ حضور کا چچا وہ بڈھا گمراہ مرگیا فرمایا
جا اُسے دبا آ **اقول** اس حدیث کو آپ بڑے زور شور سے لکھ گئے اور کسقدر اپنے آئمہ دین اور راویان شرع
متین سے کس شد و مد سے رقم فرما گئے یہ بھی آپ نہ سمجھے کہ شیخین نے صحیحین مین کیون اس حدیث کو ترک فرمایا
اولاً تو جو روایت عروض نسیان جناب ختمی مآب مین کتاب الخمیس سے آپنے رقم فرمائے اس حدیث نے
اُس حدیث منقولہ کتاب الخمیس کو ھبئاً منثورا کر دیا کہ اُسمین وقت وفات جناب ابوطالب پیغمبر خدا کا اُنکے
پاس موجود ہونا اور بعد موت ابوطالب مسح کرنا اُنکے تمام جسم پر اور نسیان فرمانا تحت قدم کا مذکور ہی اور حدیث
ہذا سے ثابت ہوتا ہی کہ فقط امیر المومنین نے حبیب رب العالمین کو خبر دی اور آنحضرت نے جواب دیا کہ جاؤ
دفن کردو نہ جناب رسالت مآب اُنکے پاس تھے نہ گئے پھر اُنکے جسم پر ہاتھ کا پھیرنا اور اُنکے جسم کا محفوظ رہنا
اور عروض نسیان اور باعث انتقال نعلین کیونکر ثابت ہوا بلکہ منافات بیجا سے موضوعیت احادیث کا ثبوت
کامل ہی ثانیاً اگر اس حدیث کو صحیح بھی فرض کرین تو یہ بھی حدیث دلالت کرتی ہی کمال ایمان اور ایقان
اور محبت اور رفعت شان اور علو مکان جناب ابوطالب پر مگر آپ تو مصداق لا یعقلون اور لا یسمعون
اور لا یبصرون کے ہین عداوت اہلبیت اور خاندان نبوت خصوصاً عداوت جناب ابوطالب مین آپ
مدہوش ہو رہے ہین کیونکر آپکی سمجھ مین آوے حدیث کی عبارت تو یہ ہی قال علی للنبی ان عمک الشیخ
الضال قد مات جسکے ترجمہ مین آپ رقم کرتے ہین کہا مولانا امیر المومنین علی نے حضور اقدس سید المرسلین
سے کہ وہ آپکا چچا گمراہ بڈھا مرگیا اس قول منسوب بعلی سے ایک بڈھے چچا گمراہ کا مرنا ثابت ہوا اُسوقت تک
ابولہب بھی زندہ تھا اور حضرت عباس بھی مشرف باسلام نہ ہوئے تھے اور حضرت ابوطالب بھی کہ انکا
پھر جناب ختمی مآب نے اس کلام حضرت علی سے کہ ایک خبر مبہم تھی کیونکر یقین فرمایا کہ جناب ابوطالب ہی نے
انتقال کیا عمک الشیخ الضال شامل ہی تینون چچاؤن پر ایسی اعم خبر سے خاص جناب ابوطالب مراد لینا خالی
تکلف سے نہین ہی اب بتکلف و احتمال ہی تسلیم کرلین کہ عمک سے ابوطالب مراد لی تو شیخ اور ضال دونو
لفظ ایسے ہین کہ جیسا لفظ عمک کا ہی کہ شیخ اور ضال بھی تینون چچا دونپر صادق آتا ہی کسی طرح فائدہ تخصیص کا نہین
دیتا پھر ایسے زواید کلام مین افصح الفصحا کی جو بعد رسول افصح عرب مشہور تھے محال اور غیر ممکن ہین اب رہا
جواب پیغمبر خدا کا اذھب فوارا باک علی ھذا اسمین بھی اباک زائد ہی اذھب فواره کافی تھا اس لیے کہ
مخبر اعرف ہی سامع سے پس شیخ اور ضال کلام مولانا علی مین اور اباک کلام خیر الانام مین بے فائدہ اور
زائد اور ایسے زواید غیر مفید الفاظ کلام فصحا مین بلاشک و لاریب معیوب ہین کیونکر ممکن ہی کہ ایسے زواید
کلام علی و نبی مین فصیح قرار پاوین بلکہ اس حدیث سے تو ایک جاہل بھی یہ ہی سمجھے کہ کہ حضرت علی نے پیغمبر خدا
پر طعن کیا اور کہا آپکا چچا بڈھا گمراہ کہا ورنہ ان ابی قد مات کہتے یا اگر باپ کا ذکر کرنا مکروہ سمجھتے تھے

تہیہ ذہب اباطلب فقد معذور ... ہی کہ پیغمبر خدا نے بھی ویسا ہی جواب دیا اور وہ یہی توہین کی علی کی
کہ جسکا ترجمہ شیخ ضال ... ہو وہ ... باپ مقابل ... ہوا کہ علی نے پیغمبر خدا کو طعنہ دیا اور زلو ہینا
عمک الشیخ الضال کہا اور اسی طرح پیغمبر خدا نے بھی ترویے طعن کے لوہینا اذہب فوار اباک فرمایا معاذ اللہ
معاذ اللہ اگر یہی عبارت اس حدیث کی اسی معنی مین ہو تو یہ کلام فصیحانہ ہی یا تقریر عامیانہ بلکہ صاف صاف
گالی گلوج ہی کہ علی کو بسبب کفر ابوطالب کے باپ کمینا ... آیا اور مجمع عام مین پیغمبر خدا کو ذلیل کیا کہ تیرا
چچا بڈھا گمراہ مرگیا اور پیغمبر برحق کو بھی یہ نسبت ناپسند ہوئی اور اسی مجمع مین اپنا عوض لے لیا کہ میرا چچا نہین بلکہ
تیرا باپ بڈھا گمراہ حالانکہ ابوطالبؑ دونو صاحبون کے باپ تھے ایک صاحب کے حقیقی اور ایک صاحب
کے مجازی پھر خواہ یہ انکو طعنہ دین خواہ وہ انکو مآل واحد ہی اور نیز یہ عبارت اگر فصیح قرار دی جائے تو
فصاحت اور بلاغت کا نام ہی مفقود ہو جائے پھر کسطرح یہ حدیث صحیح قرار پا سکتی ہی بلکہ اس عبارت کو
نسبت بہ حدیث دینا ہی کفر ہی کہ گنوار دیہاتی بھی ایسی گفتگو کو مکروہ جانتے ہین مگر آپ چونکہ اس قسم کی گفتگو
کے عادی ہین بفخر و مباہات بیان کر رہے ہین کہ پیغمبر اور وصی پیغمبر مین فیما بین گالی گلوج بھی ہوتی تھی افسوس
ہزار افسوس ہی ایسے معاندین و منافقین نے دین اسلام کو ذلیل و برباد کر ڈالا اور کوئی دقیقہ ذلت و
خواری کا ابتک اٹھا نہین رکھا مگر حق تعالے وعدہ فرما چکا ہی بقولہ تعالی واللہ متم نورہ ولو
کرہ الکافرون تاقیامت یہ دین کامل باقی رہیگا اگرچہ منافقین و معاندین پردہ اسلام مین بیخ کنی اسلام
کرتے ہین مگر حافظ حقیقی تا قیام قیامت اس دین اسلام کا حافظ ہی ثالثاً تھوڑی دیر کے لیے ہم فرض کیے
لیتے ہین کہ یہ حدیث صحیح ہی اور جو مکالمہ اسمین مذکور ہی وہ خلاف شان نبی و وصی نہین ہی تو بھی جو مقصد آپکا
وہ حاصل نہین ہوتا کیونکہ قایل کہسکتا ہی کہ یہ سوال و جواب پیغمبر خدا اور وصی مصطفے مین خاص معنون مین
واقع ہوئے ہین وہ معنی یہ ہین قال امیر المومنین علی ابن ابی طالب قلت للنبی ان عمک
الشیخ الضال قد مات یعنے امیر المومنین علی بن ابی طالبؑ نے فرمایا کہ مین نے عرض کیا نبیؐ سے
ان عمک کہ تحقیق کہ چچا آپکے پس جناب امیر علیہ السلام نے یہ کیون نہ فرمایا کہ ان ابی الخ یعنے میرے باپ
اسکا سبب یہ تھا کہ اپنے باپ کی قدر و منزلت کو اعلے اور ارفع کرکے بیان فرمائین اس لیے کہ جناب
ابوطالبؑ علو مرتبت اور سمو منزلت مین یگانۂ زمانہ تھے کہ باپ تھے خلیفہ و داماد و برادر رسول خدا کے
اور چچا اور مجازی باپ تھے پیغمبر آخر الزمان محمد مصطفے صلعم کے پس منسوب کیا جناب ابوطالبؑ کو سید المرسلین
سے بعد اسکے فرمایا الشیخ جسکا ترجمہ اپنے وہ بڈھا رقم فرمایا حالانکہ کوئی چچا پیغمبر خدا کے جوان نہ تھے جن سے
اس لفظ شیخ نے تمیز دی ہو بلکہ یہان پر شیخ کے معنے بزرگ کے ہین اور بزرگی حضرت ابوطالبؑ مین کوئی
شک نہین اسلیے کہ اور مربی اور کفیل تھے رسول خدا کی اس سبب سے کہ صغر سنی سے پرورش کیا تھا اور
ابتدا سے تا وقت وفات جناب ابوطالبؓ سید المرسلین نے کوئی امر مخالف جناب ابوطالبؓ نہین کیا جہان

جناب ابوطالبؑ چاہتے تھے لے جاتے تھے جہاں چاہتے تھے لٹاتے تھے سلاتے تھے جو کچھ چاہتے تھے
کھلاتے تھے پلاتے تھے پھناتے تھے جس چیز کی حضرت رسالتمآب طلب کرتے تھے جناب ابوطالبؑ
حاضر کرتے تھے حتےٰ کہ کوئی امر آنحضرتؐ بغیر مشورہ جناب ابوطالبؑ نکرتے تھے اکثر امور وحی کا ابلاغ بوساطت
ورسالت جناب ابوطالبؑ فرماتے تھے جیسا کہ مذکور ہوچکا ہی کہ عہدنامہ کفار عرب کو دیمک کھاگئی اور جبرئیلؑ
نے خبر دی حبیب رب العالمین کو حبیب خدا نے اپنے حبیب کو مطلع کیا اُسیوقت جناب ابوطالبؑ گئے اور
مجمع کفار میں اُس وحی کا اعلان کیا کہ محمدؐ کو اُسکے خدا نے خبر دی ہی اگر اس قول میں محمدؐ سچے ہیں تو حق انکی طرف
ہی ورنہ تمکو اختیار ہی جو چاہنا کرنا غرض ان حالات سے تمام کتب تواریخ وسیر مملو ہیں اور بقدر ضرورت ہم بھی
لکھ چکے ہیں مراد لفظ شیخ سے یہ ہوئی کہ آپکے بزرگ اور مربی اور کفیل نے انتقال کیا اس مقام پر یہ گمان
نہ ہو کہ ہم معنی شیخ میں مربی کا لفظ اپنی طرف سے لکھے گئے نہیں نہیں بلکہ کلام علما میں رب کا لفظ بہ نسبت
جناب ابوطالبؑ کے متعارف ہی چنانچہ برزنجی اور زینی رقم فرماتے ہیں کہ اُنکی عبارت سے ذکر ابوطالبؑ
کا کرنا ایذا دینا ہی نبیؐ کو لان اباطالبؑ رب النبیؐ وکان یحبہ اسواسطے کہ ابوطالبؑ نے پرورش نبیؐ کی
کی تھی اور محبت رکھتے تھے اُنسے پھر بعد عمک الشیخ کے اتصال فرمایا اور آپنے ضال کے معنے گمراہ کے
لیے حالانکہ یہ معنی بھی غیر مناسب ہیں اور ممیز و مفرق بھی نہیں ہوسکتے اسلیے کہ اُسوقت تک جناب عباسؓ
اور حضرت ابوطالبؑ اور ابولہب بھی زندہ تھے بڈھا گمراہ اُنپر بھی صادق آتا تھا اور ابولہب تو بجمیع الوجوہ
ان الفاظ کا مستحق تھا بلکہ مراد جناب امیرالمومنینؑ کی یہ تھی کہ جو آپ کا محبوب و عاشق تھا اُسنے وفات فرمائی
اسلیے کہ ضال کے معنے مغلوب اور عاشق کے ہیں چنانچہ سورہ یوسف میں حق تعالےٰ برادران یوسف
کا مقولہ بیان فرماتا ہی کہ کہا اُنھوں نے ان ابانا لفی ضلال مبین یعنے ہمارا باپ مغلوب عشق یوسف
ہیں اور نیز حق سبحانہ تعالےٰ فرماتا ہی اپنے حبیب سے وجدک ضالا فھدی یعنے پایا میں نے تجکو مغلوب
اور عاشق اپنا پس ہدایت کی میں نے طرف رسالت کے اور کردیا تجکو خاتم المرسلینؐ پھر دوسرے مقام پر فرماتا ہی
اذا وانا من الضالین یہ لفظ ضال پسران یعقوب نے اپنے باپ کو کہا حق سبحانہ تعالےٰ نے اپنے حبیب کو
خطاب کیا اسی لفظ ضال سے اُسیطرح حضرت علیؑ نے بھی اپنے باپ کو ضال فرمایا اب اس حدیث کی عبارت کے
یہ معنے ہوئے کہ تحقیق آپ کا چچا جو بزرگ مربی اور کفیل اور عاشق تھا اور آپ کے عشق میں مغلوب تھا تمام دنیا
ومافیہا کو بھولا ہوا تھا اُسنے وفات فرمائی اب جناب پیغمبر خداؐ نے فرمایا اذھب فواربک یعنے لیجا دفن کرو
اپنے باپ کو یہ تخصیص جو آپ کی فرمائی اُسکی وجہ بھی یہ تھی کہ جو ان اوصاف کا جامع ہی کہ مربی اور محسن ہی
وہ تمھارا باپ ہی یعنے ایسے فخر عرب عالی ہمت والا مرتبت میرے محسن اور عاشق اور مربی کے تم فرزند ہو اگر
کہا جائے کہ ان اوصاف عالیہ کو ایسے الفاظ میں کیوں ذکر کیا تو جواب سکا یہ ہی کہ شاید مقصود یہ ہو کہ جو بات
تک جو چوتھے ... اور دعظ وپند جناب ابوطالبؑ نے تمام بنی عبدالمطلبؑ اور قریش کو کی تھی وہ جملہ اور

پھیلانا ہو جائے اور قدر و منزلت اُنکی وصیت اور وعظ و پند کے دلون مین تمام بنی عبد المطلب اور قریش کے
باقی رہے بالجملہ شیخ وضال کا اُن معانی مین مستعمل ہونا جنکو آپنے رقم کیا ہی کسی طرح درست نہین ہوتا اسیوجہ سے
آپ کے علما بھی بناچاری ان الفاظ سے یاد کرنے کو مدارات پر محمول کرتے ہین چنانچہ برزنجی اور زینی بھی رقم
فرماتے ہین لعل علیا رضی اللہ عنہ قال ذلک بحضور سفہاء المشرکین مداراۃ لہم یعنے شاید
علی رضی اللہ عنہ نے سفہاے مشرکین کے سامنے اُنکی مدارات کے لیے فرمایا ہو قولہ ابن ابی شیبہ کی روایت
مین یون ہی موے علیؑ نے عرض کی ان عمک الشیخ الکافر قد مات فما تری فیہ حضور کا چچا وہ بڈھا
کافر گیا اُسکے بارے مین حضور کی کیا راے ہی یعنے غسل وغیرہ دیا جاے یا نہین سید عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا اری ان تغسلہ وتجنہ نہلا کر دبا دو اقول ابن ابی شیبہ کی روایت مین کسی طرح کیون نہ ہو مومن
خالص ہونا جناب ابو طالبؑ کا ہر طرح ثابت ہی مگر آپ موے علی فرما کر مصداق یقولون بافواھہم مالیس
فی قلوبہم کیون بنی شاید باتباع خلیفہ ثانی رضی اللہ آپنے بھی قرار فرمایا کہ اُنھون نے بھی قرار فرمایا تھا
اور مجمع عام مین بخ بخ لک یا ابن ابی طالبؑ اصبحت وامسیت مولای ومولی کل مومن ومومنۃ
فرمایا تھا جسکو ہم سر العالمین امام غزالی سے نقل کر آئے ہین جسکے آخر مین امام غزالی فرماتے ہین وبعد
ھذا غلب الہوی لحب الریاسۃ اب رہے کافر کے معنے ساتر کے ہین ذرا قاموس یا کوئی دوسری
کتاب لغت بھی ملاحظہ فرمایئے اور یہ امر تو ظاہر ہی کہ جناب ابو طالبؑ اپنے ایمان کو کفار سے پوشیدہ کیے
ہوئے تھے جیسا کہ مومن آل فرعون پس فرمانا موے علیؑ کا ان عمک الشیخ الکافر کوئی قباحت نہین رکھتا
معنے یہ ہوئے کہ آپ کا چچا اور مالک و مربی کہ جو اپنے ایمان کو پوشیدہ کیے ہوئے تھا اُسنے انتقال کیا اب
کیا راے ہی یہ سوال موے علی کا استفسارًا اور استشارًا تھا جسکے جواب مین جناب رسالت مآبؐ نے فرمایا
جاؤ نہلا کر دفن کر دو اگر جناب ابو طالبؑ اپنے اسلام کو ظاہر کر چکے ہوتے تو استفسار کی حاجت کیا تھی کہ
کہ احکام غسل وکفن و دفن مخفی نہ تھے کافر مومن کو مومن تجہیز وتکفین کرتے تھے اور اب تک وہی احکام جاری ہین
اور تفصیل اسکی آتی ہی ثانیًا برزنجی نے بہت سی روایتین نقل کین ہین جو دلالت کرتی ہین نجات جناب ابو طالبؑ
پر اور یہ بھی کہا ہی کہ اگرچہ بعض اُنمین کے ضعیف ہین مگر اپنے کثرت کی وجہ سے بعض حدیث بعض کو قوت
دیتی ہی اور اکثر اُنمین کے صحیح ہین چنانچہ ایک حدیث صحیح یہ بھی ہی کہ جسمین ذرا بھی ضعف نہین ہی اخرجہ ابن
سعد وابن عساکر عن علیؑ قال اخبرت رسول اللہ بموت ابی طالبؑ فبکی وقال اذھب
فاغسلہ وکفنہ وواره غفر اللہ لہ ورحمہ یعنے ابن سعد اور ابن عساکر نے علیؑ سے روایت
کی ہی کہ فرمایا حضرت علیؑ نے کہ مین نے خبر دی رسول اللہ کو انتقال ابو طالبؑ کی آنحضرتؐ بہت روئے اور
پھر فرمایا کہ تم جاؤ اور غسل وکفن دیکر دفن کرو اللہ اُنکو بخشے اور اُنپر رحم کرے سیرۃ حلبیہ مین مذکور ہی کہ اسی
حدیث کو ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ اور ابن خزیمہ وغیرہ نے بھی بیان کیا ہی اور ہبیرہ جوزی

تذکرہ مین ابن سعد سے اور واقدی محمد ابن اسحاق سے باسناد صحیح اور باسناد متعدد اسی روایت کو نقل کرتے ہین
اور یہ زیادہ کیا ہی فقال له العباس یا رسول اللہ انك لترجو له قال ای والله لا رجو له
کل خیر من ربی یعنی جناب
عباس نے عرض کی یا رسول اللہ تحقیق آپ امید نجات ابو طالبؓ رکھتے ہین جواب دیا آپنے کہ قسم
خدا کی البتہ مین امید رکھتا ہون اُنکے واسطے ہر نیکی ور بہتری طبقات ابن سعد کے اور ابن عساکر
باسناد صحیح روایت کرتے ہین وقد صح ان العباس سئل رسول اللہ اترجو لابی طالب خیرا
قال کل الخیر ارجو من ربی یعنی یہ ثابت ہی کہ عباس نے پوچھا جناب رسولخدا سے کہ آپ امید
خیر کی رکھتے ہین ابو طالبؓ کے واسطے فرمایا کہ مین امید کل خیر کی رکھتا ہون مین اپنے پروردگار سے ابن
جوزی نے واقدی سے اور اُسنے ابن عباس سے روایت کی ہی کہ عارض رسول اللہ وفی بعض
النسخ عن جنازۃ ابیطالبؑ فقال وصلتك رحم وجزاك اللہ یا عم خیرا یعنے وقت
عارض ہونے یا عارض کے جانے جنازہ ابو طالبؓ کے پیغمبر خدا نے فرمایا صلہ رحم کیا تونے ای عم میرے
خدا تمکو جزائے خیر دے محب الدین طبری ذخائر العقبیٰ مین اور امام ابو نعیم بسند صحیح ابن عمر سے روایت کرتے
ہین قال قال رسول اللہ اذا کان یوم القیامۃ شفعت لابی وامی وعمی ابیطالبؑ واخ لی
فی الجاھلیہ وصرح ابو نعیم بان الاخ کان له من الرضاع پیغمبر خدا نے فرمایا جسوقت قیامت
برپا ہوگی تو شفاعت کرونگا مین اپنے باپ اور مان اور چچا ابو طالبؓ اور اپنے بھائی کی کہ جو جاہلیت مین
تھا ابو نعیم نے تصریح کی ہی کہ جناب رسالتمآب کا کوئی بھائی نسبی نہین تھا اور بھائی کا خطاب اپنے برادر
رضاعی کے حق مین فرمایا ہی پس ان احادیث سے چند امور ثابت ہین اول تو یہ کہ اگر جناب ابو طالب کافر ہوتے
تو جناب امیر المومنینؑ علی کو حاجت استفسار نہ ہوتی کہ احکام اموات کے مشہور تھے کافر کو کافر مومن کو مومن
دفن کرتے تھے امر ثانی خبر انتقال ابو طالب سنکر جناب رسول خدا صلعم رنجیدہ ہوکر بکا فرماتے اور بروایت
واقدی بکا بکاء اشدیدا ہی یعنے بیتاب ہوکر شدت سے روتے امر ثالث حکم تجہیز وتکفین وتغسیل
باین الفاظ کہ جو دلالت کرتے ہین وجوب پر نہ دیتے بلکہ حکم دیتے کہ چھوڑ دو اُنکو درمیان طالب و عقیل
اور دیگر اقربائے کفار کے امر رابع جناب رسولخدا صلعم دعائے رحمت و غفران نفرماتے اور بدلائل
قطعیہ ثابت ہی کہ دعائے آنحضرت بلا توقف مقبول ہی امر خامس جناب عباسؓ سے وعدہ حتمی و اقرار
قطعی نکرتے اور بقسم نفرماتے کہ ای واللہ کل الخیر ارجو من ربی حالانکہ خیر و نجات آخرت اصلاً اور ابداً
کفار و مشرکین کے لیئے ثابت نہین بلکہ بلا تخفیف عذاب درک اسفل نار اُنکا مقر ہی امر سادس وعدہ شفاعت
یوم القیامت اپنے والدین اور اپنے چچا جناب ابو طالبؑ اور اپنے بھائی رضاعی کے لیے نفرماتے بقوله
تعالیٰ لاتنفعہم شفاعۃ الشافعین پس شفاعت باوجود اس کفر صریح کے دو حال سے خالی نہین یا تو

بسبب قرار پاتی ہو یا معصیت اور یہ دونو امر لائق شان انبیا نہیں ہین چہ جائیکہ سید المرسلین صلعم بلکہ ایسے کی نسبت مغفرت کی امید بھی کر نہین سکتے بقولہٖ تعالیٰ ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ و یغفر ما دون ذلک کیونکہ آیہ عام اور قطعی ہی پس وعدہ شفاعت کرنے اور طلب مغفرت کرنے اور دیگر وجوہات مذکورہ سے صاف صاف واضح ہی کہ جناب ابو طالبؑ مومن تھے ثالثاً اہل سنت وجماعت کے مذہب مین ایسے کافر کو غسل و کفن دینا اُسکے قرابت دار مسلمان کو جائز نہین کہ جسکے اقربائے کفار موجود ہون چنانچہ نیل المارب شرح دلیل الطالب علی مذہب الامام بن حنبل مین کہ جو تصنیف شیخ الامام عبد القادر ابن عمر الشیبانی سے بھی موجود ہی کہ مسلمان میت کافر کو غسل نہ دے اگرچہ ذمی بھی ہو اور برابر ہی کہ وہ میت کسی کا قریب کی ہو یا اجنبی کی اسیطرح کفن دینا اور اور اُسپر نماز جنازہ پڑھنا بھی جائز نہین کہ یہ سب امور دلالت کرتے ہین تولے پر اور دوستی پر اور حق تعالیٰ فرماتا ہی کہ ای مومنو دوستی نہ رکھو اُس قوم سے کہ جسپر حق تعالےٰ نے غضب کیا ہی اسلیے کہ نماز جنازہ پڑھنا شفاعت چاہتا ہی اور کافر لائق شفاعت نہین ہی اور مشایعت جنازہ تعظیم ہی اور کافر لائق تعظیم نہین بلکہ جب اُس کافر میت کا کوئی قریب کا دفن کرنے والا نہ ہو تو اُسکو دفن کردے خواہ وہ ذمی ہو خواہ حربی خواہ مرتد ہو خواہ مستامن مواہب الرحمن فقہ ابی حنیفہ النعمان اور اُسکی شرح مین ہی کہ اگر کوئی کافر مرجائے اور اُسکا کوئی قریب مسلمان ہو اور کوئی کافر قرابت دار اُسکا نہ ہو تو اُسکو غسل میت مثل ثوب نجس دے اور اُسکو ایک خرقہ مین ملفوف کرکے ایک حفرہ مین ڈالدے اور مراعات سنت کی نہ کیجائے کہ اُسکی حیات مین بھی محافظت اُسکی نہ کی گئی تھی ایسا ہی اُسکی وفات کے بعد بھی نہ کی جائے گی یا اُسکو اُسکے اہل مذہب کو سونپ دین کہ وہ اُسکے ساتھ وہ معاملہ کرین جو اپنے اموات کے ساتھ کرتے تھے مراقی الفلاح بامداد الفتاح شرح نور الایضاح ونجات الارواح مین لکھتے ہین کہ اگر کسی کافر کی میت کا کوئی ولی کافر نہ ہو اور مسلمان قریب اُسکا موجود ہو تو اُسکو مثل ثوب نجس غسل دے اور دفن کردے کذلک فتاوائے خیریہ فی نفع البریہ علی مذہب الامام الاعظم ابی حنیفہ النعمان مین موجود ہی سئل فی مسلم تولی غسل میت نصرانی وتکفینہ ودفنہ فہل یلزمہ بذلک اثم او تعزیر اولا اجاب حیث لم یراع فی ذلک ما یراعی فی غسل المسلم وتکفینہ ودفنہ لا یلزم فیہ اثم ولا تعزیر لکن ان کان لہ اقارب من النصاری فالاولی ان یترکہ لہم ومع ہذا لو لم یترک فقد یاثم بخلاف الاولی لم یرتکب محظورا یعاقب علیہ ومن المصرح بہ ان المیت الکافر یغسلہ قریبہ المسلم لکن غسل الثوب النجس من غیر وضوء ولا بدا من الرأس المعنی انہ یجب علیہ بل لا باس ان یفعلہ معہ ویکفنہ فی ثوب غیر مراع سنتہ فی کفنہ و یلقیہ فی حفرۃ من غیر لحد ولا توسعۃ فان راعی ما نصت العلماء علیہ فی غسل المسلم وتکفینہ ودفنہ فقد ارتکب محظورا بلا شک لانہ ممنوع عنہ شرعا واللہ اعلم ترجمہ سوال کیا کہ مسلم متولی غسل میت نصرانی ہوا اور اُسکو کفن اور دفن کرے تو اُسپر گناہ اور تعزیر لازم ہی یا نہین جواب دیا

جو [illegible] کے [illegible] دفن مین لیجاتی [illegible] نہین کیا تو انہین کوئی گناہ بھی نہین ہوا و تعزیر
نہین [illegible] اگر [illegible] موجود نہین تو واسطے دکھ چھوڑ دیا جائے انہین اور باوجود اسکے بھی
[illegible] نے کیا اسنے فرتکب ہوا وہ امر محظور کا کہ جو لائق عقاب ہے اور بعضے صحیح
[illegible] کو غسل دیگا اسکا قریب مسلم لیکن مثل غسل نجس کے بغیر وضو کے اور
معنے نہین [illegible] نہین خوشبو کرے وہ ساتھ اسکے اور کفن دے اسکو ایک
مین بغیر [illegible] اور دفن کرے اسکو گڑھے مین بغیر لحد کے اور نہ وسیع کرے اسکی قبر کو پس گرد [illegible]
کی مسئلہ کہ جو منصوص کیا ہے علما نے غسل مسلم ہی و اسکے دفن و کفن مین پس بتحقیق فرتکب ہوا وہ بلا شک محظور کا
اسواسطے کہ وہ ممنوع ہے اس سے شرعًا فقط پس واضح ہوگیا کہ میت کافر کا ولی مومن اسوقت ماذون ہے کہ اولے
کفار سے اسکے کوئی نہو اور اگر موجود ہو تو اسے سونپ دے اور اسپر بھی اسنے نہ سونپا اور دفن و کفن کیا
تو ترک اولے کیا اور اگر رعایت سنت کی بھی کی تو لائق عقاب ہوا پس کوئی مسلمان آپکی بات کو مانیگا اور یقین
کریگا کہ جناب ابو طالب کافر تھے اور پیغمبر خدا نے حکم دیا اس فعل کا کہ جو لائق عقاب تھا یا جسکا ترک اولے تھا
کہ عقیل و طالب و دیگر اقربا جناب ابو طالب کے موجود تھے اب آپ یا اعتراف کرین کہ جناب رسالت مآب نے
حکم دیا فعل ترک اولے کا اور اس فعل کا جو لائق عقاب تھا یا علماء اعلام نے خصوصًا علماء حنفیہ نے اجتہاد کیا
بمقابلہ نص کے اور فعل واجب یا مسنون کو ترک اولے اور لائق عقاب ٹھہرایا حالانکہ یہ دونو امر غیر معقول بالبداہت
ہین آپ اتنا بھی نہین جانتے کہ اصول فقہ مین ثابت ہو چکا ہے کہ اوامر آنحضرت حقیقتًا واسطے ایجاب کے ہین
کہ صیغہ امر سے ترجیح فعل کی لازم ہوتی ہے اور اباحت مین مساوات اور یہان تو ارتکاب ترک اولے کا ہے پس
کوئی جاہل بھی یہ کہسکتا ہے کہ پیغمبر برحق ایسے فعل کو واجب یا مستحب فرما دین بلکہ یہی حدیث اور یہی اقوال علما
اور یہی مسائل منقولہ صحیح اور مبین ہین کہ جناب ابو طالب مومن کامل اور محب خالص اور محبوب صادق پیغمبر خدا
صلعم کے تھے پس ہر مومن کو لازم ہے کہ باتباع حضرت سید المرسلین صلعم ذکر وفات جناب ابو طالب سنکر محزون
و غمناک ہو اور بجائے شدید کرے اور غفر اللہ لہ و رحمہ و جزاہ اللہ انکی شان مین کہے اس لیے کہ یہ سب افعال
و اقوال آنحضرت ہین اور افعال و اقوال آنحضرت یا واجب ہین یا مستحب ہین پس بالضرور فاعل ان افعال کا
اور قائل ان اقوال کا عند اللہ و عند الرسول مثاب اور ماجور ہوگا اور منکر ان امور کا منافق اور مرتد اور
موذی خدا و رسول ہونا ثابت ہے رابعًا ہدایہ کی عبارت و اذا مات الکافر و لہ ولی مسلم فانہ
یغسلہ و یکفنہ و یدفنہ و بذالک امر علی فی حق ابیہ ابیطالب لکن یغسل غسل الثوب النجس
و یلف فی خرقہ و تحفر حفیرۃ من غیر مراعات التکفین و اللحد و لا یوضع فیہ بل یلقی
ترجمہ جب کوئی کافر مرے اور ولی اسکا مسلمان موجود ہو تو اسکو غسل و کفن دے اور دفن کر دے اور ساتھ
اسیکے حکم دے گئے علی اسکے باپ ابو طالب کے حق مین لیکن غسل دے مثل غسل ثوب نجس اور لپیٹا جائے

ایک خرقہ مین اور ایک گڑھا کھودا جائے بغیر رعایت تکفین ولحد کے اور نہ رکھا جائے ہمین بلکہ ڈال دیا جائے اُسمین انتہی یہ عبارت ہدایہ کی خود ہی معیوب اور مقدوح ہے بچند وجہ اول ولہ ولی مسلم فانہ یغسلہ مطلق مذکور ہے اور بتمام شیخ القدیر میں فرماتے ہین کہ جواب اس مسئلہ کا مقید ہے اور یہ ہے اذا لم یکن لہ قریب کافر وان کان خلی بینہ و بینہم و یتبعہ الجنازہ من بعید یعنے جسوقت ہو اُسکا ولی کافر اگر ہو تو چھوڑ دیا جائے درمیان اُسکے اور درمیان اُن لوگون کے اور جنازہ سے دور دور چلے اسی قید سے جناب ابوطالبؑ کا مومن ہونا ثابت ہوگیا کہ عقیل وطالب اور دیگر اقربا کہ اُسوقت تک اسلام سے مشرف نہ ہوئے تھے موجود تھے اگر جناب ابوطالبؑ کافر ہوتے تو بار حضور پیغمبر یہ حق فرماتے خل بینہ و بینہم دویم صاحب ہدایہ لکھتے ہین و ہذا الذی امر فی حق ابیہ ابیطالبؑ پس جب جواب اس مسئلہ کا مقید ٹہرا تو یہ عبارت مہمل اور بے ربط ہوئی پھر اسی ہدایہ پر یہ نشان حاشیہ لکھا ہے روایت کی سعد نے طبقات مین قال علی لما اخبرت النبی بموت ابی طالبؑ بکی ثم قال لی اذہب فاغسلہ وکفنہ وواره قال ففعلت ثم اتیتہ فقال لی اذہب فاغتسل پس رونا اور محزون وغمناک ہونا اور بکا فرمانا آنحضرت صلعم کا دلالت کرتا ہے کہ کسقدر دوست رکھتے تھے جناب ابوطالبؑ کو سیوم اور صاحب ہدایہ کا لکھنا لکن یغسل غسل الثوب النجس یہ استثناء مستثنے ہے قول آنحضرت سے کہ حضرت نے تو فاغسلہ وکفنہ فرمایا ہے کوئی قید لگائی ہے نہ استثنا کیا ہے اور نیز غسل ثوب نجس واسطے تطہیر کے ہے اور تطہیر میت کافر کی نا ممکن ہے تو غسل دینا میت کافر کا عبث ہوا اور فعل عبث کا وجوب یا استحباب کیطرح ثابت نہین چہارم صاحب نہایہ اسی ہدایہ کی شرح یون کرتے ہین کہ یہ مطلق بیان لفظ جامع صغیر ہے اور اصل مین یون ہے و ذکر فی الاصل کافر مات ولہ ابن مسلم یغسلہ و یکفنہ و یدفنہ اذا لم یکن ہناک من قرابۃ الکافر من یتولی امرہ فان کان بہا احد فالاولی ان یخلی مسلم بینہ و بینہم یصنعون بہ ما یصنعون بموتاہم ترجمہ کافر مرا اور اسکا لڑکا مسلمان ہے وہ اُسکو غسل دے کفن دے اور دفن کر دے جسوقت اُسجگہ اُسکے اقربائے کفار سے ایسا نہو جو اس کام کو انجام دے سکے اور اگر ہو کوئی تو اولے یہ ہے کہ اُسکو سونپ دے کہ جو معاملہ وہ اپنے اموات کے ساتھ کرتے ہین کرین انتہی ترجمہ اور اب سب امردن کے اصول فقہ مین مذا ہے ملاحظہ فرماسیے نورالانوار سے آنکھون کو نورانی فرمائی کہ یہ مطلق محمول ہے مقید پر عبارت منار کی یہ ہے والمطلق محمول علی المقید یعنے مطلق مقید پر محمول ہے تو نورالانوار مین اسی عبارت کی شرح فرماتے ہین المطلق ہو المتعرض للذات دون الصفات لا بالنفی ولا بالاثبات والمقید ہو المتعین للذات مع صفتہ منہا اذا وردا فی حادثۃ فی شئ معینۃ فالمطلق محمول علی المقید ای یراد بہ المقید ترجمہ اور مطلق متعرض للذات ہے سوا صفات کے نہ ساتھ نفی کے اور نہ ساتھ اثبات کے اور مقید متعرض للذات مع الصفات ہے پس جب یہ دو کسی مسئلہ شرعیہ مین وارد ہونگے

تو مطلق محمول ہوگا مقید پر یعنی مراد اُس مطلق سے مقید لی جائیگی اور محشی قمر الاقمار میں اسی نور الانوار پر یہ مسئلہ
ثابت کرتے ہین قولہ محمول لان المطلق ساکت والمجمل والمقید ناطق ومفسر فیحمل المطلق علیہ
وفیہ ان المطلق لیس بساکت ولا بمجمل بل ہو دال علی ثبوت الحکم فیہ ترجمہ اسواسطے کہ مطلق
ساکت ہی اور مجمل اور مقید ناطق ہی اور مفسر پس حمل کیا جائیگا مطلق اوپر مقید کے اور اسی مین ہی کہ مطلق ساکت
بھی نہین ہی اور مجمل بھی نہین ہی بلکہ وہ دلالت کرتا ہی ثبوت حکم پر کہ جو اُسمین ہی انتہی پس عبارت ہدایہ کی گرچہ
مطلق ہی مگر محمول کیجائیگی مقید پر اور ثبوت ایمان جناب ابوطالبؑ قرار پائیگی مگر ہمتو آپ کی اور آپکے اجتہاد کے
تعریف کرتے ہین سبحان اللہ کیا عبور ہی آپ کو معقول ومنقول پر اور کیسی دستگاہ کامل ہی فقہ واصول پر
اور کیا قوت ذہن آپنے پائی ہی قید وصفی کی طرف بھی ملاحظہ نہین فرماتے کتب فقہ کی جانب بھی التفات
نہین کرتے اقوال ائمہ اربعہ بھی پس پشت پھینکے دیتے ہین اپنے اجتہاد اور مہارت علمی پر کیا غرہ اللہ
کی پناہ یہ قوت حدسیہ ہی کہ اغوائے شیطانیہ مقید کو مطلق پر محمول فرما رہے ہین بر عکس نہند نام زنگی کافور
کے مصداق بنے جاتے ہین خامساً محشی ہدایہ نے ابن سعد سے جو روایت نقل کی ہی اُسکو نور الہدایہ
شرح وقایہ مین باین اسناد لکھا ہی اخبرنا محمد بن عمر والواقدی ثنی معاویہ ابن عبد اللہ ابن ابی
رافع عن ابیہ عن جدہ عن علی قال لما اخبرت النبی بموت ابی طالب بکی ثم قال اذہب فاغسل
وکفنہ وواره قال ففعلت ثم اتیتہ فقال لی اذہب واغتسل بعد ترجمہ کرنے اس حدیث کے
لکھتے ہین کہ اس سے معلوم ہوتا ہی کہ غسل دینے والے کو بعد غسل میت کے غسل واجب ہوتا ہی اور ایسی ہی روایت
کی ابو داؤد نے حضرت عائشہ سے کہ تھے حضرت صلعم غسل کرتے جنابت سے اور دن جمعہ کے اور غسل میت
سے اور یہ ضعیف ہی اور روایت کی سی ترمذی نے مرفوعاً کہ جو غسل دے میت کو سو غسل کرے اور جو
اُٹھائے اُسے تو وہ وضو کرے حسن کہا اُسکو ترمذی نے اور ضعیف کہا اُسکو جمہور نے اور اس باب مین
کوئی حدیث صحیح وارد نہین ہوئی انتہی پس اسی حدیث سے مومن ہونا جناب ابوطالبؑ کا ثابت ہی کہ آخر روایت
مین جو اغتسل واقع ہی تو صاحب نور الہدایہ لکھتے ہین کہ اس سے معلوم ہوتا ہی کہ غسل دینے والے کو بھی بعد غسل
میت کے غسل واجب ہوتا ہی اسیطرح دوسری روایت ابو داؤد اور عائشہ سے بھی وجوب غسل کے باب مین
مذکور ہی اور نیز ترمذی سے حدیث مرفوعاً بھی ذکر کی پھر یہ بھی کہا کہ ضعیف کہا اُسکو جمہور نے اور اس باب مین
کوئی حدیث صحیح وارد ہی نہین ہوئی جب یہ ثابت ہو گیا کہ کوئی حدیث صحیح اس بارے مین وارد ہی نہین ہوئی اور
جمہور اُسکو ضعیف فرما چکے تو یہ حدیث بدرجہ اولےٰ صحیح نہوئی کہ من جملہ اُنھین حدیثون کے ایک یہ بھی حدیث
ہی اور صاحب نور الہدایہ نے جو اغتسل سے وجوب غسل غاسل میت کا مسئلہ نکالا اور دوسری حدیثین اور اقوال
اوسکے وجوب مین بیان کیے اُس سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ جسطرح اغتسل صیغہ امر ہی اُسی طرح تو فاغسلہ وکفنہ
وواره بھی ہی تو جسطرح وجوب غسل کا غاسل میت پر لازم آیا اسیطرح وجوب غسل دینے کا بھی علی پر لازم ہو گیا

شرح وقایہ [illegible] مطبوعہ [illegible] ۱۲۹۵ [illegible]

صاحب منار مبحث امر مین لکھتے ہین الامر وھو قول القائل لغیرہ علی سبیل الاستعلاء افعل یعنی بعض اقسام خاص سے امر ہی اور وہ قول ہی قائل کا کہ اپنے غیر سے علی سبیل الاستعلاء کہے افعل صاحب نور الانوار اُسکی شرح کرتے ہین ومن الخاص الامر یعنے مسمی الامر لا لفظ الامر لانہ یصدق علیہ انہ لفظ وضع لمعنی معلوم وھو الطلب علی الوجوب یعنے بعض خاص سے امر ہی یعنے مسمی امر کا نہ لفظ اُسکا اسواسطے کہ صادق آتا ہی اُسپر کہ وہ ایک لفظ ہی وضع کیا گیا ہی واسطے معنے معلوم کے اور وہ طلب علی الوجوب ہی پھر بعد دو سطرون کے لکھتے ہین والمراد بقولنا افعل کل ما کان مشتقا من المضارع علی ھذا الطریق سواء کان حاضرا او غائبا او متکلما معروفا او مجھولا ولکن بشرط ان یکون المقصود منہ ایجاب الفعل یعنے مراد قول ماتن مین افعل سے وہ ہی کہ ہو مشتق مضارع سے اس طریق پر برابر ہی کہ ہو حاضر یا غائب یا متکلم معروف ہو یا مجہول لیکن شرط یہ ہی کہ ہو مقصود اُس سے ایجاب فعل کا اور نیز اصطلاح اصول مین صادق آتا ہی تہدید اور تعجیز پر اور مجرد استیلا مقصود نہین ہی بلکہ الزام فعل مقصود ہی اور الزام فعل نہین صادق آتا مگر وجوب پر بخلاف تہدید اور تعجیز کے پھر شارح لکھتے ہین یختص مراد الامر وھو الوجوب بصیغتہ اللازمۃ للمراد یعنے مختص ہی مراد امر کی اور وجوب ہی ساتھ صیغہ لازمہ کے کہ جو واسطے مراد کے ہی یعنے مراد اُس امر کی مختص ہی کہ طلب حتمی ہی ایسے صیغہ سے کہ خاص کر اُس مراد کو لازم ہی اور یہ مراد بغیر امر کے پائی نہین جاتی والغرض منہ بیان الاختصاص من الجانبین ای لا یکون الامر الا للوجوب ولا یثبت الوجوب الا من الامر اور غرض اُس سے بیان ہی اختصاص کا جانبین سے یعنے نہین ہوتا امر مگر وجوب کے واسطے اور نہین ثابت ہوتا وجوب مگر امر سے فقط حاصل یہ ہی کہ اس حدیث مذکور مین اذھب فاغسلہ وکفنہ وواراہ ہی اور یہ سب صیغہائے امر ہین اور انسے الزام فعل مقصود ہی یعنے غسل وکفن دینا اور دفن کرنا ہی پس اسپر وجوب صادق آتا ہی اور ظاہر ہی کہ تہدید بھی نہین اور تعجیز بھی نہین ہی اب رہا اباحت اور ندب تو اباحت بھی بیان منتفی ہی کہ تنویر المنار مین لکھتے ہین کہ از صیغہائے امر ترجیح فعل لازم است پس منتفی شد اباحت وغیر آن و باقی ماند مگر وجوب و ندب و ندب منتفی است برائے اینکہ فرق ظاہر است میان استفنی و ندعتك ان استفنی برائے اینکہ ذم کردہ میشود بہ ترک اول نہ در ثانی پس ندب منتفی شد و وجوب لازم آمد فقط پس قواعد اصول فقہ اور حدیث مذکور سے بوضاحت ثابت ہی کہ درصورت صحت حدیث مذکور جناب ابوطالبؑ مومن تھے کہ غسل و کفن اور دفن اُنکا اُنکے ولی امیر المومنین امام المتقین علی بن ابی طالبؑ پر واجب تھا کہ پیغمبر خدا صلعم نے حکم فرمایا بصیغہائے امر کہ جسمین نہ تہدید ہی نہ تعجیز نہ اباحت ہی نہ ندب بلکہ وجوب ہی کہ الزام فعل ہی اور نیز غاسل میت پر ہی غسل کا واجب ہونا ثابت ہو گیا اب آپ ضرور فرما دینگے کہ یہ حدیث صحیح نہین ہی اس لیے کہ ایمان جناب ابوطالبؑ تو ثابت ہوتا ہی تھا مگر غاسل میت پر بھی وجوب غسل کا ثابت ہو گیا تو

شعر برای اشارہ

جواب ہمارا یہ ہی کہ پھر کیوں آپنے استغفار کی کوشش کی اور نفاق مخفی کا اعلان فرما کر نیا دون اللہ و رسولہ کے مصداق بنے **قولہ** امام شافعی کی روایت میں ہی فقلت یا رسول اللہ انہ مات مشرکا قال اذھب فواراہ عرض کی یا رسول اللہ وہ تو مشرک مرا فرمایا جاؤ دبا آؤ امام الائمہ ابن خزیمہ نے فرمایا یہ حدیث صحیح ہی امام حافظ الشان اصفہانی تمیز الصحابہ میں فرماتے ہیں صححہ ابن خزیمہ **اقول** اولا ابو داؤد و نسائی و اسحاق و بزاز و ابن ابی شیبہ و سعد و احمد و امام شافعی سے جتنی روایتیں ہیں آپس میں مختلف ہیں اور مفہوم ہر واحد کا مختلف اور متناقض دوسرے کا ہی کسی روایت میں لفظ ضال ہی اور حکم غسل دینے کا نہیں ہی کسی میں لفظ کافر ہی اور حکم غسل دینے کا ہی کسی میں لفظ مشرک ہی مگر ذکر غسل نہیں کسی میں حکم غسل دینے کا ہی اور نیز غاسل کو بھی غسل کرنے کا حکم ہی اور یہ سب اختلافات آپکی تحریر پر تزویر سے ظاہر ہو رہے ہیں پھر آپ ہی اجتہاد بھی فرمائے کہ انمیں سے کون سے روایت صحیح ہی اور کونسی غیر صحیح حاصل یہ ہی کہ یہ سب روایتیں موضوع اور غیر صحیح کہ مخالف قواعد اصول فقہ اور مسائل فقہیہ ائمہ اربعہ کے ہیں جیسا کہ مذکور ہوا ثانیا تنقیح اور توضیح میں مذکور ہی فصل فی الطعن وھو من الراوی ومن غیرہ والاول اما بان عمل بخلافہ بعد الروایۃ یصیر مجروحا کحدیث عائشۃ الخ ترجمہ یہ فصل ہی طعن میں اور وہ طعن یا راوی کیطرف سے ہی یا اُسکے غیر کیطرف سے اول یا تو راوی روایت کرنیکے بعد برخلاف اُس کے عمل کرے تو وہ مجروح ہی جیسا کہ حدیث کی عائشہ نے کہ جو عورت نکاح کرے اپنے ولی کی اجازت بغیر تو نکاح اُسکا باطل ہی بعد اس حدیث کے خود اپنے بھتیجے عبد الرحمن کے لڑکے کا نکاح کر دیا اور عبد الرحمن موجود نہ تھے تو وہ حدیث مجروح قرار پائی اسی طرح حدیث ابن عمر رفع یدین کرنیکی اور مجاہد نے کہا کہ میں دس برس ابن عمر کی صحبت میں رہا اور رفع یدین کرتے ہوئے انکو نہ دیکھا میں نے مگر رکعت اولی میں اسوجہ سے یہ حدیث بھی مجروح قرار پائی اور نیز شامی میں بھی لکھتے ہیں کہ ساقط ہوتا ہی عمل اُس روایت سے کہ جسکا راوی اُس حدیث سے خلاف کرے قولا یا فعلا پس حدیثیں جو آپنے باختلاف الفاظ و معانی ذکر فرمائیں علی سے مگر بعد ان حدیثوں کی خود حضرت علی اپنے تشہد میں بعد ہر نماز فرمایا کرتے تھے واغفرلی ولوالدی جسکو ہم کتاب الشفا فی حقوق المصطفے اور اُسکی شرح نسیم الریاض خفاجی اور اُسکی شرح للملا علی قاری سے بیان کر آئے ہیں اگر جناب ابو طالب کافر ہوتے تو کیونکر حضرت علی اپنے باپ ابو طالب کے لیے طلب مغفرت کرتے باوجود نص صریح آیہ ما کان للنبی الخ کے جو آپ بڑے شد و مد سے لکھ آئے ہیں اور اسمیں بھی کوئی شک نہیں ہی کہ یہ تشہد حضرت علی کا بعد وفات جناب ابو طالب تھا اور نماز بھی بعد وفات ابو طالب فرض ہوئی ہی اس سبب سے بھی یہ حدیث مجروح ہی اور نیز اس حدیث میں اضطراب بھی ہی اور علمائے حنفیہ کے نزدیک مضطرب حدیث پر عمل جائز نہیں جیسا کہ حدیث قلتین پر بسبب اضطراب کے عمل نہ کیا گیا پھر کسطرح یہ حدیث قابل اعتبار ہو سکتی ہی کہ مطعون بھی ہی مضطرب بھی ہی اور مجروح بھی **قولہ** اس حدیث جلیل کو دیکھئے کہ ابو طالب کے مرتے ہی جو امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ الکریم حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے عرض کرتے ہیں کہ حضور کا

وہ گمراہ چچا مرگیا حضور اُسپر انکار نہین فرماتے نہ خود جنازہ مین تشریف لے جاتے ہین اقول این گل دیگر شگفت اصطلاحات محدثین مین تو کوئی صفت حدیث کی ایسی نہین سنی کہ جسکو حدیث جلیل کہتے ہون شاید یہ اصطلاح خاص آپکی ہی کہ حدیث مطعون اور مضطرب اور مجروح کو حدیث جلیل کا خطاب دیا نہ جناب امیر المومنین نے بایں الفاظ خبر دی نہ سید المرسلین نے سکوت فرمایا اور بفرض صحت حدیث اور سکوت آنحضرت بھی ایمان جناب ابوطالب کو کوئی نقصان نہین پہنچتا کہ مکرر عرض کر آئے ہین کہ پسران حضرت یعقوب کو ضال فرمایا حق سبحانہ تعالےٰ نے اپنے حبیب کو ضال فرمایا اگر حبیب خدا نے اپنے حبیب کی نسبت لفظ ضال پر سکوت فرمایا تو کونسی قباحت لازم آئی جو جواب آپ حضرت یعقوب اور حضرت سید المرسلین کے بارے مین دینگے وہی جواب ہمارا ہی اور ہم تو مکرر عرض کر چکے ہین مگر آپ مصداق صم بکم عمی فهم لا یعقلون کے ہین کیا کیا جائے پھر گذارش ہی کہ بعد وفات جناب ابوطالبؑ کے بفرض تسلیم جناب علی نے ان عمک الشیخ الضال فرمایا جسکے معنے یہ ہین کہ آپکا چچا آپکا مربی آپکا عاشق جو اپنے اسلام کو پوشیدہ کیے ہوئے تھا اُسنے وفات فرمائی پھر حضور کیون انکار فرماتے بلکہ اس خبر کے سنتے ہی آپ روئے اور بروایت واقدی بیقرار ہو کر شدت سے روئے اور یہ بکائے شدید آنحضرت صلعم کا خود دلالت کرتا ہی کمال محبت پر اگر جناب ابوطالبؑ کافر ہوتے تو پیغمبر برحقؐ اُنکو ایسا دوست نہ رکھتے کہ اُنکی خبر انتقال سنکر بکائے شدید فرماتے کہ حق سبحانہ تعالےٰ فرماتا ہی لا یتخذ الکافرین اولیاء من دون المومنین یعنے نہ بناؤ تم کافرون کو دوست سوائے مومنین کے اور یہ بھی فرماتا ہی ومن یتولهم منکم فانہ منهم یعنے جو دوست رکھے گا اُنکو تم مین سے تو وہ اُنھین مین سے ہی اور فرماتا ہی لا تجد قوما یؤمنون باللہ والیوم الآخر یوادون من حاد اللہ ورسولہ ولو کانوا اباءهم او ابناءهم او اخوانهم او عشیرتهم یعنے نہ پاؤگے کسی قوم کو کہ ایمان لاتے ہون ساتھ اللہ کے اور یوم الآخرت پر کہ دوست رکھین وہ اُس شخص کو کہ دشمن رکھے خدا کو اور اُسکے رسولؐ کو اگرچہ ہون وہ باپ اُنکے یا بیٹے اُنکے یا بھائی اُنکے یا اقربا اُنکے پس اب کوئی کافر بھی یہ کہہ سکتا ہی کہ باوجود ان نصوص قطعیہ کے پیغمبر خداؐ ایک کافر مشرک گمراہ سے ایسی دوستی رکھتے تھے کہ اُسکے مرنے پر بکائے شدید فرماتے بلکہ بلا شک ولا ریب جناب ابوطالبؓ مومن اور محب خدا اور رسولؐ تھے کہ جنپر پیغمبر برحق صلعم نے گریہ شدید فرمایا اگر پیغمبر خداؐ محب ابوطالبؓ نہوتے تو کیون بکائے شدید فرماتے اسی سے یہ بھی ثابت ہوگیا کہ خدا بھی محب ابوطالبؓ تھا کہ پیغمبر خدا دشمن خدا کو کبھی دوست نرکھتے پس ابوطالبؓ محب خدا ورسولؐ اور خدا ورسولؐ محب ابوطالب ٹھہرے اور جو جناب ابوطالبؓ کو کافر کہے اور اُنکی مذمت کرے وہ موذی خدا ورسولؐ ہی اور مصداق خسر الدنیا والآخرہ کا ہی حاصل یہ ہی کہ دشمن ابوطالبؓ دشمن خدا ورسولؐ اور دشمن خدا ورسول کافر اور ربقۂ اسلام سے باہر اور جگہ اُسکی فی النار وسقر اور مشایعت جنازہ فرمانا آنحضرت صلعم کا باحادیث منقولہ سبط ابن جوزی اور واقدی جو ابن عباسؓ سے منقول ہوئی ثابت ہی اور

نیز تحقیق اُسکی آتی ہی اور باینہمہ اگر مشایعت جنازہ نفرمانا فرض کرلیا جائے تو بھی کوئی قباحت نہین ہی کیونکہ مشایعت جنازہ ابوطالبؓ اگر ممنوع یا مکروہ ہوتی تو پیغمبر خدا صلعم کیون حکم فرماتے جناب امیرالمومنین علیؑ کو کہ لیجا و غسل و کفن دو دفن کردو واگر پیغمبر خدا نے افعال ممنوعہ اور مکروہہ کا بھی حکم دیا ہی بلکہ حکم دینا اور تشریف نہ لیجانا آنحضرت کا بمصلحت اور مقتضائے وقت کے تھا اور ایسے امور بمصلحت اور بمقتضائے وقت رسول اللہ صلعم نے اکثر فرمائے کہ جو بکثرت کتب احادیث اور سیر و تواریخ مین موجود ہین چنانچہ ایک وقت بمصلحت غار مین تشریف لیجانا اور یار غار کو اپنے ہمراہ رکھنا چھوڑ نہ جانا اسیطرح حدیبیہ مین صلح فرمانا اور بعض اصحاب کا اعتراض کرنا اور اسیوجہ سے رسالت آنحضرت صلعم مین شک کرنا یہ سب امر بمقتضائے وقت اور بمصلحت نہین تھے تو کیا تھے **قولہ** ابوطالبؓ کی بی بی امیرالمومنینؑ کی والدہ ماجدہ حضرت فاطمہ بنت اسدؓ نے جب انتقال کیا ہی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی چادر اور قمیص مبارک مین انھین کفن دیا دست مبارک سے لحد کھودی اپنے دست مبارک سے مٹی نکالی پھر اُنکے دفن سے پہلے خود اُنکی قبر مین لیٹے اور دعا کی اللہ الذی یحیی ویمیت وھو حی لا یموت اغفر لامی فاطمۃ بنت اسد ووسع علیھا مدخلھا بحق نبیک والانبیاء الذین من قبلی فانک ارحم الراحمین اللہ جلاتا ہی اور مارتا ہی اور خود زندہ ہی کہ کبھی نہ مریگا میری ماں فاطمہ بنت اسد کو بخشدے اور اُنکی قبر وسیع کر صدقہ اپنے نبی کا اور مجھسے پہلے انبیا کا تو سب مہربانون سے بڑھکر مہربان ہی رواہ الطبرانی فی الکبیر والاوسط وابن حبان والحاکم وصححہ ابونعیم فی الحلیہ عن انس ونحوہ ابن ابی شیبہ عن جابر والشیرازی فی الالقاب وابن عبدالبر وابی نعیم فی المعرفہ والدیلمی بسند حسن ابن عباس وابن عساکر عن علی رضی اللہ تعالی عنھم اجمعین **اقول** یہ جو کچھ آپنے بہ نسبت فاطمہ بنت اسدؓ کے رقم فرمایا کہ حضور اقدس نے قمیص مبارک کا کفن دیا دست مبارک سے قبر کھودی مٹی نکالی پہلے خود لیٹے پھر دفن کیا پھر دعا کی یہ سب افعال جو آنحضرت سے واقع ہوئے یہ سب مبین اور مصرح ہین کہ کمال محبت اور نہایت شفقت اور رحمت فرمائی اپنی ماں فاطمہ بنت اسد پر اور اُمی فاطمہؓ فرمایا اور قدر و منزلت اور بزرگی اُنکی سب پر مثل آفتاب نمایان کردی مرتبہ اُنکا ہر ظلوم و جہول پہ ہویدا ہوگیا مگر یہ بھی یاد رہے کہ جو محنت و مشقت اور حفاظت و حراست اور پرورش مین صعوبتین جناب ابوطالبؓ نے اُٹھائین اور جو جو جان فشانیان اور مشقتین جناب ابوطالبؓ نے اظہار نبوت آنحضرت مین اُٹھائین اپنی جان اور مال و اولاد کو فدائے آنحضرت کیا افراد بشر مین سے کسی نے بھی نہین کیا اور جو محبت فیمابین جناب ابوطالبؓ اور پیغمبر برحق کی تھی کسی کو بھی حاصل تھی کونسا شرف ایسا تھا جو جناب ابوطالبؓ کو حاصل نہ تھا حتی کہ آپ ایسے دشمن تک مقر ہین محبت جناب ابوطالبؓ کی تو مشہور اور معروف ہی اور محبت جناب پیغمبر خدا صلعم کو حق تعالی نے بہ نص صریح ظاہر کردیا من احببت فرماکر پھر اظہار محبت اور شفقت کی کیا احتیاج رہی اب رہا شرف و منزلت تو اگر

چادر اور قمیص مبارک کا کفن جناب فاطمہ بنت اسد کو دیا تو اکثر پوشاک جناب ابوطالبؓ کو خود آنحضرت صلعم
نے پہنائی اور پھر اسی پوشاک کو جناب ابوطالبؓ نے پہنائی ایک فرش بلکہ سینہ جناب ابوطالبؓ پر آنحضرت نے
آرام فرمایا ہی ایک ظرف مین غذا نوش فرمائی ہی تمام جسم جناب ابوطالبؓ کا جسم مبارک حضرت رسالت مآب
سے ہمیشہ مس رہا ہی کسی وقت آنحضرتؐ کو تنہا نہین چھوڑا گو دیون مین رات دن پرورش فرمایا ہی کونسا شرف
ایسا ہی جو جناب ابوطالبؓ کو حاصل نہ تھا بلکہ ابتداء ولادت آنحضرت صلعم سے تا وقت انتقال ابوطالبؓ جو جو
شرف و منزلت کہ اقربا اعزا مہاجر انصار کو حتی کہ اصحاب کبار کو حاصل ہوئے تھے وہ سب جناب ابوطالبؓ
کو حاصل ہو چکے تھے اب رہا دعائے مغفرت فرمانا کہ خدایا تو بخشدے میری مان فاطمہ بنت اسد کو اور اُنکی قبر کو
وسیع کر تو اُسی طرح جناب ابوطالبؓ کے لیے بھی طلب رحمۃ اور غفران فرمائی ہی غفر اللہ لہ و رحمہ
فرمایا ہی جزاک اللہ یا عم خیرا بھی اُن کی شان مین فرمایا ہی کل الخیر ارجو من ربی بہ قسم ارشاد فرمایا ہی
گر نہ بیند بروز شپرہ چشم چشمۂ آفتاب را چہ گناہ و اور اسفد رسندین اور اقوال جو بہ نسبت مناقب و فضائل
جناب فاطمہ بنت اسد کے آپنے رقم فرمائے انکا کسنے انکار کیا ہی اور وہ مابہ النزاع بھی نہین ہین پھر
اسقدر سندین بیان کرنا تضیع اوقات کے سوا کیا نفع دیتا ہی ہم بھی یہ ہی کہتے ہین کہ صحیح اور صحیح اور صحیح اور
پھر جناب ابوطالبؓ کو کیا نقصان پہنچتا ہی آپ اگر اصحاب آنحضرت صلعم مین سے کسی کے فضائل و مناقب
رقم فرمائینگے تو کیا دیگر اصحاب کی مذمت سمجھی جائیگی آپکو پہلے تو یہ لازم تھا کہ آپ فاطمہ بنت اسد کے اُن
افعال کا ذکر فرماتے کہ جنکی وجہ سے پیغمبر برحق نے قمیص مبارک کا کفن دیا قبر کھودی پھر اُسمین لیٹے پھر دفن کیا
پھر دعا کی فقط اسلام فاطمہ بنت اسد تو ان مخصوصات کا سبب ہو سکتا ہی نہین کہ اکثر مسلمین اور مومنین نے
انتقال کیا ہی اُن سب کے ساتھ یہ افعال مخصوصہ آنحضرت صلعم سے وقوع مین نہین آئے **قولہ** کاش
ابوطالبؓ مسلمان ہوتے **اقول** کاش آپ اسلام سے خارج اور محبوط الکفر ہوتے اور یؤذون اللہ
ورسولہ کے مصداق نہ بنتے **قولہ** کیا سید عالم اُنکے جنازے مین تشریف نہ لیجاتے **اقول** کہانتک
آپکی تحریر پر تدبر پر سر مغزی کیجائے ہان صاحب مصلحت اور مقتضائے وقت یہ ہی تھا کہ تشریف نہ لیجاتے
تشریف لیجانے مین خوف فتنہ و فساد تھا امثال آپ کا ایجاد ہی پر آمادہ تھے اور ایسے امور رحمۃ للعالمین
سے بکثرت واقع ہوئے ہین افعال آنحضرت صلعم پر اعتراض کرنا دلیل کفر ہی چنانچہ ابھی ہم عرض کر آئے ہین
کہ ایک وقت ایسا بھی آ گیا تھا کہ بمصلحت غار مین اختفا فرمایا تھا ایک وقت ایسا بھی تھا کہ صلح فرمائی تھی اور
اسم مبارک سے لفظ رسول اللہ کو حک فرمایا تھا جس سبب سے بعض اصحاب کو رسالت آنحضرت صلعم
مین شک پڑ گیا تھا اور نیز مشایعت جنازہ نفرمانا اور حکم کرنا علیؑ کو کہ لیجا و غسل و کفن دو اور دفن کردو خدا
اُن کی مغفرت کرے اُنپر رحمت نازل کرے اسمین بھی یہ مصلحت تھی کہ ظلوم و جہول پر بھی ثابت ہو جائے کہ
غسل و کفن اور دفن ابوطالبؓ کا اُنکے ولی امیر المومنین پر واجب ہی تنویر المنار جو اصول فقہ مین ہی ملاحظہ ہو

تنویر المنار مطبوعہ کانپور
صفحہ ۱۴۱

بحث امر مین لکھتے ہین لا نتفاء الخیرۃ عن المامور بالامر بالنص یعنی امر برائے وجوب است برائے اینکہ منتفی است اختیار از مامور بہ پس چون اختیار منتفی شد پس اتیان مامور بہ واجب شد اور اگر جناب رسالتمآب مشایعت جنازہ فرماتے اور حضرت علیؑ کو حکم کرتے تو یہ سب افعال آنحضرت صلعم قرار پاتے اور سب افعال آنحضرتؐ واجب نہین ہین نور الانوار اور دابیر الوصول ملاحظہ ہو لکھتے ہین کہ الامر وھو قول القائل لغیرہ علی سبیل الاستعلاء افعل حتی لا یکون الفعل موجبا ای فعل النبی موجبا یعنی امر قول ہے قائل کا علی سبیل الاستعلاء اپنے غیر کے واسطے افعل کر تو حتی کہ فعل نہین ہوتے تھے نبی صلعم کے واجب فقط اگر افعال آنحضرتؐ واجب ہوتے تو قمیص مبارک کا کفن دینا اپنے ہاتھ سے قبر کھودنا مٹی نکالنا اور پہلے خود لیٹنا پھر دفن کرنا یہ سب فعل واجب قرار پاتے حالانکہ کل افعال آنحضرتؐ واجب نہین ہوسکتے اسی سبب سے حضرت صلعم نے حکم فرمایا اذھب فاغسلہ وکفنہ وواسرہ تاکہ کور باطن یہ نہ کہین کہ پیغمبر خدا نے تلافی کی اُن احسانات کی جو جناب ابو طالبؓ نے کیے تھے اور بالاتفاق ثابت ہی کہ کسی کافر کا غسل و کفن اور دفن کسی مسلم پر واجب نہین ہی پس واجب ہونا غسل و کفن اور دفن کا علیؑ پر دلیل واضح ہی کہ ابو طالبؓ مومن تھے **قولہ** انتہی ہی ارشاد پر قناعت فرمائی کہ ہاؤ دبا آؤ **اقول** اتنے ارشاد فرمانیکی آپ کے نزدیک کچھ حقیقت نہین ہی جب تک دو چار صفحے ارشاد سے پر نہ جائین اور پھر بھی اگر آپ کی رائے سے مخالف ہون تو گیا عجب ہی کہ صفت فرمان سے آپ آنحضرتؐ کو متصف فرمائین علمائے اسلاف تو آپکے فقط افعل کو علی سبیل الاستعلاء واجب فرماتے ہین مگر آپ کیسے سچے مسلمان اور پکے مومن ہین کہ تمام اوامر و نواہی آنحضرتؐ کو اتنا سا ارشاد کہکر اوڑا دیتے ہین اور اسکے اتنے ارشاد پر کب قناعت فرمائی پہلے تو خبر وفات سنتے ہی بکائے شدید فرمایا پھر حکم فرمایا لیجاؤ غسل و کفن دو دفن کرو پھر غفر اللہ لہ و رحمہ فرمایا پھر جزاک اللہ یا عم خیرا فرمایا پھر حضرت عباس سے تقسیم فرمایا کل الخیر ارجو من ربی یا این ہمہ آپ مصداق ختم اللہ علی قلوبھم و علی سمعھم و علی ابصارھم غشاوۃ کے ہوجائین اور اس سب کو اتنا سا ارشاد قرار دین تو کیا کیا جائے غرض یہ سب جواب تو بہ تسلیم صحت روایات مذکورہ اور عدم مشایعت جنازہ کے ہین ورنہ اتنے سے ارشاد نے جسکی آپ کے نزدیک کچھ حقیقت نہین ہی غسل و کفن اور دفن جناب ابو طالبؓ کا اُنکے ولی امیر المومنینؑ پر واجب کردیا اور پھر مشایعت جنازہ بھی فرمائی چنانچہ ملا معین کاشفی لکھتے ہین نقل است از اہلبیتؑ کہ ایشان اتفاق دارند بر آنکہ ابو طالبؓ با ایمان رفتہ پھر بعد دو تین سطرون کے لکھتے ہین روایت است کہ آنحضرت صلعم بغایت ملول شد بر مفارقت ابو طالب و بگریست و ہمراہ جنازہ اش میرفت و می فرمود اے عم من صلہ رحم بجائے آوردے و در حق من ہیچ تقصیر نکردی ترا خدائے تعالے جزا خیر دہاد پھر لکھتے ہین چون ابو طالبؓ را دفن کردند پیغمبر از عقب جنازہ او باز گشت بنا بر وعدہ کہ فرمودہ بود مر ابو طالب را در حالت رفتن کہ از برائے تو آمرزش خواہم طلبید روضۃ الصفا جلد ۲ میں ہی از ابن عباسؓ منقول است کہ آنحضرت پیش پیش جنازہ ابو طالبؓ میرفت

دی گفت اے عم صلہ رحم بجالائے اور دی دینکو ہائے کردی جزاک اللہ خیرا سید علی ہمدانی ابن ہشم سے نقل فرماتے
ہین قال سمعت علیا یقول تبع ابوطالب عبد المطلب فی کل احوالہ حتی خرج من الدنیا علی
ملتہ واوصانی ان ادفنہ فی قبرہ فاخبرت رسول اللہ قال ذهب فوارہ فانفذ ما اوصی
بہ فاغسلہ وکفنہ وحملہ الی الحجون فنبشت قبر عبد المطلب فرفعت الصفیح فاذا هو موجہ
الی القبلۃ فحمدت اللہ علی ذلک واطبقت الصفیح علیہما هو وصی الاوصیاء وخیر ورثۃ
الانبیاء کہا ابن ہشم نے کہ سنا مین نے فرماتے ہوئے علی کو کہ پیروی کی ابوطالبؑ نے عبد المطلبؑ کی سب
امورون مین یہانتک کہ انتقال کیا دنیا سے ملت عبد المطلبؑ پر اور مجکو وصیت کی کہ بعد غسل وکفن قبر عبد المطلبؑ
مین مجکو دفن کرنا پس مین نے خبر دی رسول اللہ صلعم کو فرمایا جاؤ غسل وکفن دو دفن کرو اور نافذ کرو وصیت
انکی اور غسل وکفن دو اور لیجاؤ حجون مین فرماتے ہین حضرت علیؑ کہ مین نے کھولا قبر عبد المطلبؑ کو پس صفیح یعنی
تختہ قبر کو ہٹایا ناگاہ دیکھا مین نے کہ عبد المطلبؑ قبلہ کی طرف متوجہ ہین ابوطالبؑ کے لینے کیواسطے بعض
نسخ مین ہی کہ عبد المطلب متوجہ اور روبقبلہ مدفون تھے پس حمد الہی بجالایا مین اور قبر کو ساتھ اسی صفیح کے مطبق
کردیا مین نے اور وہ وصی الاوصیا اور بہترین ورثہ انبیا تھے مناہج النبوت خواجہ عبد المجید کہ جو ترجمہ ہی مدارج النبوت
مصنفہ شیخ عبد الحق دہلوی کا وہ لکھتے ہین اور یہ بھی لایا ہی روضۃ الاحباب والا کہ سید عالمؐ ابوطالبؑ کے جنازہ
کے ساتھ ساتھ جاتے تھے اور فرماتے تھے ای چچا میرے صلہ رحم میرا بجالایا تو اور میرے حقمین تجھسے کوئی قصور واقع
نہین ہوا خدائے تعالے تیرے تئین جزائے خیر دیوے ان روایات سے ثابت ہوگیا کہ اتنے ہی ارشاد پر
قناعت نہین فرمائی بلکہ جناب رسالت مآبؐ صلعم گریہ کنان دعائین دیتے ہوئے طلب مغفرت فرماتے ہوئے
انکی صلہ رحمی کو یاد فرماتے ہوئے ہمراہ جنازہ تا حجون تشریف لیگئے جزاک اللہ یا عم خیرا زبان مبارک پہ جاری
تھا پس ان روایات سے خصوصًا حدیث منقولہ سید علی ہمدانی سے تو کوئی شک باقی نرہا کہ جناب ابوطالبؑ وصی
خلیل الرحمان سے تھے باین وجہ کہ حضرت عبد المطلبؑ وصی ابراہیمؑ سے اور ابوطالبؑ وصی عبد المطلبؑ
تھے اسی سبب سے آپنے علی ملۃ عبد المطلب فرمایا ملت عبد المطلب ملت ابراہیمؑ تھی اور ملت ابراہیمؑ پیغمبر ما صلعم
بھی تھے آیہ فاتبع ملۃ ابراهیم ناطق ہی تصدیق نبوت آنحضرت صلعم کی ابوطالبؑ کو ابتدا سے حاصل تھی
بمصلحت وہ عملی الفاظ مین تصدیق فرمائی اس بحث کو ہم توضیح تمام بیان کر چکے ہین دو خاتمہ ابن حجر عسقلانی نے بھی
اس حدیث کو اصابہ مین بیان کیا ہی اور یہ بھی لکھا ہی کہ یہ حدیث شیعو کی ہی اسکا جواب بھی عسقلانی نے خاتمہ سداد
مین لکھا ہی کہ سلسلہ شیعہ و غلات کا اس حدیث کی سند مین ہونا جو علامہ ابن حجر نے بیان کیا ہی تو کوئی مضائقہ نہین
ہی اسلیئے کہ ہر شیعہ اور غالی جھوٹھ نہین بولتا بلکہ اکثر شیعہ اور غلات سے وہ لوگ ہین جنسے صحاح ستہ مین روایتین
لی گئی ہین اور خصوصًا اس روایت کی شاہد اور بھی روایتین ہین آئمہ اہلسنت وجماعت بھی اس روایت کے
راوی ہین پھر اس روایت کی صحت مین کیا عذر ہو سکتا ہی اور ہمارا جواب یہ ہی کہ ایک شیعہ تو بالمشافہ تو حط غیر

خدمت پیغمبر خدا صلعم مین بھیجتے ہین اور صحت حدیث کی کر لیتے ہین بلکہ اکثر حدیثین جو قواعد کی پابندی سے صحیح
ٹھیرین وہ غیر صحیح اور غیر صحیح صحیح ہو گئی ہین پھر اس حدیث کو خود سید علی ہمدانی نے کتاب مودۃ مین نقل فرمایا ہی
اور اُنکا سلطان الاولیا صاحب کشف و کرامات ہونا بالاتفاق ہی جسکو ہم بیان کر آئے ہین پھر یہ حدیث کیونکر صحیح
نہ ہوئے بلکہ اس حدیث کی صحت تو یقینی ہو گئی سند حدیث کیطرف ملتفت ہونا ہی بیکار ہو گیا **قولہ** امیر المومنین
کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی قوت ایمانی دیکھیے کہ خاص اپنے باپ نے انتقال کیا ہی اور خود حضور پر نور صلی اللہ
علیہ وسلم غسل کا فتوےٰ دے رہے ہین اور یہ عرض کرتے ہین کہ یا رسول اللہ وہ تو مشرک مرا **اقول** آپ تو
کور باطن ہین یقولون بافواھھم کے مصداق ہین آپکے امیر المومنین تو معاویہ ہین کیا آپ کو معلوم نہین
کہ جب صلحنامہ صفین مین امیر المومنین علی ابن ابیطالب لکھا گیا تو معاویہ اور اعوان معاویہ اور اعوان و
انصار معاویہ نے قبول نہین کیا چنانچہ روضۃ الصفا مین لکھتے ہین کہ عبید اللہ ابن ابی رافع کاتب امیر المومنین
علی ابن ابی طالبؑ نے لکھا ھذا ما صالح علیہ امیر المومنین علی بن ابیطالبؑ معاویہ گفت چہ بد مردی
باشم کہ با وجود یکہ دانم علی امیر المومنین است با او مقاتلہ نمایم عمر عاص گفت لفظ امیر المومنین را محو باید کرد علی
گفت اللہ اکبر صدق رسول اللہ نظیر این قضیہ بدست من اجرا یافتہ چہ در روز حدیبیہ کہ صلح نامہ می نوشتم
در قلم آوردم کہ این صلحی ست کہ محمد رسول اللہ میکند سہیل ابن عمرو و بروایتے با اہل مکہ سہیل ابن عمرو گفت کہ لفظ رسول اللہ
را محو باید کرد جسپر پیغمبر خدا صلعم نے فرمایا یا علی امح ثم قال لک یا علی مثلہا ھذا ایسا ہی حبیب السیر و نیز شرح
نہج البلاغہ مین مذکور ہی اور یہ بھی معاویہ اور عمرو عاص سردار اسلام و سنت جماعت ہین اور بالاتفاق ثابت
ہی کہ معاویہ و عمرو عاص شبیہ و اشباہ و امثال اُنکے علی کو امیر المومنین نہ جانتے تھے اور نہ کہتے تھے
تو مومنین سنت جماعت جو امثال آپکے ہین وہ علی کو کسطرح امیر المومنین کہہ سکتے ہین گو آپ امیر المومنین اس مقام پر
لکھ گئے مگر دل و زبان کا مختلف ہونا کہ جو صفت خاص آپکی ہی ظاہر ہی کہ آپکے سردار مذہب و ملک اس صفت کی
اسم مبارک حضرت علیؑ سے ہین پھر آپ کیونکر مصدق ہو سکتے ہین آپکا علی کو امیر المومنین لکھنا اور اُنکی قوۃ ایمانی کا اقرار کرنا
مصداق امنوا بافواھھم ولم تومن قلوبھم کا ہی بلکہ بقول سرداران ممدوحین آپ تو بدترین مردم روزگار
قرار پاتے ہین کہ اُنھون نے بئس الرجل انا ان اقررت انہ امیر المومنین ثم قاتلتہ فرمایا اور
آپ تو امیر المومنین بھی کہتے جاتے ہین اور اُنکی قوت ایمانی کا بھی اقرار کرتے جاتے ہین اور کوئی دقیقہ اُن کی
توہین اور تذلیل کا باقی نہین چھوڑتے جیسا کہ انھین پانچ چار سطر و مین آپنے در پردہ کیا سخت الزام دیا ہی مولانا علیؑ
کو جسکو ہم ظاہر کیے دیتے ہین خاطر جمع رکھیے اور حضرت امیر المومنینؑ کی قوۃ ایمانی کا ذکر ہی کیا ہی وہ تو نمونہ قدرت
یزدانی ہین جنکی ایک ضربت یوم الخندق افضل ہی عبادت ثقلین سے اور بعض دیگر روایات مین افضل من عبادۃ امتی
الی یوم القیامۃ ہی یعنے افضل ہی میری امت کی عبادت سے جو قیامت تک کریگی تو تمام مہاجرین و انصار
اور کل اُمت رسول مختار کی عبادت سے ایک ضربت علیؑ افضل ہی جن کی شان مین اللہم ادر الحق حیث ما دار

حبیب السیر جلد ۲ جزء ۳ ص ۲۹
شرح نہج البلاغہ جزء ۲
صفحہ ۱۱۰ سطر ۹

ماداد وارد ہوا ہی اور القرآن مع علی و علی مع القرآن [illegible]
پھرتے ہین اُس طرف حق پھرتا ہی اور علی قرآن کے ساتھ ہین اور قرآن علی [illegible] وجہ
ایمان جو حق ہی وہ تو پیرو ہی علی کا بلکہ حق وہ ہی جو ظاہر ہوا افعال و اقوال علی سے اُنھین کی محبت کا نام
تو ایمان ہی اُنھین کے بغض کو نفاق کہتے ہین اگر آپ مومن ہوتے تو در پردہ ایسا الزام نہ دیتے
اور نہ لکھتے کہ حضور اقدس تو غسل کا فتوی دے رہے ہین اور یہ عرض کرتے ہین کہ وہ تو مشرک مرا
حاصل اس عبارت سراپا ضلالت کا یہ ہوا کہ حضور تو حکم فرماتے ہین اور فتوی دیتے ہین اور علی
اتیان ماموربہ سے انکار فرماتے ہین اور یہ نہین جانتے کہ حکم فرمانے سے آنحضرت صلعم کے ختیار
منتقی ہو گیا ہی یا حضور اقدس کے فتوی کو ناجائز سمجھ کر عرض کرتے ہین کہ وہ تو کافر مرا آپ کیسا
فتوی دے رہے ہین یا جناب ختم المرسلین جناب ابوطالب کو مومن جان کر اُنکے غسل و کفن و دفن کا
فتوی دیتے ہین اور یہ آگاہ کرتے ہین کہ وہ تو کافر مرا یا اتیان امر کو آنحضرت کے واجب نہین جانتے
سبحان اللہ کیا خوب قوت ایمانی امیرالمومنین علی کا آپ نے ثبوت دیا بجمیع الوجوہ مورد الزام اُنھین کو
ٹھہرایا اور غرض بھی آپ کی یہی ہی کہ علی اتیان ماموربہ کو آنحضرت کے واجب نہ جانتے تھے اور
احکام پیغمبر پر اعتراض کرتے ہی تھے **قولہ** ایمان ان بندگان خدا کے تھے کہ اللہ اور رسول
کے مقابلہ مین باپ بیٹی کسی سے کچھ علاقہ نہ تھا اللہ و رسول کے مخالفون کے دشمن تھے اگرچہ
وہ اپنا جگر ہو دوستان خدا کے اور رسول کے دوست تھے اگرچہ اُن سے دنیوی ضرر ہوا **قول**
اولا اگر یہی ہی تعریف ایمان کامل کی تو جناب ابوطالب نے مومن کامل ہونے مین کیا تردد باقی رہا
مطابق آپ ہی کے قول کے جو ابتداے رسالہ مین آپ نے تحریر کیا ہی کہ ایک عالم حضور کا دشمن جان
ہو گیا تھا پھر آپ ہی فرمایئے کہ اُس وقت مین کون کون بندگان خدا مین ایسا تھا جس نے بمقابلہ خدا
و رسول کے باپ بیٹی قوم و قبیلے اپنے پراے سے علاقہ اُٹھا لیا ہو اور تمام کفار عرب کے مقابلہ
مین تنہا کھڑا ہوا ہو اور یا علان کہا ہو واللہ لن یصلوا الیک بجمعھم حتی اوسد فی التراب
دفینا اور کون ایسا تھا کہ اللہ و رسول کے دشمنون کا دشمن اور اُنکے دوستون کا دوست بن بیٹھا ہو
اور کون ایسا تھا کہ جس نے اول اول حضور کو رسول کموسی اور آپ کے دین کو خیرالادیان کہا ہو یہ
اوصاف تو اُسی بندۂ خدا کے باپ کے ہین جسے نصیری خدا لکھتے ہین جسکا اسم مبارک ابوطالب ہی
جو خیر البشر کا خیر العم ہی ثانیا ان بندگان خدا سے آپ کی کیا مراد ہی اگر آپ کی مراد فقط حضرت علی ہی
تو بندگان خدا کہنا اور بندۂ خدا مراد لینا خالی صفاہت سے نہین اور اگر بندگان خدا سے دیگر
مہاجر و انصار بھی مراد لی ہی تو آپ ہی بتایئے کہ بندگان خدا مین کون کون ایسے تھے کہ جنکی محبت
ایمان جنکا بغض نفاق تھا جو مولی کل مومن اور مومنہ کے تھے جنکی ایک ضرب تمام امت محمدی کی

مادا وارد ہوا ہی اور القرآن مع علی و علی مع القرآن لن یفترقا حتی یردا علی الحوض ...
پھرتے ہین اُس طرف حق پھرتا ہی اور علیؑ قرآن کے ساتھ ہین اور قرآن علی ... تھے پاین وجہ
ایمان جو حق ہی وہ تو پیرو ہی علیؑ کا بلکہ حق وہ ہی جو ظاہر ہوا افعال و اقوال علیؑ سے اُنھین کی محبت کا نام
تو ایمان ہی اُنھین کے بغض کو نفاق کہتے ہین اگر آپ مومن ہوتے تو در پردہ ایسا الزام نہ دیتے
اور نہ لکھتے کہ حضور اقدس تو غسل کا فتوی دے رہے ہین اور یہ عرض کرتے ہین کہ وہ تو مشرک مرا
حاصل اس عبارت سرا پا ضلالت کا یہ ہوا کہ حضور تو حکم فرماتے ہین اور فتوی دیتے ہین اور علیؑ
اتیان ماموربہ سے انکار فرماتے ہین اور یہ نہین جانتے کہ حکم فرمانے سے آنحضرت صلعم کے خفتیار
منتقی ہو گیا ہی یا حضور اقدس کے فتوی کو ناجائز سمجھ کر عرض کرتے ہین کہ وہ تو کافر مرا آپ کیسا
فتوی دے رہے ہین یا جناب ختم المرسلینؐ جناب ابوطالبؑ کو مومن جان کر اُنکے غسل و کفن و دفن کا
فتوی دیتے ہین اور یہ آگاہ کرتے ہین کہ وہ تو کافر مرا یا اتیان امر کو آنحضرتؐ کے واجب نہین جانتے
سبحان اللہ کیا خوب قوت ایمانی امیرالمومنین علیؑ کا آپ نے ثبوت دیا بجمیع الوجوہ مورد الزام اُنھین کو
ٹھہرایا اور غرض بھی آپ کی یہی ہی کہ علیؑ اتیان ماموربہ کو آنحضرتؐ کے واجب نہ جانتے تھے اور
احکام پیغمبرؐ پر اعتراض کرتے ہی تھے **قولہ** ایمان ان بندگان خدا کے تھے کہ اللہ اور رسولؐ
کے مقابلہ مین باپ بیٹی کسی سے کچھ علاقہ نہ تھا اللہ و رسولؐ کے مخالفون کے دشمن تھے اگرچہ
وہ اپنا جگر ہو دوستان خدا کے اور رسولؐ کے دوست تھے اگرچہ اُن سے دنیوی ضرر ہو **قول**
اولا اگر یہی ہی تعریف ایمان کامل کی تو جناب ابوطالبؑ کے مومن کامل ہونے مین کیا تردد باقی رہا
مطابق آپ ہی کے قول کے جو ابتداے رسالہ مین آپ نے تحریر کیا ہی کہ ایک عالم حضور کا دشمن جان
ہو گیا تھا پھر آپ ہی فرمائیے کہ اُس وقت مین کون کون بندگان خدا مین ایسا تھا جس نے بمقابلہ خدا
و رسولؐ کے باپ بیٹی قوم و قبیلے اپنے پراے سے علاقہ اُٹھالیا ہو اور تمام کفار عرب کے مقابلہ
مین تنہا کھڑا ہوا ہو اور یہ اعلان کہا ہو واللہ لن یصلوا الیک بجمعھم حتی اوسد فی التراب
دفینا اور کون ایسا تھا کہ اللہ و رسولؐ کے دشمنون کا دشمن اور اُنکے دوستون کا دوست بن بیٹھا ہو
اور کون ایسا تھا کہ جس نے اول دل حضور کو رسولؐ کو موسی اور آپ کے دین کو خیرالادیان کہا ہو یہ
اوصاف تو اُسی بندۂ خدا کے باپ کے ہین جسے نصیری خدا لکھتے ہین جسکا اسم مبارک ابوطالب ہی
جو خیرالبشر کا خیرالعم ہی ثانیا ان بندگان خدا سے آپ کی کیا مراد ہی اگر آپ کی مراد فقط حضرت علیؑ ہی
تو بندگان خدا کہنا اور بندۂ خدا مراد لینا خالی صفاہت سے نہین اور اگر بندگان خدا سے دیگر
مہاجر و انصار بھی مراد لی ہی تو آپ ہی بتائیے کہ بندگان خدا مین کون کون ایسے تھے کہ جنکی محبت
ایمان جنکا بغض نفاق تھا جو مولی کل مومن اور مومنہ کے تھے جنکی ایک ضرب تمام اُمت محمدی کی

ترکہ مسلمان کو نہین پہونچتا فقط **اقول** اول تو یہ حدیث مضطرب اور منکر اور منقطع ہی اضطراب حدیث تو ظاہر ہی کہ حضرت عثمان کے دو فرزند تھے ایک کا نام عمر بضم العین تھا اور دوسرے کا نام عمرو بفتح العین تھا مالک کا قول تو عمر بضم العین ہی اور جمیع اصحاب ابن شہاب عمرو بفتح العین کہتے ہین چنانچہ علامہ ابن حجر تقریب تہذیب مین لکھتے ہین کہ مالک نے حدیث اسامہ مین تفرد اعمر بالضم اختیار کیا ہی اور صواب عمرو بالفتح ہی وقال امام الائمہ فی اسنادہ شئی اور منکر ہونا اس حدیث کا تو ایسا واضح ہی کہ حتی جعل ابن الصلاح ذلک مثالا للمنکر یعنی ابن صلاح نے اس حدیث کو مثال منکر مین وارد کیا ہی انقطاع حدیث مین بھی کوئی تردد نہین کہ انقطاع دو حال سے خالی نہین یا ظاہری ہی یا باطنی اس حدیث مین دونون موجود ہین انقطاع ظاہری تو یہ ہی کہ اس حدیث کی مقبولیت مین اختلاف ہی اور انقطاع باطنی یہ ہی کہ صحابہ اور تابعین اور نیز جو بعد انکے ہین ان سب نے توریث مسلم من الکافر مین اختلاف کیا ہی چنانچہ شریفیہ شرح سراجیہ صفحہ ۷ سطر ۱ مطبوعۂ مصطفائی مین موجود ہی والثالث اختلاف الدینین فلا یرث الکافر من المسلم اجماعا ولا المسلم من الکافر علی قول علی وزید وعامۃ الصحابۃ والیہ ذھب علماؤنا والشافعی لقولہ علیہ السلام لا یتوارث اھل الملتین شتی والقیاس ان یرث کقولہ ع الاسلام یعلو ولا یعلی ومن العلو ان یرث المسلم من الکافر ولا یرث الکافر منہ والیہ ذھب معاذ بن جبل ومعاویۃ بن ابی سفیان والحسن ومحمد بن الحنفیۃ ومحمد بن علی بن الحسین ومسروق التابعی رحمہم اللہ تیسرے اختلاف ہی مذہب مورث اور وارث کا پس نہ وارث ہوگا کافر مسلم سے اجماعا اور نہ مسلم کافر سے اوپر قول علی وزید وعامۂ صحابہ اور اسی طرف ہمارے علماء بھی گئے ہین اور شافعی رح لقولہ کہ نہین وارث ہوتے صاحب دو مختلف ملتون کے اور قیاس یہ چاہتا ہی کہ وارث ہون لقولہ ع الاسلام یعلو ولا یعلی اور علو اسلام یہ ہی کہ وارث ہو مسلم کافر سے اور نہ وارث ہو کافر مسلم سے اور یہ مذہب ہی معاذ ابن جبل اور معاویہ اور حسن اور محمد ابن حنفیہ اور محمد بن علی بن الحسین اور مسروق کا نووی نے مسلم کی شرح مین کہا ہی اجمع المسلمون علی ان الکافر لا یرث المسلم واما المسلم فلا یرث الکافر ایضا عند جماھیر العلماء من الصحابۃ والتابعین ومن بعدھم وذھبت طائفۃ الی توریث المسلم من الکافر وھو مذھب معاذ بن جبل ومعاویہ وسعید ابن المسیب ومسروق وغیرھم وروی ایضا عن ابی الدرداء والشعبی والزھری والنخعی نحوہ علی خلاف بینھم فی ذلک والصحیح عن ھؤلاء بقول الجمھور یعنی اجماع ہی مسلمانونکا کہ کافر مسلمان کا وارث نہین ہوتا لیکن مسلمان پس وہ بھی کافر کا وارث نہین نزد جمہور صحابہ و تابعین و جو انکے بعد ہین انکے نزدیک اور ایک طائفہ کا مذہب ہے

نزدیک اور ایک طائفہ کا مذہب ہی کہ مسلمان کافر کا وارث ہوتا ہی اور وہ مذہب ہی معاذ بن جبل اور
معاویہ اور سعید بن مسیب کا اور مسروق وغیرہ کا اور نیز مروی ہی ابی الدردا اور شعبی اور زہری اور
نخعی سے مثل اسی کے کہ آپس مین اختلاف کیا ہی اور صحیح قول جمہور ہی ثانیاً اسامہ بن زید کا
احوال بھی مشہور ہی کہ باوجود اجماع کے مخالفت کی اور بیعت حضرت علیؑ نہ کی وہ اس حدیث
کے راوی اور اوراج بھی انھین کی طرف سے ثابت ولو بالشک اور اسپر طرہ یہ کہ جب انھون نے
پوچھا کہ این تنزل فی دارک بمکہ تو پیغمبر خدا نے فرمایا ھل ترک عقیل من رباع سوال تو
این تنزل فی دارک بمکہ ہی جسکے ترجمہ مین آپ نے غلطی فرمائی ہی کہ من رباع اور ور
کا ترجمہ یون فرمایا ہی حضور کل مکہ معظمہ مین اپنے محلہ کے کون سے مکان مین نزول اجلال فرماینگے
حالانکہ مراد یا رباع یعنی محلہ ہی یا مکانات جس سے شک راوی ظاہر ہی آپ نے خوب معنی اپنے
مطلب کے موافق گڑھ لیے کہ محلہ کے کون سے مکان مین حاصل یہ ہی کہ آپ اپنی فریب دہی سے
نہ چوکے غرض اس سوال اسامہ اور جواب رسول اللہ سے تو یہ پایا نہین جاتا کہ عقیل کسی طرح بھی
اپنے باپ ابوطالب کے وارث ہوے بلکہ اس حدیث کا مطلب اور معنی تو صاف صاف ہین کہ اسامہ
نے سوال کیا کہ آپ اپنے کس مکان مین اُترینگے حضرت نے جواب دیا کہ عقیل نے ہمارا کوئی مکان
چھوڑا ہی لیکن ہم آپ ہی کے معنی بتائے ہوے تسلیم کئے لیتے ہین کہ عقیل اپنے باپ ابوطالب
کے وارث ہوے اور وراثت بھی شرعی شارع کے حکم سے واقع ہوئی پھر فرمائیے کہ پیغمبر خداؐ نے
کیون فرمایا کہ عقیل نے ہمارے لیے کوئی محلہ یا مکان چھوڑا ہی وارث کو خود ہی نے تو میراث کا
وارث کیا اور خود ہی نے فرمایا کہ اُس نے ہمارے لیے کچھ چھوڑا ہی وارث جو میراث پاتا ہی تو یہ نہین
کہا جاتا کہ وارث نے کچھ نہین چھوڑا اور وارث اگر اپنی میراث کو چھوڑ دے تو اُسنے اپنا حق چھوڑ دیا
اور حق کو چھوڑنا حق کو ناحق کرتا ہی اگر عقیل اپنا حق چھوڑ دیتے تو پیغمبرؐ کو کیا نفع ملتا کیا وہ پیغمبرؐ
کا حق ہو جاتا کیا حق کو ناحق کرنا جائز ہی واے ہو آپ کی عقل و علم پر کہ خود ہی تو رسول برحق نے
عقیل کو [illegible] اُنکا وارث قرار دیا اور خود ہی تاسف سے فرمایا کہ عقیل نے ہمارے
لیے [illegible] ہو تو یہ ثابت ہو رہا ہی کہ عقیل نے پیغمبرؐ برحق کے حق کو بھی
[illegible] ابوطالب کے مال کو برباد کیا اُسی طرح پیغمبرؐ خدا کے حق کو بھی برباد کیا
[illegible] وکان عقیل ورث اباطالب تین حال سے خالی نہین یا تو یہ توریث شرعی بحکم
شارع واقع ہوئی ہی یا یہ توریث غیر شرعی اور من جہۃ الکفر واقع ہوئی یا یہ توریث دو جہتین واقع ہوئی
اگر من جہۃ الاسلام بحکم شارع واقع ہوئی تو جو مستحق اُسکا تھا اُسکو پہونچے مثل مشہور ہی حق بحقدار رسید
پھر اُسی شارع نے تاسف کیون فرمایا اور بغیر استحقاق کس لیے فرمایا کہ ھل ترک عقیل من

رباع او دو رکیا کوئی مسئلہ اجتہادی آپ کا ایسا بھی ہی کہ وارث شرعی کو جب شارع اُسکا حق دے
تو وہ حق وار اپنے حق کو شارع کے لیے چھوڑ دے اور اگر یہ توریث من جہۃ الکفر واقع ہوئی کہ عقیل
وطالب بسبب اپنے کفر کے وارث بن بیٹھے ابوطالبؑ کے اور جعفر وعلیؑ کو بسبب اپنے غلبہ کے
کچھ نہ دیا اعم انتہی کہ جعفر وعلی علیہ السلام بحکم اسلام بھی مستحق وراثت رہے ہوں یا نہ رہے ہوں اور
مورث بھی کافر ہو یا نہ ہو اس حال مین تو وارث ہونا عقیل وطالب کا ثابت اور نہ وارث ہونا جعفر
وعلیؑ کا بھی ثابت مگر ایک بڑی سی بڑی قباحت یہ لازم آئی کہ فکان عمر بن الخطاب یقول لا
یرث المومن الکافر اور بلفظ ابن ماجہ وطحاوی فکان عمر من اجل ذلک یقول لا یرث المومن
الکافر اور بلفظ اسماعیلی فمن اجل ذلک کان عمر یقول لا یرث المومن الکافر جسکا ترجمہ آپ نے
فرمایا اسی بنا پر امیر المومنین عمر فاروق اعظم فرمایا کرتے تھے کہ کافر کا ترکہ مسلمان کو نہین پہونچتا اور قسطلانی
نے اسکی شرح کی فکان یقول عمر مما ہو موقوف علیہ یعنی یہ قول حضرت عمر کا موقوف علیہ ہی یس
یہ توریث تو من جہۃ الکفر قرار پائی اس بنا پر امیر المومنین عمر فاروق اعظم کا لا یرث المومن الکافر
فرمانا بنائے کفر کو مومنین پر جاری کرنا اور فرق بین الحق والباطل نہ کرنا بنائے فاسد علی الفاسد ہی
اس اہتمام کی سزا روز قیامت عمر فاروق آپ کو ضرور دینگے قبصر آور اگر یہ توریث از جہتین واقع
ہوئی کہ طالب وعقیل بسبب اپنے کفر کے اور غلبہ کے کل ملک ومال جناب ابوطالب دبا بیٹھے اور بغیر
استحقاق وارث بن گئے اور جعفر وعلیؑ بحکم شارع اور بحکم اسلام وراثت سے محروم ہوے تو بھی
وہی قباحت لازم آئی کہ خود ہی تو آنحضرتؐ نے ترک وراثت کا حکم دیا علیؑ اور جعفر کو کہ مسلمان کافر کا
وارث نہین ہوتا تم ابوطالب کے وارث نہین ہو اور پھر بغیر استحقاق وراثت خود متاسف ہوکر فرمایا
ھل ترک لنا عقیل من ظل اور رباع او دو ر بلکہ توارث شرعی تو ثابت ہو سکتا ہی نہین کہ بعد وفات
جناب ابوطالبؑ وہ غلبہ ہوا کفار کا کہ اللہ کی پناہ اور مصائب عظیم کا سامنا ہوا کہ جسکی انتہا نہین
کون سی سختی تھی جو کفار عرب نے اُٹھا رکھی حتی کہ پیغمبر صلعم نے جب دیکھا کہ کفار ایذا دہی و ضرر رسانی
پر آمادہ ہوگئے تو یاد کیا اپنے حامی و ناصر و عاضد دیا و رعم بزرگوار کو اور فرمایا یا عم ما اسرع ما
وجدت فقدک کہ آپ کے بعد اے چچا جو کچھ مجھ پر پڑنے والی تھی کیسی جلد آن پڑی غرض تمام کتب
احادیث وسیر اس حال سے مملو ہین اُسی سال کو جس مین جناب ابوطالب نے وفات فرمائی آنحضرتؐ
نے عام الحزن نام رکھا اور اسقدر جرأت اور بے ادبیان کفار اشرار نے شروع کین اور ایسا مبالغہ
کیا ضرر رسانی اور ایذا دہی مین کہ مکہ چھوڑنا پڑا ہجرت فرمائی ایسے وقت مین نفاذ احکام اسلام کفار
پر محال تھا پھر طالب وعقیل پر کیونکر توریث جاری فرمائی اور وہ دونون باوجود کفر کے اور غلبہ کفار
کے کیون محکوم اور مغلوب ہوے احکام اسلام کا مومنین پر اجرا مشکل تھا کفار کا ذکر ہی کیا جواب ہے

جعفرؑ و علیؑ تو خود جناب رسالتمآب صلعم نے تو اپنے مولد او مسکن اور کل املاک و مال وغیرہ کو چھوڑ کر
ہجرت فرمائی کذلک اکثر مومنین نے بھی اپنے مکانات اور کل املاک چھوڑ دی اپنی اپنی جانین لیکر
ہجرت کی کہ جانون کا بچانا محال ہو گیا تھا ابوسفیان اور دیگر کفار تمام مہاجرین کے کا نہ وارث بنگئے
اور کل املاک برباد کر ڈالی بیچڈالی توریث شرعی کے جاری کرنے کا کیا محل تھا اور اگر اسی کا نام وراثت
ہی تو کان عقیل ورث ابا طالب ہو و طالب کے مقام پر کل من ہاجر من المومنین حتی
النبی صلعم ورث فربیہ الکافر صادق آتا ہی اور جناب ابوطالب اس مسئلہ توارث مین
مومنین اور مہاجرین کے شریک ہین را ابقاء عدم ارث کا فر من المسلم او بعکس ہمکا اور توریث المسلم من
الکافر بلکہ اکثر احکام جو مستقر ہوے ہین بعد استیلاے اسلام اور فتح کہ معظمہ کے واقع ہوے ہین
اور مومنین مہاجرین کے احکام جو مابین ہجرت واقع ہوے اور حق سبحانہ تعالی نے حکم فرمایا بقولہ ان
الذین امنوا وھاجروا وجاھدوا باموالھم وانفسھم فی سبیل اللہ والذین اووا ونصروا
اولئک بعضھم اولیاء بعض الآیہ جسکی شرح مین قسطلانی نے طولانی تقریر بیان کی ہی اور لکھتے
ہین وکان المہاجرون والانصار یتوارثون بالھجرۃ والنصرۃ دون الاقارب حتی نسخ
ذلک بقولہ واولی الارحام بعضھم اولی ببعض پھر لکھتے ہین والذی یفھم یعنی وہ معنی کہ جو
آیۂ سابقہ سے سمجھے جاتے ہین کہ مومنین آپس مین ایک دوسرے کے وارث ہوتے ہین اور یہ لازم نہین
آتا اس سے کہ ان المومنون لا یرث الکافر لیکن مستفاد ہوتا ہی بقیۂ آیہ سے وہی قولہ والذین
امنوا ولم یہاجروا مالکم من ولایتھم من شئ حتی یھاجروا یعنی وہ لوگ جو ایمان لائے
ہین اور انھون نے ہجرت نہین کی تم کو انکی وراثت سے کوئی حصہ نہین ہی یہان تک کہ وہ
لوگ ہجرت کرین فمن لم یکن مہاجرا کانہ لیس مومنا فلھذا لم یرث المومن المہاجر
یعنی جس نے ہجرت نہین کی وہ گویا مومن ہی نہین ہی اور اسی سبب سے مہاجر وارث نہین ہوتا
غیر مہاجر کا پس اس حکم مین نہ عقیلؑ و طالبؑ شریک ہین نہ جعفرؑ و علیؑ بلکہ مومنین غیر مہاجر شامل کفار
ہوے جاتے ہین اور وفات ابوطالبؑ قبل ہجرت واقع ہوئی ہی بلکہ سبب ہجرت آنحضرتؐ وفات
جناب ابوطالبؑ ہی جو مومنین لیس مومنا کے مصداق بنائے گئے ہین اُن مین بھی جناب ابوطالبؑ
شریک نہین ہو سکتے اور تفسیر بیضاوی مین اولیاء بعض پر حاشیہ پیشتر سے لکھا ہی کہ ابن عباسؓ اور
مجاہد اور قتادہ اور سدی اور عبدالرحمن اور ایک جماعت نے اس آیہ کو حمل کیا ہی وراثت پر و قالوا
کان التوارث فی الابتداء بالمواخات فانہ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
حین قدم المدینۃ آخی بین المہاجرین والانصار فجعل کل مہاجری اخا انصاریا
وبما کانوا یتوارثون بالقرابۃ اذا لم یکن معہا ھجرۃ فکان لا یرث المہاجر من غیر المہاجر

ولا غیر المہاجر من المہاجر وان کان قریبین حتی کان یوم فتح مکہ فسقطت فرضیۃ
الہجرۃ ونزلت ایۃ المواریث بالقرابات یعنی اُن سب نے کہا کہ تھا توارث ابتدا مین بالمواخات
پس پیغمبر صؐ خدا جب مدینہ پہونچے تو بین المہاجرین مواخات کی یعنی آپس مین ایک دوسرے کا
بھائی قرار دیا پس ہر مہاجر کا بھائی ایک انصار ہوا اور نہ تھے وہ لوگ کہ وراثت لیتے آپس مین
بالقرابۃ جب تک کہ قرابت کے ساتھ ہجرت نہ ہوتی پس نہ وارث ہوتے تھے مہاجر غیر مہاجر کے
اور نہ غیر مہاجر مہاجر کے اگرچہ ہوتے تھے وہ دونون قرابت دار یہانتک کہ ہوا یوم فتح مکہ تو ساقط
ہو گئی فریضۃ ہجرت کی اور نازل ہوئی آیہ مواریث اولی الارحام کی انتہی حاصل یہ ہی کہ توارث
بالمواخات تا زمانہ فتح مکہ متحقق اور بعد فتح مکہ حکم توارث بالمواخات اور فرضیت ہجرت دونون
منسوخ اور ساقط پس کیونکر صادق آیا کان عقیل ورث ابا طالب بلکہ توارث درمیان علیؑ و پیغمبرؐ کے
فی الدنیا والآخرۃ متحقق اور ثابت کہ مشکوۃ مین ترمذی سے منقول ہی عن ابن عمر قال اٰخی رسول
اللہ صؐ بین اصحابہ فجاء علی تدمع عیناہ فقال اٰخیت بین اصحابک ولم تواخ بینی
وبین احد فقال رسول اللہ صؐ انت اخی فی الدنیا والآخرۃ یعنی روایت ہی ابن عمر سے کہ برادری
لگائی رسول صؐ خدا نے اپنے اصحابون مین پس آئے علیؑ روتے ہوے اور کہا کہ مواخات قرار دی آپنے
اپنے اصحاب مین اور میرا کوئی بھائی مقرر نہ کیا فرمایا حضرتؐ نے کہ تو بھائی میرا ہی دنیا و آخرت مین
پس ان آیات مذکورہ اور ان کی تفسیر اور تشریح اور حدیث سے چند امور ثابت ہین اول تو ابتدائے
بعثت مین ہجرت جزو ایمان تھی جن مومنین نے ہجرت نہین کی کانہ لیس بمومن قرار پائے اگرچہ
حق تعالی اُن لوگون کو والذین امنوا ولم یہاجروا خطاب کرتا ہی اور جناب ابو طالبؑ عم اس سے
کہ ایمان لائے تھے یا نہین وہ قبل ہجرت انتقال فرما چکے تھے دوسرے مومنین مہاجرین مین اور
اُن مومنین مین کہ جنھون نے ہجرت نہ کی تھی توارث منقطع کیا گیا تھا حتی کہ وہ ہجرت کرین اسوجہ
سے بھی جناب ابو طالبؑ کا مستثنی ہونا ظاہر ہی کہ ہجرت کا سبب ہی وفات جناب ابو طالب ہوئی
تھی تیسرے فیما بین المہاجرین والانصار اخوت لگائی گئی کہ ایک دوسرے کا وارث اور یاور
رہیں [illegible] جناب ابو طالبؑ کو کوئی واسطہ نہین ہی چوتھے فیما بین علیؑ و دیگر مہاجرین و انصار
مین اخوت [illegible] حضرت علیؑ نے محزون و آبدیدہ ہو کر عرض کی تو حضرتؐ نے فرمایا
انت اخی فی الدنیا والآخرۃ [illegible] تو میرا بھائی ہی دنیا و آخرت مین اس سے یہ ثابت ہوا کہ حاجت
مواخات کی فیما بین المہاجرین والانصار واسطے توارث اور نصرت کے تھی اس سبب سے حضرت علیؑ کا
نہ [illegible] اور مواخات مفید بزمانہ ہجرت تھا اور وقت استفسار
[illegible] دنیا و آخرت مین تو مراد یہ ہوئی کہ فیما بین میرے اور تیرے

سو اخات اور توارث تا قیامت باقی ہی کہ قید دنیا و آخرت کی ہی نہ ہجرت کی پانچوین بالاتفاق ثابت ہی کہ حکم فرضیت ہجرت اور توارث بین المہاجرین والانصار بعد فتح مکہ منسوخ ہوا اور توارث اولی الارحام جاری ہوگیا مگر منسوخیت اخوت علیؑ و نبیؐ اور توارث فیما بین فی الدنیا والآخرۃ محکم اور باقی رہا مگر کسی طرح سے کان عقیل ورث ابا طالب ثابت نہین ہوتا اور نسبت ادراج کی جو امام زین العابدین علیہ السلام کی طرف آپ دے رہے ہین یہی آپ کا خام خیال ہی یہ تو ادراج بھی نہین ہی بلکہ اتہام نامعقول کسی دشمن خاندان رسول کا عم رسول مقبول پر ہی اور ایسے اتہام کی نقل کرنا اور بیان کرنا کسی طرح ممنوع نہین ہی حق تعالی کلام مجید مین اقوال کفار کو کس طرح بیان کرتا ہی نقل کفر کفر نہین ہی امام زین العابدین علیہ السلام کا راوی حدیث مع عبارت ادراج ہو تا کوئی نقصان نہین رکھتا نہ کوئی منفعت بخشتا ہی خامسا برزنجی خاتمۂ سداد مین لکھتے ہین کہ ان جعفر قد هاجر الی الحبشه وعلی کان صغیرا فی حجر النبی و قد کان عقیل اغتصب المال و ترک رسول الله المخاصمه دفعا للشر فان قریشا بعد موت ابی طالب نالوا من النبی ما ارادوا من الاذی کما هو معلوم یعنی تحقیق کہ ہجرت کی جعفر نے حبشہ کی طرف اُس وقت علیؑ خورد سال تھے اور پرورش مین آنحضرتؐ کی رہتے تھے اور عقیل نے کل مال ابوطالب کا غصب کر لیا تھا اور قابض ہو بیٹھے اور پیغمبرؐ خدا نے دفعا للشر مخاصمہ کو ترک کیا اور قریش بعد وفات ابوطالبؑ اپنی مراد کو پہونچے اور ایذا دہی پر قادر ہوے اور جو کچھ ایذائین دین وہ مشہور اور معلوم ہین پھر کونسا مومن سنت جماعت قبول کریگا اس بنا پر عمر فاروق فرماتے تھے کہ کافر کا ترکہ مسلمان کو نہین پہونچتا سادسا برزنجی خاتمۂ سداد مین ایک وجہ یہ بھی لکھتے ہین کہ یمکن انهم لما هاجروا و ترکوا العقار استولی عقیل اور نیز ممکن ہی کہ جب ہجرت کی رسول اللہؐ نے تو محلہ گھر بار سب چھوڑ کر چلے گئے اور عقیل اُس پر قابض ہوگئے اور بیچ ڈالا اُن سب کو اور یہ امر بھی ظاہر ہی کہ یوم الفتح عقیل مسلمان تھے تو پیغمبرؐ خدا کو اپنا فخر سمجھ کر اُنھین مکانون مین اُتارتے اور پیغمبرؐ برحق بھی ضرور بطیب خاطر اُنھین مکانون مین اُترتے اس سے بھی ثابت ہوتا ہی کہ عقیل نے بسبب اپنے غلبہ کے مکانات جناب ابوطالبؑ اور نیز مکانات جناب رسول اللہ غصبا بیع کر ڈالے تصرف طالب و عقیل کا از روے تعریف شرعی کے نہ تھا سابعا جن مکانات مین آنحضرتؐ سے اُترنے کا سوال کیا گیا وہ خود مملوک تھے آنحضرتؐ کے جیسا کہ برزنجی نے احکام سلطانیہ مین ذکر کیا ہی حیث قال ورث النبی من امه امنه بنت وهب دارا تها بمکه و هی التی بین الصفا والمروة التی خلف سوق العطارین فاما المدوره فباعها بعد هجرة رسول الله صلعم یعنی وارث ہوے نبی صلعم اپنی ماں آمنہ بنت وہب کے مکانون کے کہ جو مکۂ معظمہ مین بین الصفا والمروہ عقب بازار عطارین واقع ہین جب آپ نے ہجرت فرمائی تو کل

مواخات اور توارث تاقیامت باقی ہو کہ قید دنیا و آخرت کی ہو نہ ہجرت کی پانچوین بالاتفاق ثابت ہو کہ حکم فرضیت ہجرت اور توارث بین المہاجرین والانصار بعد فتح مکہ منسوخ ہوا اور توارث اولی الارحام جاری ہو گیا مگر منسوخیت اخوت علیؑ و نبیؐ اور توارث فیما بین فی الدنیا والآخرۃ محکم اور باقی رہا مگر کسی طرح سے کان عقیل ورث ابا طالب ثابت نہین ہوتا اور نسبت ادراج کی جو امام زین العابدین علیہ السلام کی طرف آپ دے رہے ہین یہی آپ کا خام خیال ہو یہ تو ادراج بھی نہین ہو بلکہ اتہام نامعقول کسی دشمن خاندان رسول کا عم رسول مقبول پر ہو اور ایسے اتہام کی نقل کرنا اور بیان کرنا کسی طرح ممنوع نہین ہو حق تعالی کلام مجید مین اقوال کفار کو کس طرح بیان کرتا ہو نقل کفر کفر نہین ہو امام زین العابدین علیہ السلام کا راوی حدیث مع عبارت ادراج ہونا کوئی نقصان نہین رکھتا نہ کوئی منفعت بخشتا ہو خامساً برزنجی خاتمۂ سدادمین لکھتے ہین کہ ان جعفر قد ھاجر الی الحبشہ وعلی کان صغیراً فی حجر النبی و قد کان عقیل اغتصب المال و ترک رسول اللہ المخاصمہ دفعاً للشر فان قریشا بعد موت ابی طالب نالوا من النبی ما ارادوا من الاذی کما ھو معلوم یعنی تحقیق کہ ہجرت کی جعفر نے حبشہ کی طرف اُس وقت علیؑ خورد سال تھے اور پرورش مین آنحضرتؐ کی رہتے تھے اور عقیل نے کل مال ابوطالب کا غصب کر لیا تھا اور قابض ہو بیٹھے اور پیغمبر خدا نے دفعاً للشر مخاصمہ کو ترک کیا اور قریش بعد وفات ابوطالبؑ اپنی مراد کو پہونچے اور ایذادہی پر قادر ہوے اور جو کچھ ایذائین دین وہ مشہور اور معلوم ہین پھر کونسا مومن سنت جماعت قبول کریگا اس بنا پر عمر فاروق فرماتے تھے کہ کافر کا ترکہ مسلمان کو نہین پہونچتا سادساً برزنجی خاتمۂ سدادمین ایک وجہ یہ بھی لکھتے ہین کہ یمکن انہم لما ھاجروا و ترکوا العقار استولی عقیل اور نیز ممکن ہو کہ جب ہجرت کی رسول اللہؐ نے تو محلہ گھر بار سب چھوڑ کر چلے گئے اور عقیل اُس پر قابض ہو گئے اور بیچ ڈالا اُن سب کو اور یہ امر بھی ظاہر ہو کہ یوم الفتح عقیل مسلمان تھے تو پیغمبر خدا کو اپنا فخر سمجھ کر اُنھین مکانون مین اُتارتے اور پیغمبر برحق بھی ضرور بطیب خاطر اُنھین مکانون مین اُترتے اس سے بھی ثابت ہوتا ہو کہ عقیل نے بسبب اپنے غلبہ کے مکانات جناب ابوطالبؑ اور نیز مکانات جناب رسول اللہ غصباً بیع کر ڈالے تصرف طالب و عقیل کا ازروے تعریف شرعی کے نہ تھا سابعاً جن مکانات مین آنحضرتؐ سے اُترنے کا سوال کیا گیا وہ خود مملوک تھا آنحضرتؐ کا جیسا کہ برزنجی نے احکام سلطانیہ مین ذکر کیا ہو حیث قال ورث النبی من امہ امنہ بنت وھب دارا تھا بمکہ وھی التی بین الصفا والمروۃ التی خلف سوق العطارین فاما المدوس فباعہا بعد ھجرۃ رسول اللہ صلعم یعنی وارث ہوے نبی صلعم اپنی ماں آمنہ بنت وہب کے مکانون کے کہ جو مکہ معظمہ مین بین الصفا والمروہ عقب بازار عطارین واقع ہین جب آپ نے ہجرت فرمائی تو کل

اگر ان سب مکانوں کو بیع کر ڈالا تھا اور اختلاف واقع ہوا ہی کہ آنحضرت نے عقیل کو کیون مخصوص کیا اور
انکے تصرف کو جاری رکھا بس کہا گیا کہ چھوڑ دیا تفضلاً اور کہا گیا کہ چھوڑ دیا انکے مائل ہونے کے واسطے
اور انکی تالیف قلوب کے واسطے اور کہا گیا کہ تصرف جاہلیت کے قائم رکھنے کے واسطے جس طرح کہ
صحیح رکھے گئے انکے نکاح انتہی تشریح ابن حجر سے بھی ثابت ہی کہ طالب و عقیل دونون متصرف ہوے
ملک ابوطالب پر اور ملک نبی پر اور سب بیچ ڈالا جو کچھ کہ تھا اور جب حکم اسلام مقرر ہوا ترک توریث
مسلم من الکافر تو بالاستمرار مال ابوطالب اور ملک پیغمبرؐ پر عقیل قابض رہے اگر جناب ابوطالب کافر
تھے اور حکم توریث حضرت نے جاری کیا تو اپنی مان آمنہ اور اپنے باپ عبداللہ کا مال و ملک کیون
نہ لے لیا عقیل مال پیغمبرؐ کے کیونکر وارث ہوے اور یوم فتح مکہ تو جعفرؑ و علیؑ و عقیل سب اسلام سے
مشرف ہو چکے تھے مگر آپ کو تو تعصب نے عداوت خاندان رسالت پر مدہوش کر دیا ہی آپ کی سمجھ
مین کیونکر آسکے ذرا حواس خمسہ درست فرمائیے اور دیکھیے کلام معجز نظام پیغمبرؐ کو آپ نے فرمایا ھل ترک
لنا عقیل من رباع او دور یعنی عقیل نے ہماری مان آمنہ اور باپ عبداللہ اور چچا ابوطالب سب کا
مال و ملک برباد کر دیا ہمارے لیے کچھ نہین چھوڑا المتبصر فقط **قوله** تنبیه لا شك ان قوله وكان
عقیل ورث اباطالب مدرج فی الحدیث ولم یبین قائله فی الکتب الذی ذکرنا و
اختلفت انا انه کلام الامام زین العابدینؑ وقال الامام العینی فی العمدة قوله وکان عقیل
ادراج من بعض الرواة ولعله من اسامة کذا قال الکرمانی اه والصواب ما ذکرته فقط
اقول فاعتبروا ان هداك الله تعالی لا یلحق الشك الا بالمشکك والحق حق وان ترك
حتی اعترفت ان قوله وکان عقیل ورث اباطالب مدرج فی الحدیث ولم یبین قائله
فی الکتب الذی ذکرنا فبای وجه اعتقدت انه من الامام زین العابدینؑ وخالفت
فی ذلك الامام العینی کذا العلامة الکرمانی مع انهما کانا مجتهدین فی العلوم العقلیة
والنقلیة وما ذا بعد الحق الا الضلال لعلك زعمت نفسك مجتهدا فی العلوم هذا
زعم فاسد وجهل مرکب ولیس لك قدرة فی اللغة العربیة وقواعدها لانك ...!
شحنت بالك الخطأت بایراد لفظة الذی فی صفة الکتب افعلی هذا تقیس انك مجتهد
فی العلوم لا تقس لقول الصادقؑ اول من قاس ابلیس ولا تکن مصداق الذی یوسوس
فی صدور الناس واما قولك مثل ما میك الکرمانی والعینی فحاشا شرحا این المغربیا
من الغربی واین المدر من الحصی واین صاحب العلم والفضل من الغوی الغبی الاعنی
الجاهل الذی کذب . . . قوله والصواب ما ذکرته **اقول** ما ذکرت بعید من الصواب
بل هو جلیك صفاب لانه یستلزم تکذیب اقوال علمائك والمجتهدین الراسخین فی العلم

كالامام العينى والكرمانى وابن ماجة والطحاوى بل يلزم منه تكذيب قول الغفار وفى
الاخطل ايضا لانه ... ادعى الادراج من كلام زين العابدين فكيف يصدق فى جملة
... لا يرث المسلم الكافر الخ وقد كتبت على هامش العمدة
ما ... بمحل ليس بمحل للاعتبار عند الغفار فعليك ستر ما
سطرت فى هذه الاساطير قوله اقول بل هو من على بن الحسين رض بينه مالك فى موطاه
فانه اسند ... ابن شهاب بالحديث المذكور فى الكتاب اعنى صحيح البخارى ان رسول
الله صلى الله عليه وسلم قال لا يرث المسلم الكافر ثم قال مالك عن ابن شهاب عن
على بن الحسين بن على بن ابى طالب انه اخبره انما ورث ابا طالب عقيل وطالب ولم
يرثه على قال فلذا تركنا نصيبنا من الشعب ... رواية محمد فى موطاه عن مالك
عمر ... احسن الله اليه والينا به امين اقول قولك هذا
مردود وليس لك شعور فى ايراد الاحاديث التى تنفعك بل هى حجج قاطعة وبراهين
ساطعة ... فهذا مما ذكرناه سابقا وانفا ومما سنذكره لاحقا ان شاء
الله المتعال وان اوردت هذا الحديث من على ابن الحسين غفلت عن مقتضاه بوجوه
الاول ... الامام زين العابدين سمع هذه الالفاظ المدرجة من عمر او عمرو
ابنى عثمان ابن عفان ... اسامة فاخبر بذلك ابن شهاب فكيف يكون مفهوم الادراج
عن على بن الحسين لديك حجة بل يلزم عليك اقامة الدليل وليس لك الى ذلك سبيل
والثانى فى قولك بينه مالك فى موطاه انظر الى ما قال العلامة الزرقانى فى شرح
هذا الموطاه قال مالك عمر بضم العين وجميع اصحاب ابن شهاب يقولون عمرو بفتح العين
ولابن القاسم عمرو بفتح العين وليحيى ابن بكير عن مالك بالشك عمر ابن عثمان او
عمرو ابن عثمان والثابت عن مالك عمر بضمها ثم قال الزرقانى قال احمد بن الزبير
خالف مالك الناس قال لنا ابن عبد الله ولكن احكم مسلم وغيره على مالك بالوهم
فيه وروى ابو الفضل السليمانى عن معن بن عيسى قال قلت لمالك الناس يقولون
انك تخطى فى اسامى الرجال تقول عبد الله الصنابحى وانما هو ابو عبد الله وتقول
عمر بن عثمان وانما هو عمرو وتقول عمر بن الحكم وانما هو معاوية فقال مالك هكذا
حفظنا وهكذا وقع فى كتابى ونحن نخطى ومن يسلم من الخطاء وقد جعل ابن الصلاح
ذلك مثالا للمنكر انتهى وفى التقريب قال ابن حجر عمر بن عثمان ابن عفان فى حديث
اسامة صوابه عمرو وتفرد مالك بقوله عمر قال امام الائمة فى اسناده شئ انتهى

فهل علمت وعرفت من مدد انحج مالك واسناد هذا الحديث ووهمه وخطاءه حتى
اعترف هو بنفسه وقال هكذا وقع فى كتابى ونحن نخطى ومن يسلم من الخطاء فكيف
يحصل لك مع وهمه وخطاءه صواب ولا ادرى اى شئ يكون اعجب من هذا
العجاب لانه لما ثبت انه كان مالك خاطيا وواهما فى اسماء الرجال فلن يكون لك
عاصند الا فى الضلال ولانه اذا ثبت فى الحديث اضطراب ونكاره وانقطاع و
اختلال فكيف يصحّ به الاستدلال بل هو ساقط عن الاعتبار والاعتلال وان كان
بينه مالك عن ابن شهاب كما لا يخفى على اولى الالباب والثالث قال صاحب نور الانوار
فى شرح صفحه ١٥٦ سطر ١٧ قول صاحب المنار وان كان اى النقصان بالعرض بان
خالف الكتاب او السنة المشهورة او الحادثة المشهورة او اعرض عنه الائمة من الصدر
الاول يعنى ان الصحابة اذا تكلموا فيما بينهم بالراء ولم يلتفتوا الى الحديث كان ذلك
دليلا لقطعه وكان مردودا منقطعا انتهى قال الصحابة ومن بعدهم قد اختلفوا
فى توريث المسلم الكافر كما يظهر من كلام العلامه عبد الحى فى التعليق الممجد على موطاء
محمد قال اما عدم ارث الكافر من المسلم فامر مجمع عليه لقوله تعالى لن يجعل الله للكافرين
على المومنين سبيلا واما عكسه فمذهب على وعامة الصحابة وذهبت طائفة
الى توريث المسلم من الكافر وهو مذهب معاذ ابن جبل ومعاويه وسعيد بن المسيب
ومسروق والحسن ومحمد بن الحنفية ومحمد بن على بن حسين وايضا عن ابى
الدرداء والشعبى والزهرى والنخعى ونحوه على خلاف بينهم فى ذلك انتهى فثبت
ان الصحابة والتابعين ومن بعدهم تكلموا فى هذه المسئلة ولم يلتفتوا الى هذا
الحديث فكان مردودا منقطعا ايضا فكيف تحتج به والرابع كما رواه مالك عن ابن شهاب
بن على بن الحسين كذلك نقل الحافظ ابن حجر فى باب توريث دور مكه من فتح
البارى شرح صحيح بخارى فى كتاب الحج عن رواية عن ابن مدينى عن سفيان بن
عيينه عن عمرو بن دينار عن محمد بن على بن حسين قال قيل للنبى حين قدم مكه
اين تنزل قال هل ترك لنا عقيل من ظل قال على بن المدينى ما اشك ان محمد بن
على ابن الحسين اخذ هذا الحديث عن ابيه وقد ثبت فى الاصول كل حديث اذا عمل
راويه بخلافه فهو ساقط عن الاعتبار وقد اوضحناه فيما قبل ان مذهب الامام محمد
بن على بن الحسين توريث المسلم من الكافر وكذلك مذهب الزهرى فسقط التمسك
به فكان اسناد مالك مردودا الخامس وان قلت قول على بن الحسين فلذلك تركنا

نصيبا من الشعب مثبت لادراجه فاقول وان سلم صدور هذا القول من علىّ بن الحسين
فايضا لا يلزم انتساب الادراج اليه لان احمد بن محمد القسطلانی قال فی ارشاد
الساری فی شرح هل ترك عقيل من رباع اودور والرباع جمع ربع المحلة والمنزل
المشتمل على ابيات اودور وحينئذ فيكون قوله اودور تاكيدا او شكا من الراوی ثم قال
القسطلانی وقيل ان هذه الدار كانت لهاشم بن عبد مناف ثم صارت لابنه
عبد المطلب فقسمها بين ولده ومن ثم صار للنبی حق ابی عبد الله وفيها ولد النبی
قاله الفاكهی وظاهر قوله وهل ترك لنا عقيل من رباع انها كانت ملكه واضافها الی
نفسه فيحتمل ان عقيلا تصرف فيها كما فعل ابو سفيان بدور المهاجرين ويحتمل غير ذلك
وقد فسر الراوی ولعله اسامة المراد بما ادرجه عنا انتهی فثبت ادراج الاسامه و
انقطاعه على علىّ بن الحسين وايضا ثبت انه كان فی الدار حق النبی عن ابيه فلما
هاجر تصرف فيها عقيل كما تصرف ابو سفيان بدور المهاجرين ثم قال القسطلانی
فی شرح قوله وكان عقيل ورث اباه ابا طالب اسمه عبد مناف هو واخوه طالب
المكنی به عبد مناف ابوه ولم يرثه ای ولم يرث ابا طالب ابناه جعفر طيار ذو الجناحين
ولا علی ابو تراب رضی الله عنهما شيئا لانهما كانا مسلمين ولو كانا وارثين لنزل عليه
الصلوة والسلام فی دورهما وكانت كانها ملكه لعلمه بايثارهما اياه على انفسهما و
كان قد استولى طالب وعقيل على الدار كلها باعتبار ما ورثاه من ابيهما لكونهما كانا
لم يسلما او باعتبار ترك النبی صلى الله عليه وسلم لحقه منها بالهجرة وفقد طالب ببدر
فباع عقيل الدار كلها ثم قال القسطلانی وقال الداودی وغيره كان كل من هاجر
من المومنين باع قريبه الكافر داره فامضى النبی صلى الله عليه وسلم تصرفات الجاهلية
تاليفا القلوب من اسلم منهم انتهی فاذ قد ثبت بالاقوال والاخبار والاثارات الدور
المذكورة كانت ملك النبی وتركها بالهجرة وباع عقيل وترك النبی نصيبه وكذا
هاجر المهاجرون فعل ابو سفيان ما ذكر تركوا نصيبهم وكل ذلك فعلوا نهيا للتصرفات
الجاهلية وتفضلا عليهم وتاليفا لقلوبهم كذلك قال علىّ بن الحسين تاسيا
لرسول الله ص الكريم وهداية الی الطريق المستقيم فلذا تركنا نصيبا من الشعب
فكيف استدللت انه من علىّ بن الحسين للناس لقد عظمت غباوة ذهنك
قساوة قلبك وغشاوة ابصارك لا ادری ای الامور اعجب من هذا الاستدلال على
ادراج علىّ بن الحسين عن هذا الحديث انه مضطرب منقطع منكر سنا قطعی

ب

العمل ومع هذا انما بين مالک سند الحدیث اولا عن ابی شهاب ثم عن ابن شهاب عن علی بن الحسین فهو احد من رواة هذا الحدیث فمن این حکمت بدلالة على ادراجه وایضا لا اجد فی ما اوردت من اقوال العلماء حتی ما الشاذ استدلالا على ادراج علی بن الحسین علیه السلام فکیف اخترت وقلت انه للامام زین العابدین لعمری انما تهمت علی ابن سبط النبی الکریم ونسبة الادراج الیه بهتان عظیم فاستعذ بالله من شر الوسواس الخناس الشریر الذی یوسوس فی صدرک فاحذر من تلبیس الشیطان الرجیم لا حول ولا قوة الا بالله العلی العظیم السادس وان سلم قولک انه للامام زین العابدین فادراجه ایضا ادراج والادراج عندک لیس بحدیث فان الحدیث فی اصطلاح المحدثین انما هو قول النبی او فعله او تقریره هل عندک الکلمات المدرجة قول النبی ام فعل النبی ام تقریر النبی هل انت عالم بمصطلحات المحدثین ام لا فاعلم ان الکلمات المدرجة لیست بحدیث انما هی من اقوال بعض الرواة فکانت عندک ادراجه کذلک فکیف زعمته حدیثا واوردته فی اثبات کفر ابی طالب الذی کان عم الرسول الله وعاضده وناصره الله باتفاق الامة ولو کان کافرا لما اتخذه النبی عضدا لقوله تعالی وما کنت متخذ المضلین عضدا ولا واحد من معاضدی رسول الله وناصریه بکافر فحصل ان ابا طالب لیس بکافر فکیف یکون استدلالک صحیحا بهذه الکلمات المدرجة لا سیما اذا کان قائلها مجهولا فتبصر ولا تغفل

قوله حدیث یازدہم عمر ابن شیبہ کتاب مکہ میں اور ابو یعلی اور ابو بشر اور سمویہ اپنے فوائد اور حاکم مستدرک میں بطریق محمد بن سلمہ عن ہشام بن حسان عن محمد بن سیرین قصہ اسلام ابی قحافہ والد امیر المومنین صدیق اکبر رضی اللہ عنہما میں انس ابن مالک رضی اللہ تعالی عنہ سے راوی قال فلما مد یدہ یبایعہ بکی ابوبکر فقال النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ما یبکیک فقال لان تکون ید عمک مکان یدہ ویسلم ویقر اللہ عینک احب الی من ان یکون یعنی جب حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے اپنا دست انور ابو قحافہ سے بیعت اسلام لینے کے لیے بڑھایا صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ روئے حضور پر نور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا کیوں روتے ہو عرض کی اُنکے ہاتھ کی جگہ آج حضور کے چچا کا ہاتھ ہوتا اور اُنکے اسلام لانے سے اللہ تعالی حضور کی آنکھیں ٹھنڈی کرتا تو مجھے اپنے باپ کے مسلمان ہونے سے زیادہ یہ بات عزیز تھی حاکم نے کہا یہ حدیث بشرط شیخین صحیح ہے حافظ العسقلانی نے اصابہ میں اسے مسلم رکھا اور فرمایا سندہ صحیح فقط **اقول** یہ حدیث خوانم محل النزاع

العمل ومع هذا انما بين مالک سند الحديث اولا عن ابی شہاب ثم عن ابن شہاب عن علی بن الحسين فهو احد من رواة هذا الحديث فمن اين حكمت بدلالة على ادراجه وايضا لا اجد فيما اوردت من اقوال العلماء حتى ما اشار احد الى ادراج علی بن الحسين عليه السلام فكيف اخترت وقلت انه الامام زين العابدين لعمری انما تهمت على ابن سبط النبی الكريم ونسبة الادراج اليه بهتان عظيم فاستعذ بالله من شر الوسواس الخناس الشيطان الذی يوسوس فی صدرك فاحترز من تلبيس الشيطان الرجيم لا حول ولا قوة الا بالله العلی العظيم السادس وان سلم قولك انه الامام زين العابدين فادراجه ايضا ادراج والادراج عندك ليس بحديث فان الحديث فی اصطلاح المحدثين انما هو قول النبی او فعله او تقريره هل عندك الكلمات المدرجة قول النبی ام فعل النبی ام تقرير النبی هل انت ما لست بمصطلحات المحدثين اصلا فاعلم ان الكلمات المدرجة ليست بحديث انما هی من اقوال بعض الرواة فكانت عندك ادراجه كذلك فكيف زعمته حديثا واوردته فی اثبات كفر ابی طالب الذی كان عم الرسول الله وعاضده وناصره الله باتفاق الامة ولو كان كافرا لما اتخذه النبی عضده لقوله تعالى وما كنت متخذ المضلين عضدا ولا واحدا من معاضدی رسول الله ص وناصريه بكافر فحصل ان ابا طالبؑ ليس بكافر فكيف يكون استدلالك صحيحا بهذه الكلمات المدرجة لا سيما اذا كان قائلها مجهولا فتبصر ولا تغفل **قوله** حديث یازدہم عمر ابن شبہ کتاب مکہ میں اور ابو یعلی اور ابو بشر اور سمویہ اپنے فوائد اور حاکم مستدرک میں بطریق محمد بن سلمہ عن ہشام بن حسان عن محمد بن سیرین قصۂ اسلام ابی قحافہ والد امیر المومنین صدیق اکبر رضی اللہ عنہما میں انس ابن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی قال فلما مد یدہ یبایعہ بکی ابو بکر فقال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ما یبکیک فقال لان تکون ید عمک مکان یدہ ویسلم ویقر اللہ عینک احب الی من ان یکون یعنی جب حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنا دست انور ابو قحافہ سے بیعت اسلام لینے کے لیے بڑھایا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روئے حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کیوں روتے ہو عرض کی اُنکے ہاتھ کی جگہ آج حضور کے چچا کا ہاتھ ہوتا اور اُنکے اسلام لانے سے اللہ تعالیٰ حضور کی آنکھیں ٹھنڈی کرتا تو مجھے اپنے باپ کے مسلمان ہونے سے زیادہ یہ بات عزیز تھی حاکم نے کہا یہ حدیث بشرط شیخین صحیح ہے حافظ العسقلانی نے اصابہ میں اسے مسلم رکھا اور فرمایا سندہ صحیح فقط **اقول** یہ حدیث خواہ محل النظر ہے

صدیق اکبر نے پیغمبر خدا کو یاد دلایا تو لازم تھا حضور انور بھی سن کر محزون ہوتے اور رونے لگتے حالانکہ
انحضرت کا حزن وملال کہین سے بھی ثابت نہین ہوتا بلکہ یہ ثابت ہوتا ہی کہ آپ کے صدیق اکبر جناب
ابوطالب کو پیغمبر خدا سے بھی زیادہ دوست رکھتے تھے کہ پیغمبر خدا نے آزردہ ہونا اور رونا تو کیا
آپ کے صدیق اکبر کو کلمات صبر سے تسکین بھی نہین دیتی جیسا کہ غار مین لاتحزن ان اللہ معنا فرماکر
تسکین دی تھی ثالثاً جناب ابوطالب وفات فرما چکے تھے امید انکے اسلام لانے کی بھی صدیق اکبر
کو باقی نہ تھی اور وہ یہ بھی جانتے تھے کہ پیغمبر خدا جناب ابوطالب کو نہایت دوست رکھتے تھے اور
انکے ایمان لانے سے مایوسی بھی ہو چکی تھی پس ایسے امور گذشتہ محزون وغمناک کرنے والے یاد
دلانا موذی خدا ورسول بناہی بناہ خدا ایسی نسبتین صدیق اکبر کو دینا باعث کفر مخاطب نہ ہو جائے
رابعاً بالفرض اگر ابو قحافہ کے ہاتھ کے مقام پر ابوطالب کا ہاتھ ہوتا تو ظاہر ہی کہ ابو قحافہ مشرف باسلام
نہ ہوتے اور کافر رہتے تو کیا صدیق اکبر اپنے باپ کے جہنم واصل ہونے سے مسرور ہوتے اور کیا
اسلام ایسا مضیق تھا کہ صدیق اکبر کے باپ کے ہاتھ کی جگہ باقی رہ گئی تھی اسلام ختم ہو چکا تھا کیا
خدا نے اپنے محبوب کو رنجیدہ ہی رکھا اور انکی آنکھون کو ٹھنڈا نہین کیا اور اس نعمت عظمی سے محروم
ہی رکھا اور پھر انعمت علیکم نعمتی بھی فرمادیا خامساً ہم ابتدا سے بدلائل قطعیہ ثابت کر آئے
ہین کہ جناب ابوطالب اوصیاء انبیا مین سے تھے ہمیشہ سے ملت ابراہیم رکھتے تھے اوائل بعثت
سے تصدیق نبوت خاتم المرسلین انکو حاصل تھی اور اقرار لسانی انکا انکے کلام سے ثابت ہی کہ
جناب پیغمبر برحق کو رسول کہو بھی اور آپ کے دین کو خیر الادیان فرمایا اس وقت مین کہ کسی زید وعمرو
نے حتی کہ حضرت عمر سے بھی نے ان اوصاف سے متصف نہ کیا تھا بلکہ مجنون وساحر آپ کا نام رکھا تھا اور یہ
صفت خیر الادیان مساوی ہی آنحضرت کی صفت خیر البشر سے جس صفت سے آنحضرت ایک
مدت کے بعد مخاطب ہوئے ہین اور نیز جناب ابوطالب کا رسول کہو بھی فرمانا کیا دلالت نہین کرتا کہ انبیاء
سلف کا اقرار کیا اور آنحضرت کو رسول کہا نبی بھی نہین کہا اور یہ مصلحت حفاظت وحراست اور اعلان امر
حق کے اور ابلاغ احکام حق کے کفار پر اپنے ایمان کو پوشیدہ رکھا سادساً اگر بفرض محال اس حدیث
کو صحیح بھی تسلیم کرلین تو کیا ممکن نہین ہی کہ آپ کے صدیق اکبر کو بھی اطلاع انکے اسلام کی نہ ہوئی ہو
کہ جناب ابوطالب نے کتمان اپنے اسلام کا کفار سے فرمایا تھا اور جو کفار مین سے مشرف باسلام ہوئے
تھے ان سے بھی توریہ اور ابہام فرماتے تھے کہ مبادا کوئی منافق یا مرتد اعلان کردے اور مصالح مطلوبہ
مین تعطل واقع ہو جائے فتنہ وفساد برپا ہو جائے پھر یہ حدیث کس طرح دلیل کفر جناب ابوطالب ع
ہو سکتی ہی سابعاً ہشام بن حسان کے حفظ مین کلام ہی جس سے حدیث لی گئی ہی حافظ ابن حجر فتح الباری
کے مقدمہ مین لکھتے ہین کہ شیعہ کلام کرتے تھے ہشام کے حفظ مین وقال ابن معین کان یتقی

حدیثه عن عکرمه وعطاء عن الحسن البصری وقال یحیی القطان هشام فی الحسن دون محمد بن عمرو هو ثقة فی محمد بن سیرین و قال ایضاً هو فی ابن سیرین احب الی من عاصم الاحول وخالد الحذاء ابن معین کہتے ہین کہ حدیث انکی پرہیز کیجاتی ہے عکرمہ سے اور عطا سے اور حسن بصری سے اور یحیی اقطان کہتے ہین کہ ہشام حسن مین ادون ہین محمد ابن عمر سے اور ثقہ ہین محمد ابن سیرین مین اور کہا قطان نے کہ وہ ابن سیرین مین محبوب ہین مجکو عاصم احول سے اور خالد خدا سے فقط علامہ ابن حجر تقریب تہذیب مین لکھتے ہین ہشام ابن حسان الازدی القردوسی بالقاف وضم الدال ابو عبد اللہ البصری ثقة من اثبت الناس فی ابن سیرین وفی روایة عن الحسن وعطا مقال لانه قیل کان یرسل عنهما من السادسة مات سنة سبع او ثمان واربعین یعنے ہشام ابن حسان ازدی قردوسی بالقاف وضم الدال جنکی کنیت ابو عبد اللہ بصری ہی ثقہ ہین اور لوگون سے زیادہ ثابت ابن سیرین مین اور انکی روایت مین حسن اور عطا سے مقال ہی کہ ارسال کرتے ہین اُن دونون سے طبقہ سادسہ سے ہین انتقال کیا سنہ سینتالیس یا اڑتالیس مین اور یہ ثابت ہوچکا ہی کہ سوئے حفظ کی سبب سے حدیث ضعیف ہوجاتی ہی اگرچہ جلالت شان راوی اور اُسکے صدق مین کوئی شک نہین ہوتا پس یہہ ہشام باوجود سوئے حفظ کے ارسال بھی کرتے تھے اور انکی روایت پرہیز کی جاتی ہے عکرمہ اور عطا اور حسن بصری سے اگرچہ ابن سیرین مین ثقہ بھی ہون اور اصول حدیث مین ثابت ہوچکا ہے اذا اجتمع الجرح والتعدیل یغلب الجرح یعنے جرح اور تعدیل جب جمع ہون تو جرح غالب کیجائے چنانچہ نور الانوار صفحہ ۱۵۶ مین کہ اصول فقہ مین ہی بحث انقطاع مین موجود ہی کہ ارسال کی چار قسمین ہین ایک تو ارسال صحابی کا اور وہ مقبول ہی دوسرے ارسال قرن ثانی اور قرن ثالث کا اور وہ مقبول حنفیہ ہے اور عند الشافعی غیر مقبول تیسرے من دون ہولاء اسمین اختلاف ہی کرخی کے نزدیک مقبول اور ابن ابان کے نزدیک غیر مقبول چوتھے من وجه دون وجه اس چوتھی قسم مین یہہ عبارت ہی والذی ارسل من وجه واسند من وجه مقبول عند العامة کحدیث لا نکاح الا بولی رواه اسمعیل بن یونس مسنداً وشعبه مرسلاً فتعلق اسناده علی رسالة وقیل لا یقبل لان الاسناد کالتعدیل والارسال

کالجرح واذا اجتمع الجرح والتعدیل یغلب الجرح یعنے ارسال من وجہ دون وجہ عند العامہ مقبول ہی مثل حدیث لا نکاح الا بولی مین کہ روایت کیا اُسکو اسرائیل ابن یونس نے مسنداً اور شعبہ نے مرسلاً پس غالب ہوئے اسناد اسرائیل کے ارسال پر شعبہ کے اور کہا گیا کہ حدیث مقبول نہین اسواسطے کہ اسناد مثل تعدیل کے ہی اور ارسال مثل جرح کے اور جسوقت جمع ہون یہہ دونون تو غالب ہو جاتیگی جرح حاصل یہ ہی کہ یہ قاعدہ مذکورہ اُسوقت مین ہے کہ ایک راوی مسنداً بیان کرے اور ایک مرسلاً اور یہہ درجہ مساوات کا رواۃ مین ہی ایسے بڑھکر تو یہ ہی کہ اکثر حدیثین ایسی ہین کہ بہت سی سندون سے مسند ہین اور ایک ہی سند سے غریب سمجھی گئین ہین جیسا کہ حدیث عہ ابوہریرہ کی کہ جو جنازہ کے ساتھ جاوے اُسکو ایک قیراط ہی اور جو فراغت کرے اُسکے کام سے اُسکو دو قیراط ہین کہا ابو عیسیٰ نے یہہ حدیث مروی ہوئی کئی سندون سے بواسطہ حضرت عائشہ کے اور غریب سمجھی گئی ہین فقط اسناد سائب سے کہ وہ حضرت عائشہ سے وہ نبی سے روایت کرتے ہین اور فقط اسناد سائب سے غریب سمجھی گئی ہی حاصل یہ ہی کہ اس حدیث ما نحن فیہ مین تو ہشام ابن حسان ہین کہ شعبہ کلام کرتے تھے جنکے حفظ مین اور ابن معین پرہیز کرتے تھے انکی حدیث سے یحیی قطان انھین ہشام کو ادون جانتے تھے محمد ابن عمر سے پھر یہ ہی ہشام اگرچہ ثقہ بھی ہون ابن سیرین مین مگر عکرمہ اور عطا اور حسن بصری مین ارسال انکا ثابت ہی بالاتفاق اور انکی حفظ مین بھی کلام ہی جیسا کہ مذکور ہوا پس بالضرور ارسال انکا انکی اسناد پر اور وثقیت وثوق پر غالب ہی اور سوے حفظ ارسال اور اسناد دونون پر غالب ہی اور کیونکر نہ ہوگا کہ شعبہ کا ارسال اسناد پر اسرائیل کے بقاعدہ مقررہ اصول حدیث ور اصول فقہ غالب کیا گیا اور ایک راوی کا ارسال دوسرے راوی پر غالب سمجھا گیا تو ہشام ابن حسان کا ارسال کرنا عکرمہ اور عطا اور حسن بصری سے اور ابن سیرین مین ثقہ ہونا یہ دونون صفتین انھین کی ذات مین مخصوص ہین تو ارسال انکا کالجرح اور ثقہ ہونا ابن سیرین مین کالتعدیل بلا شک ولا ریب ہی کہ جب دونون صفتین شخص واحد مین جمع ہوگئین تو بالضرور جرح غالب کیجائیگی تعدیل پر اور یہ تو ظاہر ہی کہ جب حدیث بہت سی سندون سے مسند ہو اور ایک سند سے غریب ہو وہ غریب سمجھی جائے حالانکہ رواۃ حدیث ایک دوسرے سے مغائر ہون تو یہان ہشام خود ہی متصف بہ وثقیت وثوق ہین اور اُسیطرح یہ ہے کہ صفت سوء حفظ سے بھی موصوف ہین اور عطا و حسن بصری و عکرمہ مین ارسال انکا عند الجمہور ثابت

عہ [illegible]

اور ابن معین کا انکی حدیث سے پرہیز کرنا بھی ثابت پھر انکی حدیث کیونکر مقبول ہوسکتی ہی
اور تعجب ہی کہ جرح التیام پا سکتا ہی بلکہ اس صفت سوء حفظ نے تو انکی وثاقت و توثیق کو
مجروح کیا شہید بھی کر ڈالا اس لیے کہ کیا اعتبار ہو سکتا ہی اور کیونکر ثابت ہو سکتا ہی کہ جو
روایت انھون نے ابن سیرین سے بیان کی ہی وہ ابن سیرین سے ہے یا نہین ممکن ہی کہ ابن
سیرین سے روایت کرین بسبب سوء حفظ کے اور وہ عطا یا حسن یا عکرمہ یا ان کے
غیر سے ہو حاصل یہ ہی کہ آپکو دشمنی خاندان رسالت نے مدہوش کر کے کہا ہی کہ جس قول
امعتدل کو اور مجروح و مقدوح و معلول اور موضوع کو آپ پاتے ہین صحیح ترین صحاح ستہ قرار
دیکر دلیل لاتے ہین اتنا بھی نہین جانتے کہ استدلال ایسے احادیث سے ما بین مناظرہ دلیل
... مبالغت ہی **قولہ** حاکم نے کہا یہ حدیث بشرط شیخین صحیح ہی حافظ الشان نے
... اسے مسلم رکھا ہی اور فرمایا سندہ صحیح اقول حاکم کے آپ محکوم ہین صحت حدیث
منحصر ہی قواعد منضبطہ علم حدیث اور اصول حدیث پر وہ بیان مفقود جیسا کہ مذکور ہوا
کہ ہشام ابن حسان کے حفظ مین کلام ہی انکی حدیثین قابل پرہیز ارسال انکا ثابت اب
رہے محمد ابن سیرین جنمین ہشام ثقہ ہین انکی نسبت صحیح بخاری مین موجود ہی کان ابن
سیرین یری ان عامۃ ما یروی عن علی الکذب میزان الاعتدال مین موجود
ہی وقال ابن ایوب کان ابن سیرین یری ان عامۃ یروی عن علی باطل
صحیح بخاری مین ہی کہ ابن سیرین کے نزدیک عام روایت علی کی کذب ہی اور میزان
الاعتدال مین ہی کہ ابن ایوب کہتے تھے کہ ابن سیرین کے نزدیک جو روایت علیؑ سے
ہی وہ باطل ہی پس ایسے جاہل و متعصب کی روایت کیونکر مانی جائیگی انس بن مالک
کا احوال بھی ہم بتصریح بیان کر آئے ہین کہ بسبب کتمان شہادت حدیث من کنت مولاہ
کے مبروص ہوگئے تھے اور کلام سبط ابن جوزی کا انہین انس بن مالک کی نسبت ہی کہ
کیا حقوق رسول خداؐ کے انس بن مالک پر اتنے بھی نہ تھے کہ منع کرتے ابن زیاد کو چھڑی
مارنے سے دندان مبارک پر سید الشہدا امام حسین علیہ السلام کے اور بیعت نکرنا انس کا
جناب امیر علیہ السلام سے بھی ثابت ہی اور انحراف ان دونون صاحبونکا اہلبیت طاہرین
سے مثل شمس آشکار ہی سندہ صحیح کہنا کسی طرح صحیح نہین بلکہ بالکل لغو اور غلط ہی فتبصر

ولا تکن مصداق فلا تبصرون

حدیث دوازدہم

قولہ حدیث دوازدہم ابو قرہ موسی بن طارق موسی بن عبیدہ و عبداللہ بن دینار

وحضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے راوی قال جاء ابوبکر بابی قحافہ یقودہٗ یوم فتح مکۃ فقال رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم الا ترکت الشیخ حتی ناتیہ قال ابو بکر اردت ان یاجرہ اللہ والذی بعثک بالحق لانا کنت اشد فرحا بالاسلام ابوطالب لو کان اسلم منی بابی یعنے صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ فتح مکہ کے دن ابو قحافہ کا ہاتھ پکڑے ہوئے خدمت اقدس حضور سید عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم مین حاضر لائے حضور اکرم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا اس بڈھے کو وہین کیون نہ رہنے دیا کہ ہم خود اس کے پاس تشریف فرما ہوتے صدیق نے عرض کی مین نے چاہا کہ اللہ انکو اجر دے قسم اسکی جس نے حضور کو حق کے ساتھ بھیجا ہی مجھے اپنے باپ کے مسلمان ہونے سے زیادہ ابوطالب کے مسلمان ہونے کی خوشی ہوتی اگر وہ اسلام لے آتے اقول محصل حدیث یازدہم اور دوازدہم واحد ہی فرق لفاظ کا ہی حدیث یازدہم نکلی بوبکر اور پوچھنا آنحضرت کا وما یبکیک ہی اور حدیث ہذا یعنے دوازدہم مین فرمانا آنحضرت کا الا ترکت الشیخ حتی ناتیہ اور جواب ابو بکر کا اردت ان اجرہ اللہ ہے اور بعد اسکے عبارت والذی بعثک بالحق لانا کنت اشد فرحا باسلام ابی طالب لو کان اسلم منی بابی کیا بے ربط اور بے محل ہی اس لیے کہ رحمۃ اللعالمین تشفیع المذنبین تو ابوبکر کو مسرور اور معزز اور ممتاز فرمائین کہ تمھارے باپ سے بیعت اسلام لینے کو ہم خود تشریف فرما ہوتے اسکا شکریہ یہ ہی تھا کہ کہا تمھارے چچا ابوطالب مسلمان ہوتے اسلام لاتے تو مین اپنے باپ کے مسلمان ہونے سے زیادہ خوش ہوتا یہ جواب ابو بکر کا تین حال سے خالی نہین یا جناب ابوطالب سے ابو بکر کو اس حد کی دوستی تھی کہ حالت کفر مین اپنے باپ سے زیادہ دوست رکھتے تھے یا حالت کفر مین بھی دوست رکھتے تھے اور بعد اسلام بہ سبب دوست رکھنے پیغمبر خدا کے اپنے باپ سے زیادہ دوست رکھنے لگے یا فقط اس وجہ سے کہ پیغمبر خدا جناب ابوطالب کو دوست رکھتے تھے لہذا ابوبکر بھی دوست رکھنے لگے وجہ اول اور ثانی مردود ہین کوئی سبب طرفین سے عقلاً اور نقلاً دوستی کا پایا نہین جاتا رہا امر ثالث کہ جناب رسول برحق ابوطالب کو نہایت دوست رکھتے تھے یہ امر بلا شک ولا ریب اظہر من الشمس اور بدیہی ہی کہ آپ ایسے دشمن بھی معترف ہین اور اس سے بڑھکر کیا ثبوت ہوگا کہ بنا بر آپ کے خیال کے حق تعالےٰ نے انک لا تہدی من احببت فرما کر دوست رکھنا اپنے حبیب کا ابوطالب کو ثابت کر دیا اور نیز یہ امر متواترات سے بھی ہی پس سلجھنا کہ بہ سبب دوست رکھنے پیغمبر خدا کے ابو بکر بھی انکو دوست رکھنے لگے

مگر اس سے بھی اپنے باپ سے زیادہ دوست رکھنا ثابت نہین ہوتا بالفرض اگر محبت پیغمبر خدا
مین ابو بکر جناب ابو طالب کو اپنے باپ سے زیادہ دوست رکھنے لگے تو کیا خوب دوستی پیغمبر خدا
یہ ہی تھا کہ یوم فتح مکہ بسبب حصول فتح کے حضرت رحمۃ للعالمین تو حالت فرحت و سرور
مین فرحان و شادان ہو رہے ہین کہ احاطہ تحریر سے باہر ہی اور جوق جوق اپنے اور
بیگانے اسلام سے مشرف ہوتے جاتے ہین سورہ انا فتحنا کی تلاوت جاری ہی اشراف
مہاجرین و انصار تحت رایت رسول مختار مجتمع ہین آپس مین ایک دوسرے کو مبارکباد
دے رہے ہین پیغمبر خدا صلعم سجدہ شکر بارگاہ ایزدی مین فرما رہے غلغلہ تکبیر سے مہاجرین
و انصار کے ہر صغیر و کبیر و ہر برنا و پیر کو رعشہ ہو رہا ہی تمام شہر لرز رہا ہی کل مسلمان طواف
بیت اللہ سے شرف یاب ہو رہے ہین خانہ کعبہ انجاس و ارجاس سے بتون کے پاک و
صاف ہو رہا ہی حیدر کرار سوار دوش رسول مختار ہو کر بت شکنی فرما چکے ہین تمام
اہل مکہ کو رحمۃ للعالمین بشارت الیوم یغفر اللہ لکم و ھو ارحم الراحمین دے
رہے ہین ایسی حالت فرحت و سرور مین ابو بکر اپنے باپ ابو قحافہ کو بیعت اسلام کیواسطے
لائے ہین آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم بہ سرور و فرحت و بہ شفقت و محبت فرما رہے ہین
کہ تم کیون بڈھے کو لائے ہم خود بیعت اسلام لینے کو وہین رونق افروز ہوتے ایسی حالت
فرحت و سرور مین ابو بکر جواب دیتے ہین کہ ہمارا باپ تو اسلام لایا مگر آپکا چچا ابو طالب
اسلام نہ لایا اگر وہ اسلام لاتا تو مین اپنے باپ کے اسلام لانے سے زیادہ خوش ہوتا
سبحان اللہ اس جواب سے ابو بکر کے تمام خاندان جناب رسالتمآب صلعم ہاشمی و
مطلبی خصوصا جو جو مشرف بہ اسلام ہوئے ہونگے اظہار سرور کرتے ہونگے علے الخصوص
رحمۃ للعالمین کو تو بے حد و انتہا مسرت و فرحت حاصل ہوئی ہوگی اور غلغلہ محبت ابو بکر
سے تمام مہاجر و انصار وجد مین آگئے ہونگے کہ یہ مرتبہ فنا فی اللہ تو پیغمبر خدا کو بھی حاصل نہین
ہوا کہ وہ تو فرماتے ہین کہ مین بہترین خلق ہون از روے خلقت کے اور قبائل و بیوت کے اور
میری شان مین حق تعالے و تقلبک فی الساجدین فرماتا ہی آیہ انما یرید اللہ
لیذھب عنکم الرجس اھل البیت میرے اہلبیت کی شان مین نازل ہوئی ہی یہان تو
ابو بکر نے تمام قلعی کھولدی کہ میرا باپ تو اسلام لایا ہی وہ تمھارے چچا سے افضل ہی تمھارا
چچا رجس شرک و کفر سے طاہر نہین ہوا اور با وجود ان امور مذکورہ کے پیغمبر بر حق یہ
بھی فرما چکے تھے کہ لا تؤذوا الاحیاء بسبب الاموات اور جلد دوم منائح النبوت
ترجمہ مدارج النبوت مصنفہ شیخ عبد الحق مین احوال اسلام عکرمہ یون مرقوم ہی کہ بعد فتح

جب حضرت سید المرسلین نے اپنے نور باطن سے دریافت کیا کہ عکرمہ مومن و مہاجر آتا ہے
اصحاب سے فرمایا کہ اسکے باپ کو سب نکرو کہ عکرمہ متاذی ہوگا اور اسی روایت کو جلد دوم
روضۃ الصفا مین اور اکثر کتب سیر مین بہ این عبارت نقل کیا ہی یاتیکم عکرمہ ابن
ابی جہل مومنا مہاجرا ولا تسبوا اباہ فان سب المیت یوذی الحی ولا یبلغ المیت یعنے
عکرمہ تمھارے پاس مومن اور مہاجر آتا ہی اسکے باپ بوجہل کی سب نہ کرنا کہ سب میت
ایذا دیتی ہی زندہ کو اور میت کو کچھ ایذا نہین پہونچتی پس ابوبکر نے ذکر کفر ابیطالب سے ایسے
وقت فتح اور حالت فرحت و سرور مین ایذا دی آنحضرت کو کہ راحت شادکام اور مسرور
کیا یا محزون و غمناک مدح و ثنا کی آنحضرت کی کہ یہ حق دوستی ادا کیا کہ در پردہ دشمنی
کی ذلت دی مجمع مہاجرو انصار مین کہ عزت افزائی کی جب عکرمہ کے سامنے اُن کے
باپ ابوجہل تک کو کافر کہنا ایذا دہی عکرمہ ٹھہرا تو ذکر کفر ابوطالب سے کیونکر ایذا نہ پہنچی
اور راحت ہوئی آنحضرتؐ کو آپ ہی فرمایئے کہ ذکر منافی طبع اقدس تھا کہ ملایم طبع مہیج غم
والم تھا کہ مسکن غم والم اتنا بھی نہین خیال کیا جاتا کہ تصور کفر اور عدم اسلام ابوطالب
ایسا مولم اور موذی اور مہیج غم والم تو تھا کہ ابوبکر تاب نہ لائے بیساختہ رونے لگے
حالانکہ کچھ بھی اگر انکو محبت تھی تو بتوسط محبت جناب رسالت مآب تھی پس ذکر اس تصور کا
روبروئے پیغمبر خدا کیونکر موذی اور مولم مہیج غم والم نہوا ہوگا اور صدمہ روحانی آپ کو
نہ پہونچا ہوگا کہ جناب ابوطالب چچا تھے اور ایسے چچا جو مربی اور محافظ و ناصر و عاشق و معاضد
آنحضرتؐ تھے اور محبت و مودت جو مابین جناب ابوطالب و حضرت ختمی مرتبت تھی اُسکو
ہم متعدد مقاموں پر بقول خدا اور رسول ثابت کر آئے ہین اور خیرہ چشمون کی بصیرت کیواسطے
یہان بھی عرض کیے دیتے ہین کہ جو محبت و مودت کہ جناب ابوطالب کو آنحضرتؐ سے تھی
وہ تو مستغنی عن البیان ہی اور دوست رکھنا پیغمبر خداؐ کا جناب ابوطالب کو بنا بر زعم مخالف
آیہ انک لاتہدی من احببت سے ثابت ہی اور رلانا ابوبکر مصدق اور مصرح اور مبین
اُسکا ہی اور بالاتفاق ثابت ہی کہ ایذا دینے والا توہین کرنے والا آنحضرت کا کافر مخلد فی النار
ہی پس مومنین سنت جماعت اپنے صدیق اکبر کو کسطرح قابل مقولہ ہذا قرار دیسکتے ہین بلکہ منسوب
کرنا اس مقولہ کا اپنے صدیق اکبر کی طرف کفر ہی اور باوجود علم جو ایسی نسبت دے اُنکو وہ
بلاشک کافر مخلد فی النار ہی اور اس حدیث کا موضوعات سے ہونا مثل شمس آشکار ہی
ثانیاً جناب ابوطالب و حضرت رسالت مآبؐ کا آپس مین ایک دوسرے کے واسطے
حبیب و محبوب ہونا بہ نص کلام مجید اور باتفاق اُمت ثابت ہوگیا تو لازم آیا کہ کل

حبیب اور محبوب خاتم الرسل بھی حبیب و محبوب خدا ہین اور اسکا عکس بھی صادق ہی
اسلیئے کہ صدق قضیہ کو صدق عکس لازم ہی حتی کہ مفروض الصدق قضیونکو مفروض الصدق
ہونا اُنکے عکسونکا لازم ہی اور عکس اسکا یہ ہی کہ بعض حبیب و محبوب خدا حبیب و محبوب
خاتم الرسل ہین یہان اور بھی اتنا ظاہر کرنا لازم ہی کہ موجبہ مطلقا خواہ کلیہ ہو خواہ جزئیہ
عکس جزئیہ ہی اُنکا اس وجہ سے کہ ایجاب و اجتماع ہی درمیان موضوع اور محمول
کے پس وہ افراد کہ جنمین موضوع اور محمول کا اجتماع ہوتا ہی وہ مشترک ہوتے ہین طرفین
دونون مین اور ظاہر ہی کہ جب محمول کل افراد موضوع پر اور اُسکے بعض پر صادق آئیگا
تو موضوع بھی بعض افراد محمول پر صادق آئیگا کہ وہ دونون مشترک بالضرور طرفین بعض مین
ہین اور جزئیت حاصل ہوگی اور موجبہ کلیہ کا عکس کلیہ نہین آتا الجواز عموم المحمول
فی الحملیة والتالی فی الشرطیة والا لازم آتا ہی کہ اخص جمیع افراد اعم پر صادق آوے
حملیتہ مین اور جمیع تقادیر شرطیہ مین اور یہ غیر جائز ہی اور بعض مواد مین جو عکس موجبہ کلیہ کا
کلیہ پایا جاتا ہی اور صادق بھی آتا ہی تو وہ بہ سبب خصوصیت مادہ کے اور عکس کو لازم
ہی کہ جمیع مواد مین اصل سے مخالف نہ ہو پس مانحن فیہ مین عکس صادق ہی اور نقیض اسکی
باطل و کاذب اور مستلزم محال ہی اور وہ محال ہی اور جس طرح صدق قضیہ کو صدق
عکس لازم ہی اُسیطرح صدق عکس نقیض بھی لازم ہی اور صورت اُسکی عند المتقدمین یہ ہی
کل لاحبیب اللہ ولا محبوبہ لاحبیب خاتم الرسل ولا محبوبہ اور عند المتاخرین نقیض جز
ثانی کو اصل کے جز اول کر دین اور عین اول کو ثانی مع مخالفت فی الکیف و موافقتہ فی
الصدق حاصل یہ ہی کہ وہ صفت سلبی کا اثبات کرتے ہین اور یہ صفت ایجابی کا سلب پس
چونکہ تفصیل قول متاخرین مین اور اُسکے اثبات مین اور بیان اعتراضات مین طول ہی
اور با این ہمہ طریقہ قدما سے استغنا بھی حاصل ہوتا ہی پس بطریقہ متقدمین اگر فرض کیا جائے
کہ عکس نقیض قضیہ مذکورہ صادق نہین ہی تو چاہیے کہ اسکی نقیض ثابت آوے اور وہ نقیض
یہ ہی کہ بعض لاحبیب اللہ ولا محبوبہ لیس بلاحبیب خاتم الرسل ولا محبوبہ تو وجود خاص کا بدون
اعم کے ہے اور یہ باطل ہی اور جب لازم نقیض کو ضم کرین اصل کے ساتھ اور کہین کہ
بعض لاحبیب اللہ ولا محبوبہ حبیب خاتم الرسل و محبوبہ ہین اور کل حبیب خاتم الرسل و محبوبہ
حبیب اللہ و محبوبہ ہین تو نتیجہ یہ نکلے گا کہ بعض لاحبیب اللہ ولا محبوبہ حبیب اللہ و محبوبہ ہین
اور اُسکا عکس آوے گا کہ بعض حبیب اللہ و محبوبہ لاحبیب اللہ ولا محبوبہ ہین ان دونون
سلب شیٔ عن نفسہ لازم آتا ہی اور اجتماع نقیضین ہو جاتا ہی اور وہ باطل ہی پس اصل قضیہ

مع العکس وعکس النقیض صادق ہو اب بھی اگر کوئی اعتراض کرے کہ قضیہ مع العکس وغیرہ
بقواعد عقلیہ مفروض الصدق ہی لیکن حقیقت مین اگر اسکی نقیض کو اگر مفروض الصدق
قرار دین تو بھی وجوہ مذکورہ وہ بھی اسی طرح صادق آوینگی تو جواب اسکا یہ ہی کہ نصوص قطعیہ
اور احادیث متعددہ سے حبیب اور محبوب ہونا فی ما بین حضرت رسالتمآب اور جناب ابوطالب
ثابت ہی اور امتناع و انقطاع مودت مین کفارون کی آیات کثیرہ ناطق ہین بقولہ تعالے
لا یتخذ المؤمنون الکافرین اولیاء من دون المؤمنین اور من یتولہم منکم فانہ
منہم اور لا تجد قوما یؤمنون باللہ والیوم الآخر یوادون من حاد اللہ
ورسولہ ولو کانوا آباءہم واخوانہم وعشیرتہم اور وما کنت متخذ المضلین
عضدا باوجود اینہ نصوص قطعیہ کے سید المرسلین کو متہم کرنا کہ وہ ایک مشرک کو دوست
رکھتے تھے اور حق تعالے فرماتا ہی کہ جو دوست رکھیگا مشرک کو وہ انھین مشرکون مین
سے ہی اور جناب ابوطالب کی نسبت آیہ بھی نازل فرمایا ہی کہ اے پیغمبر تو ابوطالب کو
دوست رکھتا ہی یہ اجتماع نقیضین کس طرح ممکن ہی معاذ اللہ معاذ اللہ حبیب رب العالمین
اور مشرک کو دوست رکھین اور ماورائے ان آیات کے بکثرت آیات واحادیث اس
باب مین وارد ہین جنکا ذکر باعث طول ہی حاصل یہ ہی کہ حبیب خدا کا حبیب اکمل افراد
مومنین ہی پھر اس قضیہ کے عقلا اور نقلا صادق ہونے مین کیا شک ہو سکتا ہی اور جناب
ابوطالب کا اپنے جان اور مال اور اولاد سے پیغمبر صلعم کو زیادہ عزیز اور دوست رکھنا
مشہورات اور مسلمات اور متواترات سے ہی کہ دشمن بھی انکار نہین کر سکتے پھر اس قضیہ
کے یقینی اور صادق ہونے مین کیا شک رہا اور قید مفروض الصدق ہونیکے واسطے
تعمیم اور ابہام اور تفہیم کے ہی کہ بحث اس علم مین قواعد کلیہ سے کیجاتی ہی اور قضایاے
صادقہ اور کاذبہ دونون کو مفروض الصدق والکذب کہہ سکتے ہین بلکہ فرض محال بھی
محال نہین ہی اور باتفاق عقلا ثابت ہی کہ خطا فی الکفر سے نجات ملنے کی اور حق و باطل
کے ظاہر ہونیکی کامل راستی اور کلی قاعدے یہہ ہی کہ علوم عقلیہ مین دیکھیے جب قضایاے
کاذبہ مفروض الصدق ہونے سے مفروض التصدیق ہو جاتے ہین تو قضایاے صادقہ
کی تصدیق مین کیا عذر ہو سکتا ہی پس نقیض قضیہ متنازعہ فیہا کے مفروض التصدیق تو
ہو جائیگی مگر جو اس قضیہ کے نقیض کو مفروض الصدق قرار دیگا تو پہلے وہ مفروض الکفر
قرار پائیگا اب ان قضایاے مذکورہ کو مرکب کرکے قیاس بنائے اور اشکال اربعہ
نکالے تو شکل اول باتفاق علما و عقلا مطبوع اور بدیہی الانتاج اور پسندیدہ ہی

استدلال ہین اور ضروب منتجہ شکل اول کے چار ہین ضرب اول موجبتین کلیتین سے مرکب ہو ضرب ثانی موجبۂ
کلیہ اور سالبۂ کلیہ سے ضرب ثالث موجبۂ جزئیہ اور موجبۂ کلیہ سے ضرب رابع موجبۂ جزئیہ اور سالبۂ
کلیہ سے اور ایجاب وسلب دو کیفیتین ہین ایجاب اشرف ہو اور سلب اخس ہو اور کلیہ وجزئیہ
دو کیفیتین ہین کلیہ اشرف ہو اور جزئیہ اخس ہو پس شکل اول کی ضرب اول بجمیع الوجوہ افضل اور
بدیہی الانتاج اور پسندیدہ ہوئی علماء کا استدلال ہین بہ نسبت ضروب ثلثہ کے کہ وہ مرکب ہین
کیفیات اور کمیات شریفہ اور خسیسہ سے حاصل یہ ہو کہ شکل اول کی ضرب اول مرکب ہو دو موجبون
کلیون سے مثلاً کل حبیب خاتم الرسل ومحبوبہ حبیب اللہ ومحبوبہ وکل حبیب اللہ ومحبوبہ
مومن فکل حبیب خاتم الرسل ومحبوبہ مومن یہ شکل مع اپنے نتیجہ کے ماننا ضروری ہو اور صدق
قضیہ کو صدق عکس اور صدق عکس النقیض لازم اور فرض صدق نقیض کو محال اور سلب شی لنفسہ اور
اجتماع نقیضین لازم پس ان دلائل عقلیہ اور نقلیہ سے بھی جناب ابوطالب کا مومن اور محبوب خدا و
رسول ہونا اور حامی وناصر ومعاضد دین خدا ورسول ہونا ثابت اور یقینی اور جو منکر ہو ان اوصاف
جناب ابوطالب کا وہ منکر بدیہیات اور عدو خالق علام اور دشمن خیر الانام اور معاند دین اسلام
ہو فتبصر ولا تکن من المعاندین قولہ اللہ اللہ یہ محبوب ہین فنائے مطلق کا مرتبہ ہو صدق
اللہ والذین امنوا اشد حبا للہ اقول اللہ اللہ بلکہ اعوذ باللہ اولاً تو آپ کی تحریر سے ٹپک رہا ہو
کہ آپ بھی سلوک وعرفان ہین ہم پلہ اولیاے عظام ہین اور عالم وجد ہین لکھ رہے ہین تفرقہ وتمیز آپکا
زوال پاچکا ہو حق وباطل حدوث وقدم کا فرق وغیرہ آپ کی ذات ہین باقی نہین رہا محبوب ہین فنائے
مطلق کے مرتبہ کے علامات کیا خوب بیان فرمائے سبحان اللہ سبحان اللہ اصطلاحات عارفین وسالک
سالکین اور مذاق عارفین سے بھی آپ کو کامل مہارت حاصل ہو واے ہو آپ کی معرفت پر اتنا بھی نہین
جانتے کہ فنا اور فناء الفنا اور نفی اور نفی النفی اور مدارج ومعارف ومراتب وانکشافات ومراقبات اور
علامات انکے کیا ہین اور سلوک طرق ولایت اور حصول منازل ہدایت اور وصول حقائق معرفت کس کو
کہتے ہین باوجود اس سفاہت وجہالت کے تدلیس واغواے عوام کالانعام اور اظہار طرق ضلالت و
بغاوت اور توہین وتذلیل خاندان رسالت ہین یکتا اور بے مثال باین ہمہ سلوک ومعرفت ہین دعوے
ہمہ دانی اور ہمپایگی اولیاے عالیمقام ہین لن ترانی اتنا بھی ادراک آپکو نہین کہ یہ وہ مدارج ومعارف
اور مقامات ومراتب ہین کہ سالکین وعارفین بھی مخبوط الفکر والذکر ہو جاتے ہین اور متحیر ومدہوش
ہوکر ایسے گرداب تحیر مین غرق ہوتے ہین کہ پتا نہین لگتا اولاً تو لطائف ششگانہ کی ترتیب سے ذکر

سلہ یہ مضامین اور اصطلاحات کتاب احیاء العلوم امام غزالی اور نیز صراط مستقیم اور رسالۂ انیس العارفین سے
نقل کیے ہین ۱۲

نفی و اثبات کا مرحلہ طی کرنا دشوار اگر بکثرت مشقت اور توجہ بعد ان مراتب کو طی کیا اور نفی تمام عالم اور
نفی بدن کہ مشغل تر از نفی عالم ہی اور اثبات ذات حق سبحانہ تعالی حاصل ہوئی اور بہ مشقت کثیر الکمال کو
بھی پہونچا لی تو فقط انکشاف دوائر کا ہوا یہ وہ مرتبہ ہی کہ کمال نفی سے بجز انوار دوائر کے کچھ باقی نہین
رہتا کہ عدم وجدان بدن کمال ہی بعد اسکے شغل دوائر ہی اور انکے مراقبات ہین دائرۂ امکان سے
مراقبۂ احدیت کی ابتدا ہی اور اثر اسکا یہ ہی کہ ایک نور جانب فوقانی قلب سے ممتد ہو کر عرش مجید
تک پہونچتا ہی اور محیط عالم ہو کر عالم امکان سے تجاوز کر جاتا ہی بعد اسکے دائرۂ ثانیہ ہی اسکو ولایت
صغری کہتے ہین اس دائرہ مین مراقبہ اقربیت ہے اثر اسکا یہ ہی کہ درِ تحتانی قلب کھل جاتا ہی اور تمام
قلب مثل آفتاب ہو جاتا ہی اور اُس قلب کے ہر مقام سے نور درخشان ہوتا ہی اور نور تمام جہات سے
درخشندہ ہو کر بدستور دائرۂ اول کے موجودات ممکنہ سے متجاوز ہو کر حد لامکان کو پہونچکر غیر متناہی ہو جاتا
ہی اور قلب مصدر انوار بجمیع الجہات بن جاتا ہی اور اسرار توحید واضح و منکشف ہوتے ہین اور وجود
تمامی ممکنات [illegible] ہوتا ہی بعد اسکے دائرۂ ثالثہ ہی جسکو ولایت کبری کہتے ہین یہ دائرہ متضمن
ہی تین دائرون کا اور ایک قوس کا دائرہ اول مراقبہ معیت ذات پاک حق سبحانہ تعالی ہی اس مین اختلاف
ہی اس وجہ سے کہ معیت کو اقربیت لازم ہی اور اقربیت کو معیت لازم نہین پس سیر اور سلوک مین اقربیت
مقدم ہی معیت پر غرض جب اس مرتبہ پر پہونچیگا تو لحاظ معیت او سبحانہ تعالی ذہن مین راسخ ہوگا اور یہ
معیت اُس وقت علامت ولایت کبری ہی کہ نور اُسکا دائرتین مذکورتین سے بدرجات بیشمار زیادہ ہی اور
فی الحقیقت انوار مختلفہ حجب ذات پاک ہین جب اُنکو طی کریگا تو حصول قرب و معیت وغیرہ کا ہوگا اور اسکا
الکمال مثل دائرتین مذکورتین نہین ہی گو حصول اُن آثار کا ایک گمان عجیب اور نہایت مرغوب ہے لیکن
حقیقت دائرہ کمال کو نہین پہونچتی پس تکمیل دوائر منحصر ہی دو امر دن پر ایک تو انکشاف دوائر اور دریافت
انوار دوسرے آثار قرب و معیت و محبت اور نفی ولایت کے جو مقصود اور مطلوب سلوک سے ہی وہ بدون
انکشاف کے انوار دوائر حاصل نہین ہو سکتا پس بعد فایز ہونے مراتب انکشاف کے مراقبہ یحبہم و یحبونہ ہے
یعنی محبت اپنے بذات حق سبحانہ تعالے اور محبت حق تعالی کی اپنے ساتھ اور یہ ایک دائرہ ہوا اس مقام
مین دو دائرہ اور ایک قوس ہے وجہ اُس کی یہ ہے کہ محبت کے تین درجہ ہین اول درجۂ ابتدا ہے محبت اس درجہ
مین محب نفع اپنا اور خوشنودی محبوب کے دونون کا لحاظ رکھتا ہی اور اپنا پاس اور اپنے محبوب کا پاس
دونون ملحوظ و ملحوظ رکھتا ہی اور جب محبت ترقی کرتی ہی تو جانب محب کو اضمحلال پیدا ہوتا ہی اور فنا ہونے
لگتی ہی یہ علامت ہی تمامی دائرۂ اول اور شروع دائرۂ ثانی کے اس دائرۂ ثانی مین ترجیح جانب حق بجانب
خود اور بجانب تمامی مخلوقات پیدا ہوتی ہی اور اضمحلال و فنا مرتبۂ اعلی پر پہونچتا ہی اور نشان جانب محب کا
باقی رہتا یہ علامت ہی اتمام دائرۂ دوم اور شروع قوس کے یہ نصف دائرہ ہی اسکو قوس اس سبب سے

کہتے ہین کہ جانب محب اس ہین باقی نہین رہتی اس مرتبہ مین خیال اضمحلال اور فناے جانب محب نسیاً منسیا ہوجاتا ہے اور کمال قوس محبت ہے اور اس مقام مین فنا د الفنا حاصل ہوتی ہے بعد اسکے مراقبہ اسم الظاہر ہے حق سبحانہ تعالی کے دو نام پاک ہین ایک ظاہر دوسرا باطن اور مظاہر اسکے بیشمار ہین پھر تسبیح سبحان الله عدد خلقہ سبحان الله زنة عرشہ سبحان الله مداد کلماتہ ہے اس مراقبہ کی مزاولت کما ینبغی کرے کہ لطیفہ نفس بالاصالت اور سائر لطائف کہ بالتبع ہین اُن سب سے کما ینبغی مستفیض ہو اور مظاہر اسم الظاہر کا ادراک عقل پر ہے اور مظاہر اسم الباطن کا وصول بجز کشف اور الہام کے نہین ہے اور بعد انفراغ مراقبہ اسم ظاہر کے تجلیات اسم باطن کے نمایان ہوتے ہین پھر سیر ہے تجلی ذاتی دائمی کی اور اس تجلی مین ظہور ہے کمالات انبیا اور مرسلین اور اولو العزم کا اور اس سیر تجلی ذاتی دائمی مین تبدل انوار کا ضروری ہے اس سیر کے تین درجہ ہین درجۂ اول سیر تجلی بلحاظ منشائیت کمالات انبیا علیہم السلام کے ہے اس مین رویاے صادقہ کہ وہ ادنی درجہ نبوت ہے اُس سیر فائز ہوتا درجۂ دوم سیر تجلی بلحاظ منشائیت کمالات رسالت ہے اس مین الہام ادنی درجہ رسالت ہے اس پر فیضیاب ہو کر تفہیم اور تعظیم و مناظرہ غافلان و جاہلان و معاندان پر فائز ہوگا درجۂ سوم سیر تجلی بلحاظ منشائیت کمالات اولو العزم ہے اس مین ہمت قویہ کا حصول ہے واسطے اہلاک عصاة اور متمردین اور معاندین کے اور انعام و اکرام مطیعین و مخلصین رب العالمین کے حاصل یہ ہے کہ جس اسم کو اسماے الٰہی سے مراقبہ کریگا تو کوئی حصہ بھی اُسکا ضرور پائیگا اور منتہاے سیر ہر مقام کے پہونچنے کی تین چیزین ہین اول تبدل انوار کا دوسرے تبدل صفات کا تیسرے منجملہ تبدل صفات کے کسی صفت اور شان کا اُن اوصاف مذکورہ سے کہ جو خصائص مخصوصہ ہین نبوت اور رسالت اور اولو العزم کے حاصل ہوتا ہے اور بعد اسکے بھی مراقبات اسماے الٰہی ہین اور مراقبات حضرت ذات باعتبار ظہور حقیقت کعبہ اور مراقبۂ ذات باعتبار ظہور حقیقت قرآنی اور مراقبہ بلحاظ منشائیت حقیقت صلوات اور مراقبۂ معبودیت صرفہ اور مراقبۂ ذات بلحاظ منشائیت حقیقت ابراہیمی اور مراقبہ ذات بلحاظ منشائیت حقیقت موسوی ہے اب یہ بھی واضح ہونا چاہیے کہ محبیت کے بھی تین درجہ ہین اول محبیت صرفہ ہے کہ سرحد محبوبیت تک نہ پہونچے دوم محبیت کہ سرحد محبوبیت کو پہونچے مگر محبوبیت کو نہ پہونچے اور اعلاے درجۂ محبیت مین واصل ہو بطرزیکہ اگر بیشتر قدمی کرے محبوبیت کو پہونچے اور یہ خلت ہے سوم محبیت کہ محبوبیت کو پہونچے یہ خود درجۂ خلت سے بلند تر ہے اور یہی منشاے حقیقت محمدؐ یہ ہے حاصل یہ ہے کہ ان سب مراحل و مسالک اور مراقبات اور ... اور اشغال کو طے کرے اور سیر حقائق اور معارف سے فیضیاب ہو کر مدارج اور مراتب عالیہ پر فائز ہو کر مقام معرفت ذات پر پہونچے تو بھی باوجود حصول مراتب اور وصول مدارج مذکورہ کے جو کمال کہ مطلوب اور مقصود ہے حاصل نہین ہو سکتا بعد ان مراقبہ حضرت ذات بلحاظ محبیت و محبوبیت جمعیہ

کہ منشاے حقیقت محمدیہ ہی پھر مراقبہ حضرت ذات بلحاظ محبوبیت محض جسے انتزاج محبیت ہی اور حقیقت
احمدیہ ہی بعد اسکے مراقبہ حب صرفہ ہی پھر مراقبہ لاتعین ہی اس لیے کہ حق تعالی کی ذات پاک کا وہ مرتبہ
ہی کہ کسی طرح بیان اور تعبیر کرنا اُسکا ممکن نہین ہی اور بعد وصول وحصول سلوک اول سلوک ثانی ہی اسلیے
کہ راہ ولایت مین دو سلوک ہین اور مقصود اصلی منتہاے سلوک ثانی ہی کہ جسکو سیر فی اللہ کہتے ہین
پھر سلوک طریق نبوت ہی اور سالک راہ نبوت جب اس سلوک پر فائز ہوتا ہی تو ایک نور قدسے
اُسکے نفس مین پیدا ہوتا ہی کہ ادراک ہر نسبت کا صاحب نسبت سے کر سکتا ہی اور سالک اس طریق کو
ترقیان اور مقامات حاصل ہوتے ہین اور وہ زمرۂ مقبولان بارگاہ ایزدی مین محسوب ہوکر بسبب
اُنھین ترقیات کے اور مقامات کے سائر مقبولان سے امتیاز حاصل کرتا ہی نزد متصوفین مین ان
مقامات کے القاب مخصوص ہین چنانچہ منتہاے مقام کو قطب ارشاد خطاب کرتے ہین اور عارف کامل
اور سالک واصل جب ان مقامون پر پہونچتا ہی تو جس چیز کی طرف التفات کرتا ہی اُسکی کنہ اور دقائق
پر کماحقہ بشرح وبسط تمام واقف ہوجاتا ہی گویا کہ پیش نظر اُسکے ہی اور جمیع نسب ولایت کمال سالک
راہ نبوت مین مندرج ہوتے ہین اور ادنی التفات سے حقائق اشیا پر بشرح وبسط تمام واقف
ہوتا ہی گویا کہ وہ اُسکو دیکھ رہا ہی اور کمالات راہ نبوت سے کشف والہام وخرق عادات ہی اور
کمالات راہ ولایت سے نفس طالب مین ایک اثر حادث ہوتا ہے کہ بسبب اوسکے عالم قدس سے
ارتباط رکھتا ہے اور وہ دائم نفس طالب مین موجود رہتا ہی اور یہ کل امور بسبب توارد ثمرات اشغال اور
ریاضات اور مراقبات اور اذکار ومجاہدات کے حاصل ہوتے ہین اور انکشافات اور تجلیات
اور کمالات سے الہام وخرق عادات پر فائز ہوکر عارف کامل ہوجاتا ہی حاصل یہ ہی کہ دریاے
بے پایان عرفان کے چند طرق اور بعض اصطلاحات اور مدارج معارف اور مسالک اور مجاہدات
اور ریاضیات اور انکشافات اور تجلیات اور کمالات اور سیر کو مجملاً مشتے نمونہ از خروارے بدون
تفصیل بخیال اختصار حیز تحریر مین لائیے اب ہم چند اقوال عارفین عظام اور اولیاے عالی مقام
اہل سنت بھی عرض کردین تاکہ جو لوگ اُنکے معتقد ہین وہ آگاہ ہوجائین حضرت ابو یزید فرماتے ہین
کہ محب نہ دنیا کی محبت کرتا ہی نہ آخرت کی بلکہ اپنے مولی سے مولی ہی کو چاہتا ہے حضرت خواص رح
فرماتے ہین کہ محبت ارادون کا مٹانا اور سب صفات اور حاجات کا جلا دینا ہی حضرت شبلی کا قول
ہی کہ محبت لذت مین مدہوشی اور تعظیم مین حیرت ہی بعض اولیاے کرام کا مقولہ ہی کہ محبت اُسکا نام ہی
کہ اپنا آپ سے نشان مٹا دے یہان تک کہ کوئی چیز ایسی باقی نہ رہے کہ جسکا مائل اور راجع ہو
حضرت رابعہ سے کسی نے پوچھا کہ آپ رسول مقبول سے کیسی محبت رکھتے ہین فرمایا کہ مجھ کو محبت تو بہت ہی
مگر خدا کی محبت نے مجھ کو مخلوق کی محبت سے روک رکھا ہی ایک بہت بڑے بزرگ کے احوال مین ہی

کہ وہ ساٹھ برس تک روتی رہی اور توبہ کرتی رہی اور کہتی تھی کہ مجھسے بہت بڑا گناہ ہوگیا ہے کسی نے پوچھا کہ وہ کون سا گناہ ہے
جس کے سبب آپ ساٹھ برس سے توبہ کرتی ہیں اور روتی ہیں جواب دیا کہ ایک بات ہوگئی تھی میں نے کہا تھا ہوتی تو
خوب ہوتا بعض سلف کا قول ہے وہ کہتے تھے کہ اگر میرا بدن مقراض سے کاٹا جاوے تو مجھکو محبوب ہے اس امر سے کہ جو چیز
اللہ نے کی ہو اور میں کہوں کہ نہ کرتا تو خوب تھا سعد ابن ابی وقاص مستجاب الدعوات تھے اور نابینا تھے عبداللہ
ابن صائب ان کے پاس گئے اور کہا کہ چچا آپ تو غیروں کے واسطے دعا کرتے ہیں اور دعا آپ کی مقبول ہوتی ہے
آپ اپنی بینائی کے سبب سے دعا کیوں نہیں کرتے آپ نے تبسم فرمایا اور کہا کہ بیٹا خدا کے پاک کی رضا میرے
نزدیک بینائی سے بہتر ہے حاصل اس تحریر کا یہ ہے کہ صدیق اکبر بسبب ہجرت فرمانے کی اور سبقت کرنے سے
اسلام لانے کے اور شفقت کرنے سے حضرت سید المرسلین کے سبب محبت و شفقت یا استعداد ذاتی حضرت
ان سب مدارج اور مقامات عالیہ پر فیض یاب ہوچکے تھے اور مقام شکر و صبر پر فائز ہو کر اور متجاوز ہو کر بکمال
اصطفا اور اجتبا درجہ مقبولیت اور محبوبیت پر پہونچے تھے اور بندہ خاص اور عبد با اختصاص سے ملقب ہوگئے
تھے اعمال و افعال و اقوال ان کے باستر رضا و حضرت ذوالجلال واقع ہوتے تھے مدارج کمالات بیمثال
اور صفات کمال میں کوئی کمال ایسا متخیل اور متوہم نہیں ہوتا جو باقی رہ گیا ہو تمام اوصاف اولیا اور انبیا سے
متصف تھے اور انصرام و انتظام اور اجراء احکام الٰہیہ کے مستحق ہوچکے تھے اور والذین امنوا اشد حبا للہ
کے اور ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ اور ان اللہ یحب الذین یقاتلون فی سبیلہ صفا
کے مصداق تھے اور بسبب سابقیت اسلام مومنین متصفین سے ممتاز تھے حتی کہ بعد وفات خاتم المرسلین
رحمۃ للعالمین حبیب رب العالمین باجماع امت خلیفہ برحق اور نائب انکے قرار دیے گئے پس جو جامع
اوصاف اور فائز بکمالات اور کامل اور عارف اور واصل ہوگا اسکو زید عمر و بکر سے کیا علاقہ کہ نفی اور نفی النفی
اور فنا اور فنا الفنا اور فنائے مطلق کے علامات سے تو غفلت محض اور نابودگی اور تعطل قوائے دراکہ
ہے اس لیے کہ فنا سے تو تفرقہ اور تمیز اور حدوث قدم کا فرق حاصل ہوگیا نفی النفی و فنا الفنا کہ
نیستی محض کو کہتے ہیں کچھ باقی نہ رہا سیر فی اللہ سے مستغنی ہوئے حب نفسانی کہ ملقب بعشق ہے کہ منتہی ہے
اسکے مقام ولایت تک اور حب ایمانی کہ ملقب بہ حب عقلی ہے کہ منتہی ہے مقام نبوت تک ان سب پر فیضیاب
ہوئے معاذ اللہ کیونکر ممکن ہے کہ حضرت ابو بکر باوجود ان فضائل و مناقب کے اپنے باپ کے
اسلام لانے پر اور پیغمبر برحق صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے دست مبارک بڑھانے پر واسطے بیعت لینے کے
اور بیعت بھی کون سی بیعت کہ جس بیعت سے صدیق اکبر ان مراتب پر پہونچے ہوں گریہ فرمائیں اور وقت
استفسار فرمائیں کہ اگر ہوتا سب کا ہاتھ میرے باپ کے ہاتھ کے مقام پر ہوتا تو مجھ کو محبوب زیادہ تھا
کیونکہ حضرات اسی کا نام غفلت اور نابودگی اور فنائے مطلق ہے اسی کو محبوب میں فنائے مطلق کا مرتبہ
کہتے ہیں محبوب سے آپ نے کیا مراد لی ہے کیا آپ کی اصطلاح خاص میں محبوب سے مراد وہ کافر ہے

جو اپنے کفر پر مر جائے جیسا کہ جناب ابوطالب کی نسبت آپ کا زعم باطل ہی یا مراد آپ کی محبوب سے
ذات خاتم المرسلین ہی تو بھی حضرت رابعہ سے مقام عرفان مین پست تر ہوتے ہین کہ وہ فرماتی ہین
کہ خالق کی محبت نے ہم کو مخلوق کی محبت سے روک رکھا ہی یا مراد آپ کی محبوب سے ذات حق سبحانہ
تعالی ہی تو بھی یہ قباحت لاحق ہی کہ پھر اپنے باپ کا کافر رہنا اور جناب ابوطالب کا اسلام لانا
کیونکر محبوب ہوا باوجود عدم امکان کے اور مخالف رضاے محبوب کے اور کیا تجلیات ربانیہ سے
فیضیاب ہونا مقام شکر محبت سے تجاوز کرنا کمال اجتبا اور اصطفا سے درجۂ مقبولیت اور
محبوبیت پر فائز ہونا منشاء حقیقت ابراہیمیہ اور موسویہ اور عیسویہ اور احمدیہ سے ممتاز ہونا اسی کا
نام ہی مقام معرفت ذات پر پہونچنا اور تمام افعال و اعمال و اقوال باستر ضاے حضرت ذوالجلال
واقع ہونا اسی کو کہتے ہین کہ جو امر بمشیت ایزدی واقع ہو چکا ہو وہ تو مخالف طبع اقدس ہوا اور محبوب
نہ ہوا اور مخالف مشیت محبوب محبوب ہوا زیادہ حضرت سعد وقاص تو اپنی نابینائی کو دوست رکھین واسطے
رضاے حق تعالی کے عارفین و عابدین ساٹھ ساٹھ برس توبہ کرین اور گریہ کرین فقط اتنے امر پر کہ جو
بات ہو گئی تھی اور اُنکے منھ سے نکل گیا تھا نہ ہوئی ہوتی تو خوب تھا اور اُسکو ایسا گناہ عظیم سمجھے
کہ ساٹھ ستر برس تک توبہ کرین اور آپ ایسے امر کو محبوب مین فناے مطلق کا مرتبہ فرمائین اولیاے
عظام اور عرفاے عالی مقام تو کہین کہ اگر تمام بدن مقراض سے کترا جائے تو مجھے محبوب ہی اس امر سے
کہ جو چیز اللہ نے کی ہوا اور مین کہون کہ نہ کرنا تو خوب تھا حاصل یہ ہی کہ آپ دشمن ایمان ہین آپ کا شیوہ
ہی کہ پردۂ اسلام مین وہابیت کو ترقی دیتے ہین فقط خاندان رسالت کے آپ دشمن نہین ہین
بلکہ تمام آل و اصحاب آنحضرت کے بھی عدو باطنی ہین فرق اتنا ہی کہ خاندان رسالت مین بعض سے
تو عداوت کا بلا تکلف اظہار ہی اور بعض سے درپردہ اور یہ بعض چونکہ باتفاق اہل اسلام زمرۂ
اصحاب مین محسوب و معدود ہین عداوت و دشمنی ظاہری سے بچے ہین مگر بغض و عداوت جو مخفی
اور مستتر ہی آپ کی ذات مین وہ اعم ہی جمیع اصحاب کبار اور خاندان رسول مختار سے دیکھیے آپ اپنے
حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کو کیسی کیسی نسبتین دے رہے ہین اور کس کس طرح کی تمثیلون سے
ممثل فرما رہے ہین اور ظاہر مین اُنکو مدح اور منقبت کے قالب مین لاکر روغن قاز جو مشہور ہی مل کر
کیسا چکنا اور چپڑا اور چمکدار کر کے دکھا رہے ہین اور فرماتے ہین کہ یہ فناے مطلق کا مرتبہ ہی اور
اُسپر آیۂ کلام مجید بھی وارد کرتے ہین باین نہج کہ صدق اللہ الذین امنوا اشد حبا للہ پس اس
قول حق سبحانہ تعالی کی تصدیق تو عموماً کل اہل اسلام کو حاصل ہی لیکن آپ کو وقت تسوید حدیث ہذا
حاصل ہوئی کہ آپ نے بھی [illegible] اللہ زبان اور قلم پر جاری کیا یہ اقرار آپ کا اجمالاً بہت
مناسب تھا اگر مفصلاً ورنہ جو آپ نے تحریر کیا تو آپ کے ارتداد اور کفر کی دلیل ہو گئی بنظر التفات

ملاحظہ ہو کہ محصل قول حق تعالیٰ تو یہ ہی کہ جو لوگ ایمان لائے ہین محبت اُنکی نسبت بخدا بیشتر ہے مشرکون کی محبت سے جو اُنکو بتون کے ساتھ ہی اور آپ کی تمثیل سے ثابت ہوتا ہی کہ جو لوگ ایمان لائے ہین اور بت پرستون اور کافرون کو دوست رکھتے ہین وہ مصداق اشد حباللہ ہین کہ حضرت صدیق ایسے خیر خواہ اور دوست تھے جناب ابوطالب کے کہ اُنکے اسلام نہ لانے پر گریہ فرمایا اور اپنے باپ سے بھی جناب ابوطالب کی محبت زیادہ رکھتے تھے کہ اپنے باپ کے اسلام لانے سے ابوطالب کے اسلام لانے کو زیادہ دوست رکھتے تھے وہ مصداق اشد حباللہ ہوے حالانکہ جو شخص مومنین سے دوست رکھے کافرون کو وہ اُنھین مین شامل ہی اور آیات متعددہ ہم ذکر کر آئے ہین اسی مضمون مین پس جو شخص خاتم المرسلین کو اور صدیق اکبر کو نسبت دے کہ وہ کافرون کو دوست رکھتے تھے وہ باتفاق مذہب سنت وجماعت اور بوجہ شامل ہونے پیغمبر خدا صلعم کے کل اہل اسلام کے نزدیک مرتد منافق مکذب کلام خدا موہن رسول کبریا مذلل آل و اصحاب باصفا ہی سبحان اللہ کیا آپ کی تحقیق اور تصدیق ہی اور کیا خوب فنائے مطلق کے مرتبہ کو آپ سمجھے ہین کہ جو مجمع عام مین مہاجرین و انصار کے عین حالت فرحت و سرور مین یوم فتح مکہ منہ در منہ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ کے اموات کی سبّ کرے اور کہے کہ ہمارا باپ تو ایمان سے مشرف ہوا اور آپ کا محبوب باپ یعنی چچا کافر رہا اس قول کا کہنے والا موذی خدا و رسول اور عدوے آل و اصحاب مقبول ہوا یا مرتبۂ فنائے مطلق پر پہونچا اور اشد حباللہ کا مصداق بنا کیا مصداق اس آیۂ شریفہ اور مرتبۂ فنائے مطلق کے کیا وہ ہی مومنین تھے کہ جو مجمع مہاجر و انصار اور اقربا و اغیار مین آنحضرت صلعم کے اموات کی سب کرتے تھے اور کفار سے پوشیدہ اور ظاہر دوستی رکھتے تھے اگر اسی کا نام مرتبۂ فنائے مطلق ہی تو آپ کو اور آپ کے امثال کو مبارک رہے **قولہ** اسی طرح امیر المومنین فاروق اعظم نے سیدنا عباس رض عم رسول اللہ سے کہا انا باسلامك اذا اسلمت افرح منی باسلام الخطاب **اقول** یک نہ شد دو شد آپ نے صدیق اکبر کو تو متہم کیا تھا حضرت فاروق کو بھی نہ چھوڑا اولاً تو آپ کا رقم فرمانا کہ اسی طرح امیر المومنین رض فاروق اعظم نے الخ یہ بھی غلط اور کذب صریح ہی کہ صدیق اکبر نے رو رو کر اور بپردۂ اظہار محبت ابوطالب مین مجمع اقربا و اغیار اور مہاجرین و انصار مین کفر ابوطالب کا اعلان فرمایا پیغمبر برحق کو حالت فرحت فتح مکہ مین کفر جناب ابوطالب یاد دلا کر محزون و غمناک فرمایا اور قلب منور آنحضرت صلعم کو ایذا دی اور فاروق اعظم نے رفع خطرہ حضرت عباس کیا اور خاموش رہو خاموش رہو کہکر التجا داخفا فرمایا اور اسی ضمن مین اظہار محبت اسلام حضرت عباس کیا پس اسی طرح کہنا آپ کا کیونکر لغو اور کذب اور غلط نہ ہوا اور اس تمثیل سے جو آپ نے مرتبۂ فنائے مطلق کا اظہار کیا تو ہم پہلے ہی ثابت کر چکے ہین کہ آپ کو اصطلاح ...

اجنبیت ہی اور وہ ہمارے بیان سابق سے آپ پر منکشف ہو گیا ہو گا تکرار بیان کی حاجت نہین ہی اور حق یہ ہی کہ آپ کی تحریر سے ظاہر ہی کہ آپ اصحاب باصفا کی مدح بالالتزام فرما رہے ہین اور عوام جہلا کو دام مکر مین گرفتار کر رہے ہین آپ کو لازم تھا کہ حدیا رسم تام یا ناقص محجوب مین فنائے مطلق کے بیان فرما کر حضرت فاروق کے کلام کے شان نزول کو تحریر کر کے تمثیلاً پیش فرماتے کہ یہ محجوب مین فنائے مطلق کا مرتبہ ہی اگر آپ سچے دوست فاروق اعظم کے اور پکے سنت جماعت ہوتے تو اس قول فاروق اعظم کو نقل ہی نہ کرتے اور اگر یہ فعل و قول حضرت شیخین کا مرتبہ اعلی اور فنائے مطلق آپ کے زعم مین ہوتا تو ضرور آپ لکھتے کہ کس مقام پر کس وجہ سے کس حالت مین کون سی ضرورت لاحقہ کے سبب سے فاروق اعظم نے انا؟ سلامك الخ فرمایا تاکہ انکشاف مرتبہ شیخین ہر شخص پر ہو جاتا مگر حقیقت مین در پردہ آپ انکی توہین کر رہے ہین اللہ اللہ اس فنائے مطلق نے آپ کو درجہ جہل مرکب سے بھی متجاوز کر دیا ہی اور خودی نے آپ کو آپ سے باہر کر دیا ہی تفرقہ اور تمیز حدوث قدم کا آپ سے ایسا زائل ہوا ہی کہ جس نے آپ کی نوعیت سے بھی آپ کو خارج کر دیا ہی بلکہ ختم اللہ علی قلوبھم کا مصداق بنا ڈالا ہی اور لا تعمی الابصار ولکن تعمی القلوب التی فی الصدور آپ کی شان مین صادق آتا ہی یہ سؤال و جواب سیدنا عباس اور حضرت فاروق کے تمام کتب سیر مین مندرج ہین چنانچہ رکن چہارم باب یازدہم وقائع سال ہشتم ہجری معارج النبوۃ صفحہ ۴۴۲ مین اور روضۃ الصفا جلد ۲ صفحہ ۴۴۴ ملاحظہ فرمائیے اور خلاصہ اسکا یہ ہی کہ جب سیدنا عباس نے ابوسفیان کو امان دیکر بخدمت حضرت رحمۃ للعالمین لائے اور حضرت فاروق نے انکو آتے دیکھا تلوار میان سے کھینچ لی اور ابوسفیان کے قتل کرنے کو چلے حضرت عباس مانع ہوئے حضرت عمر نے جلدی کی کہ ان سے پہلے خدمت آنحضرت مین پہونچکر اجازت قتل ابوسفیان حاصل کرون اور سیدنا عباس بھی بہ تعجیل تمام برابر ہی پہونچ گئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ابوسفیان کو مین اپنی امان مین لایا ہون اور فاروق اعظم بھی بار بار اجازت خواہ ہوتے تھے کہ ابوسفیان کو قتل کرون اور پیغمبر برحق خاموش تھے اور کچھ نہ فرماتے تھے جب سیدنا عباس نے بے چینی اور تعجیل بحد سے دیکھی حضرت عمر کی تو کہا کہ ای عمر اسقدر اضطراب جو قتل ابوسفیان مین کرتے ہو تو اس لیے کہ وہ بنی عبد مناف ہی اگر قبیلہ بنی عدی سے ہوتا تو اتنی زیادتی اور مبالغہ نہ کرتے جواب دیا حضرت فاروق نے کہ خاموش رہو اس لیے کہ جس روز تم اسلام لائے تھے تو اسلام تمہارا میرے نزدیک محجوب زیادہ تھا اسلام سے اپنے باپ خطاب کے اس گفت و شنید سے جو مابین حضرت عباسؓ اور فاروق اعظم کے واقع ہوے اسکا مطلب کالشمس فی نصف النہار آشکار ہی کہ حضرت عباس نے سبب اضطراب و تعجیل کو حضرت عمر کے ظاہر فرمایا کہ تم کو بنی عبد مناف سے دشمنی ہی حضرت عمر نے اسکا انکار کیا اور تمثیلاً بیان کیا کہ اے ؟

یا عباس لا علیک اذا اسلمت انی حرمنی یا اسلام الخطاب مطلب اس تخییل کا یہ ہی کہ مین بنی عبد مناف کا
دشمن نہین ہون اگر دشمن ہوتا تو تمھارے اسلام لانے سے اتنا خوش نہ ہوتا کہ تم بھی بنی عبد مناف ہو
پس کلام حضرت عمر سے نہ کوئی بزرگی پائی جاتی ہو نہ اولی الطلوبیتی اور خدمت خدا نہ رسول نہ کوئی
مرتبہ عرفان ہو پھر محبوب مین فنائے مطلق کا مرتبہ فقیہ کہان سے مل گیا سبحان اللہ یہ عرفان و
سلوک کی مذمت ہو نہ مدح ہی عارفین وسالکین کی تحقیر ہو کہ تعریف یہ اصحاب آنحضرت کی منقبت
ہی کہ مذمت اور کیا تعجب ہی کہ فرمانا سیدنا عباس کا کہ تم بسبب عداوت ذاتی بنی عبد مناف کے
تعجیل کرتے ہو قتل ابو سفیان مین اسوجہ سے ہو کہ خود حضرت عمر اپنا [illegible] سید المرسلین
مین عرض کر چکے تھے کہ یا رسول اللہ حضرت کو روشن ہی کہ قریش کی عداوت مجھ سے کس درجہ مین
ہو اور شدت وغلظت میری اُس قوم سے کس مرتبہ مین ہی یہی کلام حضرت عمر اور [illegible] عداوت قریش
کا یاد دلایا یہ قصہ اکثر کتب احادیث اور سیر مین نہایت توضیح سے موجود ہی مناہج النبوۃ صفحہ ۲۴۴
مین اور روضۃ الصفا جلد دوم صفحہ ۱۲۳ مین مذکور ہی جسکا خلاصہ یہ ہی کہ خواجہ عالم نے فرمایا کہ ای عمر تمھین
جانا چاہیے اور کہنا چاہیے تقاریب سے کہ ہم داعیہ جنگ نہین رکھتے عمرہ کی زیارت کو آئے ہین
جواب دیا حضرت عمر نے کہ یا رسول اللہ حضرت کو روشن ہی کہ قریش کی عداوت مجھ سے کس درجہ ہی اور
شدت وغلظت میری اُس قوم سے کس مرتبہ مین ہی فلعنت بروبا اولی کالاعتصاد مخاطب وحید الدہر
فرید العصر کی تحقیق سے عرفان وسلوک کی یہ قدر ومنزلت ہو محبوب مین فنائے مطلق کا یہ مرتبہ ہو احیاء
العلوم فی الدین جسکا ترجمہ مذاق العارفین ہی صفحہ ۳۷۵ و صفحہ ۳۷۶ مین محبوب خدا ہونے کی بہت سی
علامتین لکھی ہین کہ جن سے اُنکا محبوب ہونا ثابت ہوتا ہی چنانچہ ایک علامت یہ ہی کہ خدا تعالی کے
لقا کو کشف اور مشاہدہ کے طور پر دار السلام مین اچھا جانے اس لیے کہ یہ نہین سکتا کہ دل کسی محبوب
کو چاہے اور اُسکے مشاہدہ کو اور لقا کو نہ چاہے اور معلوم ہی کہ بدون دنیا سے کوچ اور مفارقت
سے یہ آرزو پوری نہ ہوگی تو چاہیے کہ موت سے محبت رکھے اور اُس سے نفرت نہ کرے اسواسطے
کہ عاشق کو اپنے وطن سے سفر کرنا اور محبوب کے دیار مین اُسکے دیدار سے بہرہ ور ہونے کو جاتا
گران نہین معلوم پڑتا اور موت دیدار کی کلید اور مشاہدہ کے جانے کا دروازہ ہی آنحضرت فرماتے
ہین من احب لقاء اللہ احب اللہ لقاءہ اور ان اللہ یحب الذین یقاتلون فی سبیلہ
صفا اور ماوراء اسکے ہم بہت سے علامات اور مثالین اور اقوال عارفین بیان کر آئے ہین جن
کتب مطولہ ہین کاش کسی سے بھی آپ کا بیان مثل اور مشابہ ہو جاتا کہ محبوب مین فنائے مطلق کے
درجہ سے مشابہ یا منجملہ اُسکا کہلاتا آپ کی تقریر وتحریر کا منشا تو یہ ہوا کہ قریش سے انتہا درجہ کی
شدت اور غلظت کرنا بنی عبد مناف کے قتل مین تعجیل و مبالغہ کرنا سیدنا عباس کے اسلام کو بیچ

باپ کے اسلام سے زیادہ دوست رکھنے کا اقرار کرتا یہ مرتبہ محبوب ہین فنائے مطلق کا ہی فاعتبروا یا
اولی الابصار ثانیا سند حدیث مین موسی ابن طارق ہین علامہ ابن حجر تقریب تہذیب مین رقم فرماتے
ہین موسی ابن طارق الیمانی ابو قرہ بضم القاف الزبیدی بفتح الزاء القاضی ثقۃ یغرب
من التاسعۃ اور موسی ابن عبیدہ بضم اولہ ابن نشیط بفتح النون وکسر المعجمہ بعدھا
تحتانیۃ ساکنۃ ثم مہملۃ الربذی بفتح الراء والموحدۃ ثم معجمۃ ابن عبد العزیز المدنی
ضعیف لاسیما فی عبد اللہ ابن دینار وکان عابدا من الصغار السادسۃ مات سنۃ
ثلث وخمسین پس غریب وضعیف ہونا اس حدیث کا ایسا ظاہر ہی کہ کسی کو مجال دم زدن نہین
اور ایسی بے سرو پا ٹوٹی پھوٹی حدیثون سے دلیل کفر مومن اغرب اور اعجب ہی ہان عوام جہلا کے
سمجھانے کو اور حدیثون کے گنوانے کو کہ اتنی حدیثون سے ہم نے ثابت کر دیا کافی ہوسکتا ہی
مگر مکرم بندہ صاحبان بصیرت کے نزدیک آپ کے سب کی اور توہین کا باعث ہی کہ مابین مناظرہ احادیث
مجروحہ اور غریبہ اور ضعیفہ سے آپ دلیل لاتے ہین اور اسپر یہ تعلی کہ اصحاب کبار کی طرف ان لغویات
کی نسبت دیکر انھین حدیثون سے انکے مدارج اور معارف اور مراتب اور فضائل اور کمال ولایت
کا ثبوت دیتے ہین اتنا نہین خیال فرماتے کہ جب یہ حدیثین خود لائق اعتبار نہین تو انکے مدلولات کا
کیا اعتبار ہوسکتا ہی وما علینا الا البلاغ **قولہ** حدیث سیزدہم یونس ابن بکیر فی زیادات
مغازی ابن اسحق عن یونس ابن عمرو عن ابی السفر قال بعث ابو طالب الی النبی صلی اللہ
تعالی علیہ وسلم فقال اطعمنی من عنب جنتک فقال ابو بکر ان اللہ حرمھا علی الکافرین
یعنی ابوطالب نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کر بھیجی کہ مجھے اپنی جنت کے انگور
کھلائیے اسپر صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا بیشک اللہ نے انھین کافرون پر حرام کیا ہی
فقط **اقول** اولا تو آثار واحادیث مین بھی آپ تمیز نہین کرتے باتفاق جمہور محدثین آپ اس قول کا
حدیث ہونا ثابت فرما دیجیے پھر حدیث سیزدہم فرمائیے اور عند البعض جو قول وفعل وتقریر صحابہ
اور تابعین کو حدیث شمار کرتے ہین تو بھی اگر وہ منتہی ہو آنحضرت تک تو اسکو مرفوع کہتے ہین
اور جو منتہی ہو اصحابہ تک اسکو موقوف کہتے ہین اور جو منتہی ہو تابعین تک اسکو مقطوع کہتے ہین
اور موقوف ومقطوع دونون اصطلاح محدثین مین مشہور باثر ہین آپ کا حدیث سیزدہم لکھنا
دلالت کرتا ہی کہ محدثین کی اصطلاح مشہور سے بھی آپ کو اجنبیت ہی ثانیا بالفرض جناب ابوطالب
انگور جنت اپنے بھتیجے خاتم المرسلین صلعم سے طلب کرین اور صدیق اکبر خواہ مخواہ جواب دینے مین رسول اللہ
پر سبقت فرمائین یہ سبقت اور مبادرت کیسی حرکت گستاخانہ ہی اور یہ تعجیل وسبقت صدیق اکبر کی کتنی
مشابہ ہو اس تعجیل فاروق اعظم سے جو انھون نے قتل ابوسفیان مین کی تھی اور حضرت عباس نے

جواب دیا تھا کہ یہ بھی عہد متاخر سے ہے اس سبب سے اسکے نقل مین تعجیل کرتے ہو اگر یہی حدیث سے
ہوتا تو اتنی تعجیل نہ کرتے اس نقل کو ہم حدیث دوازدہم کے جواب مین تفصیلاً بیان کر چکے ہین قالتا
قلت ابوبکر ان اللہ حرمہما علی الکافرین یہ مقال بھی قال رسول اللہ سے خالی ہے بالفرض اسی
قول صدیق کی تصدیق کی جائے کہ حدیث ہے اور یہ بھی فرض کر لین کہ یہ قول پیغمبر خدا صلعم سے سنا
تھا تو بھی یہ اعم ہے کل کافرین [illegible] ہین لیکن تخصیص انکو رکی کر لیا اور مصداق ابوطالب کو قرار
دیدیا یہ دونون امر صدیق اکبر سے [illegible] ہین کہ [illegible] حرمہما ہے اور تفسیر اسکی ای
طعامہا و شرابہا موجود ہے اور ہم پہلے ہی ثابت کر آئے ہین [illegible] ہے کہ ایمان جناب ابوطالب
صدیق اکبر پر بھی مخفی رہا ہو اور انھون نے مطابق اپنے علم کے جواب مین تخصیص انکو رکی ہو اور
مصداق اسکا جناب ابوطالب کو قرار دیدیا ہو اور بزعم خود کافرین مین شمار کر لیا ہو اور جب
امکان اس احتمال کا ہوا تو ظاہر ہے کہ احتمال مسقط استدلال ہے کہ جو کچھ صدیق اکبر نے کہا مطابق اپنے
علم کے کہا نہ فی الحقیقت پس کسی طرح یہ آپ کی حدیث سیزدہم دلیل کفر ابوطالب نہین ہو سکتی رابعًا
علامہ ابن حجر تقریب و تہذیب مین لکھتے ہین یونس ابن بکیر واصل الشیبانی ابوبکر الجمال
الکوفی صدوق یخطی یعنی یونس ابن بکیر ابن واصل شیبانی ابوبکر جمال کوفی صدوق ہین مگر خاطی
ہین خطا کرتے ہین اور سعید بن محمد ابو السفر ضعیف ہین سبحان اللہ ناقل ور راوی حدیث تو خاطی و
ضعیف اور اس حدیث کا ایسا آپ کے نزدیک صحیح ہو تا کہ اس سے استدلال کرنا یہ آپ کی عقل
کا قصور ہے شاید آپ کو علم رجال مین بھی دخل نہین ہے کہ آپ اسناد کو اور صحت اور عدم صحت کو بھی
نہ سمجھے اور اگر جان بوجھ کر فریب عوام کے واسطے اور حدیثین گنوانے کے واسطے اس حدیث کو آپ
لائے ہین تو دلیل ہے آپ کے نفاق قلبی کی اور خطاکاری کی اور یہ خیال بھی ضرور تھا کہ حدیث ضعیف
وغریب ومنقطع جسکے راوی تک ضعیف وخاطی ہین وہ کیونکر قابل استدلال ہو سکتی ہے اور یا انہیں
دلیل لانا آپکا دلیل سفاہت وجہالت ہے اور جناب ابوطالب کا مومن اور سابق الاسلام ہونا
ثابت **قولہ** حدیث چہاردہم الی احدی من حدیث موسی بن عبیدۃ قال اخبرنا محمد
ابن کعب القرظی قال بلغنی انہ لما اشتکی ابوطالب شکواہ التی قبض فیہا قالت لہ
قریش ارسل الی ابن اخیک یرسل الیک من ہذہ الجنۃ التی ذکرہا یکون لک شفاء
فارسل الیہ فقال رسول اللہ ص ان اللہ حرمہما علی الکافرین طعامہا وشرابہا یعنی ابوطالب
کے مرض الموت مین کافران قریش نے صلاح دی کہ اپنے بھتیجے صلی اللہ سے عرض کر بھیجو کہ یہ
جنت جو وہ بیان کرتے ہین اس مین سے تمہارے لیے کچھ بھیجین کہ تم شفا پاؤ ابوطالب نے عرض
کر بھیجی حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے جواب دیا کہ اللہ تعالی نے جنت کا کھانا پانی کافرون پر

حرام کیا ہی **اقول** اولاً کافران قریش کا جناب ابوطالب کو صلاح دینا اور آنکا اُس صلاح پر عمل
کرنا بعید از قیاس اور باتمام صریح ہی کہ مرتے دم تک تو ابوطالب اُن سب کو وصیت کرتے کہ محمدؐ صدوق
ہین اُنکی پیروی کرو فلاح پاؤگے اور تمام عرب کو نصیحتین اور وصیتین کرتے رہین اور وہ صلاح
قریش پر عمل کرین اور باین ہمہ فرض کرلین کہ کفار قریش نے صلاح دی تو صلاح دینا کفار قریش کا چند
وجہ سے خالی نہین (۱) یا تو کفار قریش کو تجربہ حاصل تھا اور طعام و شراب جنت سے انکو شفا حاصل
ہوئی تھی اور یہ محال بالبداہۃ ہی (۲) یا جناب رسالتمآب صلعم نے اپنے اصحاب اور مومنون کی
بیماری مین طعام و شراب جنت سے علاج فرمایا تھا اور مشہور ہو گیا تھا کہ طعام و شراب جنت سے
مریض صحت پاتے ہین یہ بھی ثابت نہین یا پیغمبر خدا صلعم نے فرمایا تھا کہ طعام و شراب جنت کل امراض
کی دوا ہی اور واسطے ہر مریض کے اس مین شفا ہی یہ بھی ثابت نہین پھر صلاح دینا کفار قریش کا
کیونکر معتبر ہو سکتا ہی اب رہی یہ وجہ کہ کفار قریش نے از روے طعن کے استہزا اور تمسخر کیا اور
صلاح دی تو ظاہر ہی کہ جناب ابوطالب ایسے جلیل القدر عظیم الشان تھے کہ باوجود اپنی کثرت اور
اتفاق کے کفار قریش نے کوئی کلمہ گستاخانہ سامنے جناب ابوطالب کے نہین نکالا چہ جائیکہ تمسخر
و استہزا اور اگر اس صلاح سے تکذیب اور تمسخر پیغمبر خدا مطلوب تھے تو کون سی عقل باور کریگی کہ اُس
صلاح کو جناب ابوطالب سنین اور تصدیق تکذیب کفار قریش کے واسطے اس صلاح پر عمل کرین
واسے ہی آپ کی عقل پر کہ یہ وہ ابوطالب ہین کہ تنہا تمام کفار عرب کے مقابلہ پر کھڑے ہوکر فرمائین
فاصدع بامرک ما علیک غضاضۃ وابشر بذاک وقر منک عیونا واللہ لن یصلوا الیک
بجمعہم حتی اوسد فی التراب دفینا اور بہ نسبت اقوال اور اخبار جناب ابوطالب کے جو انھون نے
قبل بعثت اور بعد بعثت تا وقت وفات فرمائے ہین اور خبرین دی ہین اور نصیحتین اور وصیتین
کی ہین اور وہ سب مطابق واقع ہوئی ہین تنبیہاً ایک فصل مستقل مین بیان کردینگے کہ جناب
ابوطالبؑ کس مرتبہ پر تھے تا جہلا اور بعض علماء متعصب جو حالت مغلطہ مین گرفتار ہین رہائی پائین
اور راہ راست پر آئین ثانیاً فرمانا پیغمبر برحق کا ان اللہ حرمہما علی الکافرین یعنی اللہ نے طعام
و شراب جنت کا فرون پر حرام کیا ہی کیا اسکا مفہوم آپ کے ذہن مین یہ ہی کہ مسلمین طعام و شراب
جنت سے اس دنیا مین سیر و سیراب ہوتے ہین اور کافرین پر حرام ہی تو تمثیلاً دو چار ہی اسم مبارک
مسلمین یا مومنین یا انصار یا مہاجرین مین سے ارقام فرمائیے کہ کون کون سیراب ہوے یا حضرت
طعام و شراب جنت بعد حصول جنت ہی اور حصول جنت بعد مرگ علی الایمان جو داخل جنت ہوگا وہ
طعام و شراب جنت سے سیر و سیراب ہوگا اگر فرمائین کہ دنیا مین بھی بعض مومنین طعام و شراب
جنت سے سیر و سیراب ہوے ہین تو جواب اسکا یہ ہی کہ وہ مومنین وہ ہی اہل بیت ہین جنکا اجماع ہی

ایمان ابوطالب پر یہ وہ مومنین ہیں جنھوں نے مدۃ العمر اصنام پرستی نہیں کی جسمیں شرک اور دنس کفر
سے طاہر و مطہر ہیں جو اصلاب و ارحام طاہرہ رکھتے ہیں پیغمبر برحق نے جنکو خیر قرون اور خیر بیوت
خطاب فرمایا ہی جنکی شان میں اللھم ھؤلاء اھل بیتی فرمایا ہی جنکی شان میں آیۂ تطہیر نازل
ہوا ہی جو مصداق ابناءنا و نساءنا و انفسنا ہیں وہ ہر وقت مستحق جنت اور طعام و شراب
جنت کے تھے بلکہ جنت خود اُنکی مشتاق تھی اور حق اُنکے ساتھ پھرتا تھا اور ظاہر ہی کہ اکثر کفار
جب مشرف باسلام ہوتے ہیں مستحق جنت قرار پاتے ہیں اور جب اُن سے ارتداد و نفاق ظاہر
ہوتا ہی مستحق جہنم ہو جاتے ہیں پھر کیونکر ممکن ہی کہ ہر مسلمان طعام و شراب جنت سے قبل موت
اس دنیا میں سیر و سیراب ہو سکے اور ان اللہ حرمھما علی الکافرین کو اگر حدیث صحیح بھی فرض
کریں تو مراد اُس سے کل کافرین ہیں کہ نہ وہ داخل جنت ہونگے نہ طعام و شراب جنت سے سیر و سیراب
ہونگے پھر تو نہیں ہو سکتی کہ اگر جناب ابوطالب ایماندار ہیں تو طعام و شراب جنت سے سیر و سیراب
بھی ہوں اور شفا بھی پاویں تاکتاب برزنجی اور ذہبی اور بنیرہ جوزی ابن سعد سے کہ امام الحدیث
والسیر ہیں اور خطیب اور ابن عساکر عمرو بن سعد سے روایت کرتے ہیں ان ابا طالب قال کنت
بذی المجاز مع ابن اخی فادرکنی العطش فشکوت الیہ ولا اری عندہ شیئا قال فثنی
ورکہ ثم نزل فاھوی بعقبہ الی الارض فاذا بالماء و قال اشرب یا عم فشربت ماءا
بارداً ما شربت مثلہ قط یعنی تحقیق کہ کہا ابوطالب نے کہ ہم مقام ذوالمجاز میں تھے اپنے بھتیجے
محمد کے ساتھ کہ مجھکو پیاس معلوم ہوئی میں نے پیاس کا شکوہ کیا اپنے بھتیجے سے حالانکہ اُنکے پاس
بھی پانی نہ تھا پس اُنھوں نے حرکت کی اور اُترے اور اپنی ایڑی زمین پر ماری فوراً چشمہ نمایاں ہوا
اور کہا اُنھوں نے اشرب یا عم پس پیا میں نے وہ پانی کہ جو نہایت سرد و خوشگوار شیریں تھا کہ مدۃ العمر
میں میں نے نہ پیا تھا برزنجی و ذہبی کہتے ہیں کہ اگر ابوطالب مومن اور موحد نہ ہوتے تو حق تعالی کبھی
اُنھیں سیراب نہ کرتا اُس پانی سے جو افضل تھا ماء کوثر و زمزم سے معارج النبوۃ رکن ۲ باب ۸ فصل ۳
وقائع سال ہشتم میں ملا معین کاشفی نے بھی نقل کیا ہی واخرج ابن عدی عن انس بن مالک
قال مرض ابوطالب فعادہ النبی فقال یا ابن اخی ادع اللہ ان یعافینی فقال اللھم اشف عمی
فقام کانما نشط من عقال الخ ابن عدی نے انس بن مالک سے روایت کی ہی کہ کہا انس نے کہ
ابوطالب بیمار ہوے اور اُنکی عیادت کو آنحضرت تشریف لائے پس ابوطالب نے کہا یا ابن اخی خدا سے
میری صحت کی دعا کرو پس آنحضرت نے فرمایا کہ ایا میرے چچا کو شفا دے پس وہ فوراً اُٹھ کھڑے ہوے
اُس طرح کہ جیسا کوئی [illegible] سے شادمان ہو فرمایا [illegible] ہی کہ ان دونوں روایتوں
[illegible] کہ جناب ابوطالب [illegible] سے اسلئے ثابت ہو

کہ جناب ابوطالب اُس پانی سے سیراب ہوئے کہ جو بہتر تھا ما ذر مزم اور کوثر سے اور آپ مرتبہ ہوتے کہ وصی عبد المطلب اور مربی و عاشق آنحضرت تھے اور یہ بھی ثابت ہوگیا کہ آنحضرت نے دعا کی جناب ابوطالب کی اور صحت پائی انھون نے پس صلاح کفار سے اپنی شفا کے واسطے انکو جنت طلب کرنا بعید از قیاس ہے کہ جناب ابوطالب اگر طالب صحت ہوتے تو خواہش دعا کرتے آنحضرت سے کہ اس دعا کا تجربہ انکو حاصل ہوچکا تھا نہ خواہش انکو جنت اور طعام و شراب جنت افسوس ہے ان بے بصیرتون پر کہ جو جنت سے اور طعام و شراب جنت سے محروم جانتے ہین اُس وحید و فرید سابق الاسلام مومن کامل کو اور اُسکے کفر پر فتوی دیکر مفتی بنتے ہین کہ جو ہمیشہ افضل طعام و شراب جنت سے فیضیاب رہا حتی کہ اپنی گودیون مین آنحضرت صلعم کو پرورش کیا ایک ظرف مین اکل و شرب رہا جب تک آنحضرت صلعم ابتدا فرماتے تھے جناب ابوطالب اُس طعام کو نوش نہ فرماتے تھے کیا پس خورد جناب رسالت مآب کا طعام و شراب جنت سے افضل نہین تھا کیا جسم ابوطالب مرتبہ مین جنت سے کم تھا جسپر پیغمبر خدا شب کو آرام فرماتے تھے کیا وہ سینہ مخزن اسرار الٰہی نہ تھا جس سینہ سے جناب رسالت مآب صلعم ایک دم جدا نہ ہوتے تھے قولہ ثم اتاہ فعرض علیہ الاسلام فقال لولا ان تعایر بہا قریش فیقال جزع عمک من الموت لاقررت بہا عینک و استغفر لہ بعد ما مات فقال المسلمون ما یمنعنا ان نستغفر لاباءنا ولذوی قراباتنا قد استغفر ابراهیم علیہ السلام لابیہ و محمد صلی اللہ تعالی علیہ وسلم لعمہ فاستغفروا للمشرکین حتی نزلت ما کان للنبی والذین امنوا الایۃ یعنی پھر تشریف لاکر ابوطالب پر سلام پیش کیا ابوطالب نے کہا لوگ حضور پر طعنہ کرینگے کہ حضور کا چچا موت سے گھبرا گیا اسکا خیال نہ ہوتا تو مین حضور کی خوشی کر دیتا جب وہ مرگئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنکے لیے دعاے مغفرت کی مسلمانون نے کہا ہمین اپنے والدون قریبون کے لیے دعاے بخشش سے کون مانع ہے ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام نے اپنے باپ کے لیے استغفار کی محمد صلی اللہ تعالی علیہ وسلم اپنے چچا کے لیے استغفار کر رہے ہین یہ سمجھکر مسلمانون نے اپنے اقارب مشرکین کے واسطے دعاے مغفرت کی اللہ عزوجل نے آیت اُتاری کہ مشرکون کے لیے دعا کرنا نہ نبی کو روا ہے نہ مسلمانون کو جبکہ روشن ہوگیا کہ وہ جہنمی ہین

اقول اولاً تو متواترات سے ہے کہ جناب ابوطالب کو انتہا درجہ کی محبت اور کمال معرفت نبوت آنحضرت حاصل تھی باوجود اسکے اگر فرض کرلیا جائے کہ آنحضرت صلعم نے عرض اسلام مجمع کفار مین حالت علالت مین کیا اور جناب ابوطالب نے جواب دیا کہ لولا ان تعیرہما قریش فیقال جزع عمک من الموت لاقررت بہا تو بھی اس جواب مین نہ کہین تکذیب آنحضرت ہے نہ انکار بلکہ اقرار اور تصدیق اور تنبیہ ہے اور کیسا کلام متین ہے کہ جمیع کفار قریش کو متنبہ کردیا کہ بعد میرے طعنہ دوگے محمد صلی اللہ علیہ و آلہ کو یہ بھی مجھے

گوارا نہین ہی چہ جائیکہ ایذا دیتی اور یہ بھی ظاہر فرمایا کہ بخوف اظہار یعنی بھی کوئی مستعذر نہین ہی اور یہ بھی اس
ضمن مین ظاہر کر دیا کہ تمھارے طعن کو کوئی علاقہ دین اور ایمان سے نہین ہی اور نیز یہ کہ خوف موت سے
ایمان کو قبول نہین کیا بلکہ بعرفان ویقین اور یہ سب کوششین اسواسطے تھین کہ قریش متنبہ ہون
اور ترک طعن کر کے امر حق کو شاید قبول کر لین پس یہ کل امور مذکورہ جواب جناب ابو طالب سے بادنی
توجہ حاصل ہوتے ہین کہ امتناع جملۂ ثانیہ کا بشرط وجود جملۂ اولی کے ہی اور جملۂ اول فقط خوف تعییر ہی
اور ظاہر ہی کہ کسی قسم کا خوف مانع تصدیق قلبی نہین ہو سکتا اس لیے کہ کوئی شئی ممدوح اور مذموم اور
مقدوح اور معیوب اور مطعون نہین ہو سکتے جب تک وہ مدرک بحواس خمسۂ ظاہری نہ ہوا اور کل افعال و
اعمال و اقوال عند الناس جب ہی متصف بصفات مذکورہ ہو سکتے ہین کہ وہ مدرک ہون اور ادراک
بحواس خمسہ بعد وقوع واظہار فی الخارج ہوتا ہی اسوقت یہ سب صفتین اسکو لاحق ہو سکتی ہین عام
اس سے کہ وہ فی الحقیقت بھی متصف ہون یا نہ ہون اسوجہ سے کہ ایک ہی شئی عند البعض ممدوح ہوتی
ہی اور وہی عند البعض مذموم اور اسی سے یہ بھی ظاہر ہی کہ اظہار واستتار یہ دونون صفتین ہین
کہ بعد وقوع قول وفعل وعمل لاحق ہوتی ہین پس بالضرور اظہار واعلان سبب تعییر کا ہو سکتا ہی اور خوف
تعییر علت ہی عدم اظہار کی اور عدم اظہار مستلزم عدم تصدیق نہین ہی اور وجود اس علت اور معلول کا
بعض اوقات مین اور عدم انکا اکثر اوقات مین ثابت ہی کہ اجتماع کفار قریش اور منافقین اہل اسلام
کا بعض اوقات مین ہوتا تھا اور ارتفاع اکثر اوقات مین حاصل تھا پس ارتفاع خوف تعییر بلا
شک ولاریب مستوجب تقریر عین آنحضرت تھا ع گر نہ بیند بروز شپرہ چشم چشمۂ آفتاب را
چہ گناہ ؛ اب اگر یہ کہا جائے کہ جناب پیغمبر خدا نے عرض اسلام کیا اور جناب ابو طالب نے
عذر طعن قریش کیا اسی کا نام عدم تصدیق ہی تو ہم پہلے ہی عرض کر آئے ہین کہ عدم اقرار بھی
مستلزم عدم تصدیق کا نہین ہی اور نیز یہ بھی ثابت کر چکے ہین اور عند الکل مقبول بھی ہی کہ جناب
رسالت مآب اور جناب ابو طالب آپس مین ایک دوسرے کے حبیب اور محبوب تھے اور ایک
دوسرے کے رازدار تھے جس طرح اور جس مصلحت سے جناب ابو طالب کو اخفاے اسلام منظور
تھا جناب رسالت مآب کو بھی اسی مصلحت سے اخفا اور استتار انکے ایمان کا منظور تھا پس مجمع
عام مین کفار قریش کے باوجود علم اسلام ابو طالب عرض اسلام فرمایا تو منظور یہ ہوا کہ روبروے کفار
قریش استتار ثابت ہو جائے پس جناب ابو طالب نے ویسا ہی جواب دیا کہ یہ لوگ آپ کو طعنہ
دینگے ورنہ مجھکو اسلام سے روگردانی نہین ہی اور کفار قریش کو کیسا مسخر کیا کہ تمھاری خاطر سے
باوجود حصول تصدیق قلبی کے مین اقرار نہین کرتا اور یہ سوال وجواب اسی وجہ سے تھا کہ کفار قریش
نصائح اور وصایا پر عامل رہین یکایک آنحضرت صلی اللہ پہ ظلم تعدی نہ کرین اگرچہ بعضے ظلم وجور پر آمادہ

ہوتی تو بعض میری وصیت پر عمل کرتے کہ حفاظت بھی کرین افسوس ہی آپ پر اور آپ کے امثال پر کہ مصداق افلا یعقلون اور افلا یبصرون کے بنے جاتے ہین اور باتباع کفار قریش انھین مین شامل ہوے جاتے ہین اور انکے موافق ابو طالب کو کافر قرار دیتے ہین ناقل حدیث ہذا واحدی ہی ہین جو احادیث موضوعہ تفاسیر مین درج کرتے ہین اپنے ہم جنس پر فائق ہین چنانچہ علامہ محمد الملقب بالحنفی شرح رسالہ سید شریف جرجانی جو علم اصول حدیث مین ہی فرماتے ہین وقد اخطاء المفسرون فی ایداعہا ای ادخالہا وادراج الاحادیث الموضوعۃ ودرجہا فی تفاسیرہم کالواحدی الا من عصمہ اللہ تعالی کصاحب المدارک یہ قول انھین واحدی کی نسبت مین ہی کہ جسکو ہم بحث آیات مین بیان کر آئے ہین پھر اس حدیث کے موضوع ہونے مین کیا شک رہا اسیطرح یہ ہی کہ موسی بن عبیدہ جنکا احوال حدیث دوازدہم مین گذرا کہ ضعفا مین سے ہین سبحان اللہ واحدی تو ناقل حدیث اور موسی بن عبیدہ روایت کرنے والے اور آپ ان سے استدلال کرنے والے اس سے بڑھکر کون سی دلیل کفر ابی طالب ہوسکتی ہو اور بھی ملاحظہ فرمائیے کہ علامہ عبد الاول بن علامہ حسینی اپنے رسالہ مختصرہ مین جو بزبان فارسی اصطلاحات علم حدیث مین ہی لکھتے ہین کہ دونون حدیث یعنی سیزدہم اور چہاردہم منقطع ہین پھر لکھتے ہین بلکہ منکرات سے ہین پس یہ آپ کا مذہب اور یہ آپ کی تحقیق اور اسپر اثبات کفر جناب ابو طالب کے ہوس اتنا بھی نہین خیال فرماتے کہ ان الباطل کان زھوقا حق تعالی فرماتا ہی فتبصرہ ولا تنفل ولا تکن من الغاوین **قولہ** حدیث پانزدہم ابو نعیم حلیہ مین امیر المومنین علی کرم اللہ تعالی وجہہ الکریم سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا کانت مشیۃ اللہ عز وجل فی اسلام عمی العباس ومشیتی فی اسلام عمی ابی طالب فغلبت مشیۃ اللہ مشیتی یعنی اللہ تعالی نے میرے چچا عباس کا مسلمان ہونا چاہا اور میری خواہش یہ تھی کہ میرا چچا ابو طالب مسلمان ہو اللہ تعالی کا ارادہ میری خواہش پر غالب آیا کہ ابو طالب کافر رہا اور عباس رضی اللہ تعالی عنہ مشرف باسلام ہوے فللہ الحجۃ البالغۃ **اقول** وباللہ التوفیق اولا تو آپ اثبات کفر حضرت ابو طالب مین ایسے مدہوش ہین کہ آپ کو مراتب ومدارج وعزت وحرمت رسول جلیل کا بھی پاس ولحاظ نہین یہ حدیث ہی کہ مذمت ہی رسول برحق کی ادنی ادنی صحابیون کے عرفان وسلوک اور انکی احبیت اور محبوبیت مین دفتر کے دفتر سیاہ اور کمالات عارفین اور مدارج سالکین مین وہ لن ترانیان کہ اللہ کی پناہ مدعیان ولایت وتصوف کی وہ صفتین کہ العظمۃ للہ اور حبیب رب العالمین خاتم النبیین کی نسبت یہ اتہام کہ انکی مشیت وارادہ مخالف مشیت وارادہ خدا تھا اور بعض متصوفین کی یہ شان ہین کہ وہ بغیر استرضاے حضرت ذو الجلال تکلم ہی نہ کرتے تھے کیا پیغمبر برحق کو مراتب ومدارج عرفان وسلوک مین دستگاہ ہی نہ تھی کیا افعال واقوال آنحضرت مخالف استرضاے حضرت

ذو الجلال ہی واقع ہوا کرتے تھے فقط نام ہی نام کے حبیب اللہ تھے کیا مراتب و مدارج حقیقت محمدیہ و احمدیہ مین اُن حضرت کا حصہ ہی نہ تھا مطابق اصطلاح عارفین جو مراتب حقیقت محمدیہ اور احمدیہ کے مقرر کیے گئے ہین اُس مین سے کوئی مرتبہ حاصل ہی نہ تھا فقط نام ہی نام کے حبیب اللہ اور محمدؐ اور احمدؐ مشہور تھے پناہ خدا یہ عقائد مومنین اور مسلمین کے ہین یا کفار و مشرکین کے ثانیاً موضوعیت اور رکاکت حدیث من حیث المفہوم اظہر من الشمس ہی اسواسطے کہ حدیث مذکورہ تین حال سے خالی نہین اوّل یہ کہ مشیت اللہ تعالی اسلام عباس مین تھی اعم اس امر سے کہ ابوطالب اسلام لاوین یا نہ لاوین کذلک مشیت رسولؐ کو قیاس کرین کہ بہ نسبت ابوطالبؑ کے اسلام کے اور بہ نسبت عباسؓ کے اعم مشیت تھی کہ اسلام لاوین یا نہ لاوین دوسرے یہ کہ مشیت اللہ اسلام عباسؓ مین تھی فقط قطع نظر اسلام و کفر ابوطالبؑ کے اسی طرح مشیت رسولؐ اسلام ابوطالب مین تھی فقط قطع نظر اسلام و کفر عباسؓ کے تیسرے یہ کہ مشیت خدا اسلام عباس اور کفر ابوطالب مین تھی اور مشیت رسول اللہ اسلام ابوطالب اور کفر عباس مین تھی صورت اول مین اسلام و کفر ابوطالب کا مخالف ارادہ خدا نہین ہوتا اور اسلام و کفر عباس کا مخالف ارادہ رسول خدا نہین ہوتا اور بدون تخالف و تعارض کے غالب اور مغلوب ہونا محال پس کیونکر صحیح ہوگا کہنا کہ مشیت خدا غالب ہوئی مشیت رسولؐ پر اور صورت ثانیہ مین مشیت خدا اسلام عباس مین تھی فقط وہ اسلام لائے اور مشیت رسولؐ اسلام ابوطالب مین تھی فقط وہ اسلام نہ لائے اس مین بھی قاہر و غالب ہونا مشیت اللہ کا اور مقہور و مغلوب ہونا مشیت رسولؐ کا ثابت نہین ہوتا اسواسطے کہ مشیت خدا اسلام عباس مین تھی اور مثلاً عباس کافر تھے تو اُنکا ارادہ کفر پر مستقل تھا پس مشیت خدا کا غلبہ کیا مشیت عباس پر مشیت خدا غالب اور مشیت عباس مغلوب ہوئی اسی طرح قیاس کیا جائے کہ مشیت رسول اللہ اسلام ابوطالب مین تھی اور مشیت ابوطالب مثلاً کفر مین پس مشیت ابوطالب نے قہر و غلبہ کیا مشیت رسول اللہ پر مشیت ابوطالب غالب اور مشیت رسول اللہ مغلوب قرار پائے مگر مشیت خدا کا غالب ہونا مشیت رسولؐ پر اور مشیت رسول کا مغلوب ہونا دونون صورتون مین ثابت نہین ہوتا اب رہی صورت ثالثہ کہ مشیت خدا اسلام عباس اور کفر ابوطالب مین تھی اور مشیت رسول اسلام ابوطالب اور کفر عباس مین اور یہ دونون مشیتین متخالف زمانہ واحد مین واقع ہون کہ ایک دوسرے پر قہر و غلبہ کرے پس بالضرور یا دونون وقت معارضہ ساقط ہو جائینگے یا ایک قاہر و غالب اور دوسرے مقہور و مغلوب ہو جائینگے اور یہ صریح البطلان ہی کہ وفات جناب ابوطالب اور اسلام جناب عباس مین فاصلہ دراز ہی اور یہ امر تو ظاہر ہی کہ وقت وفات جناب ابوطالب جناب عباس کافر تھے مشیت خدا کا غالب ہونا اور مشیت

رسول خدا کا مغلوب ہونا ہرگز ثابت ہو سکتا ہی اور نیز یہ بھی لازم آتا ہی کہ بعد وفات جناب ابوطالب
بھی مشیت رسول اللہ اسلام [illegible] واقع نہ ہوے ہمیشہ اُنکا کفر ہی مد نظر رہا یعنی دشمنی بھی
جناب عباس اور حضرت رسالتمآب میں لاحول ولا قوة الا باللہ ثالثاً یہ حدیث موضوع ہی اور
تہمت ہی آنحضرت پر اور مخالف عقل و نقل ہی اسواسطے کہ پہلے مشیت کو سمجھنا چاہیے کہ مشیت
کس کو کہتے ہین لہذا مختصراً عرض کیا جاتا ہی کہ امکان صدور فعل و ترک کو قدرت کہتے ہین اور
حکمانے بھی قدرت کی تعریف [illegible] کون الشیٔ ان شاء فعل وان شاء لم یفعل حاصل
یہ ہی کہ جب تک نظر فاعل مین فعل و ترک دونون متساوی ہین اُسوقت تک وہ فاعل قادر ہی مثلاً
کہین کہ زید قادر ہی کتابت پر [illegible] اور اگر چاہے کتابت نکرے اسی کا نام مکلف
ہی اور یہ امکان اور تساوی [illegible] ہوگی فعل کی بھی اور ترک کی بھی [illegible]
قادر جس طرف کو [illegible] ترجیح بلا مرجح لازم آئیگی پس لامحالہ کسی مرجح کا
ہونا لازم ہوا [illegible] فعل [illegible] ترک کا اور یہ منحصر ہی شعور منفعت و مضرت و مصلحت و مفسدہ
پر [illegible] قادر کو [illegible] منافع اور مضار اور مصالح اور مفاسد حاصل ہوگی تو اگر وہ فعل کا
باعث ہی تو اُسکو ارادہ اور مشیت کہتے ہین اور اگر ترک کا باعث ہی تو اُسکو کراہت کہتے ہین
پس مشیت خدا اقوی اور غالب ہی کل بندون کی مشیت پر اب اتنا اور بھی عرض کرنا لازم ہی کہ
مشیت حضرت رسالتمآب کو متساوی یا اقوی سمجھنا مشیت خدا سے کفر ہی کہ آنحضرت سنزیک
متساوی یا اقوی قرار پاتے ہین جو صریح البطلان ہی بلا شک و بلا ریب مشیت الٰہی اقوی ہی کل
مشیت مخلوق [illegible] نہین مگر کہا جائے کہ مشیت الٰہی اسلام عباس و کفر ابوطالب مین
واقع ہوئی اور مشیت رسول اسلام ابوطالب اور کفر عباس مین اور دونون صاحبون نے پیروی
کی مشیت الٰہی کی تو جناب عباس و جناب ابوطالب دونون مطیع خدا ہوے کہ طاعت کہتے ہین
امتثال امر اور فرمان برداری کو تو جناب عباس و جناب ابوطالب نے اسلام و کفر بارادہ و حکم
الٰہی قبول کیا ہان ارادہ رسول خدا جو مخالف اور معارض ارادہ و مشیت خدا واقع ہوا وہ
البتہ بمخالفت ارادۂ الٰہی نافرمانی اور معصیت قرار پایا نعوذ باللہ من ذلک الاعتقاد
اور مطابق آپکے مذاق کے تسلیم کر لیا جائے کہ ارادۂ رسول خدا اسلام ابوطالب اور کفر عباس
مین مخالف اور متضاد اور متعارض ارادۂ الٰہی واقع ہوا تو یہ بھی دو حال سے خالی نہین کہ اگر یہ
ارادۂ رسول خدا بارادہ خدا واقع ہوا تو لازم آیا کہ ارادۂ خدا مخالف اور معارض ورنہ نقض
ارادۂ خود خدا واقع ہوا اور اگر ارادۂ رسول خدا بغیر ارادۂ خدا واقع ہوا تو لازم آیا کہ ارادۂ
رسول خدا محتاج ارادۂ خدا نہ تھا اور یہ باطل ہی اسلیے کہ شان آنحضرت مین حق تعالی ماینطق

عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ فرماتا ہی اور یہ امر بھی ظاہر ہی کہ بغیر ارادہ تعلق نہین واقع ہوتا اور کیونکر ممکن ہی کہ ارادہ رسول خدا اسلام ابوطالب اور کفر عباس مین واقع ہوتا اسواسطے کہ علم اصول مین ثابت ہی کہ لا یکون المطاعۃ الا من امر یعنی طاعت عبارت ہی امتثال امر اور فرمانبرداری حکم سے اور امر الٰہی متعلق ہی ارادہ الٰہی سے چنانچہ حق تعالیٰ کلام ناطق مین فرماتا ہی انما امرہ اذا اراد شیئا ان یقول لہ کن فیکون اور سر اسمین یہ ہی کہ تکلیفات شرعیہ مین امر الٰہی کو ارادہ اور نہی الٰہی کو کراہت کہتے ہین پس تکلیفات مین اگر ارادہ مکلف کا مطابق امر الٰہی ہو تو وہ طاعت اور اسکے فاعل کو مطیع کہتے ہین اور اگر ارادہ مکلف کا مخالف ارادہ خدا ہو تو وہ معصیت اور اسکے فاعل کو عاصی کہتے ہین پس خاتم النبیین کہ مکلف بہ ہدایت خلق تھے اگر ارادہ انکا مخالف ارادہ خدا ہوتا تو حضرت مرتکب معصیت اور عاصی قرار پاتے اور باوجود اسکے خود اعتراف بھی فرماتے کہ میرا ارادہ مخالف و معارض ارادہ خدا ہی اور میرا ارادہ مغلوب ہوا اور کس طرح ممکن ہی کہ ارادہ رسول خدا مخالف اور معارض ارادہ خدا ہوتا خصوصا اسلام و کفر جناب ابوطالب اور جناب عباس مین کہ یہ دونون عموی بزرگوار آنحضرت تھے اور پیغمبر صلعم مامور اور محکوم بعدل تھے چنانچہ حق تعالیٰ فرماتا ہی قل امر ربی بالقسط یعنی کہہ تو ای محمد کہ پروردگار نے مجھکو حکم کیا ہی عدل کا یعنی جمیع اقوال و اعمال و افعال مین متصف بعدل رہو اور یہ دونون امر ارادہ و تفریط سے پھر کیونکر ممکن ہی کہ دو چچا آنحضرت کے ہون اور آنحضرت ایک کا اسلام اور ایک کا کفر چاہین العیاذ باللہ اسی طرح ارادہ خدا اسلام جناب عباس اور کفر جناب ابوطالب مین کہنا یہ بھی مخالف عقل و نقل ہی اسواسطے کہ حق تعالیٰ فرماتا ہی شہد اللہ انہ لا الٰہ الا ھو والملائکۃ و اولوا العلم قائما بالقسط یعنی خدا نے گواہی دی ہی باین طور کہ نہین ہی کوئی خدا سے بر حق مگر وہی وحدہ لاشریک ہی اور ملائکہ اور صاحبان علم نے درانحالیکہ وہ خدا قائم بالقسط یعنی بالعدل ہی یا وہ خدا اور ملائکہ اور اولوا العلم سب قائم بالعدل ہین اور نیز اپنے بندون کو بھی حکم عدل کرنیکا فرماتا ہی کقولہ تعالیٰ واوفوا الکیل والمیزان بالقسط جب یہ آیہ نازل ہوا تو بعض اصحاب آنحضرت نے عرض کی کہ یا حضرت عدل کیل و میزان مین دشوار ہی کہ اگر ایک دانہ رائی کے برابر بھی فرق ہوگا تو ہم گنہگار ہونگے اور ہم سے یہ امر محال ہی تو حق تعالیٰ نے وحی کی آنحضرت کو کہ لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا کہ اللہ کسی کو تکلیف نہین دیتا مگر اسکی وسعت کے موافق اس سے ثابت ہو گیا کہ کسی نفس کو تکلیف اسکی وسعت سے زیادہ نہین دیتا پس اگر خدا اپنے بندون مین ارادہ کفر کا کرے اور پھر انکو امر باسلام کرے تو کیونکر وہ کفار بندے کہ جو ترک کفر اور اختیار اسلام پر قدرت اور قوت نہین رکھتے اور انکی وسعت سے جو امر باہر ہین اسکے کیونکر محکوم

ہو سکتے ہین اور بدیہی امر ہی کہ ایسی تکلیف مالا یطاق سے بڑھکر کون سی تکلیف ہو سکتی ہی کہ باوجود
عدم قدرت اور قوت کے ترک کفر اور اختیار اسلام پر محکوم اور مجبور کیے جائین اور نیز یہ بھی
ظاہر ہی کہ اگر بندون کے تمام اقوال و اعمال و افعال بدون متوسطات اور موافق مشیت و
ارادۂ خدا ہوتے تو تمام انبیا و مرسلین کو واسطے ہدایت خلق کے پیدا کرنا عبث قرار پاتا اور
اُن انبیا و مرسلین کا کل کفار و مشرکین کو مثل نمرود و فرعون و ابو جہل وغیرہ کو دعوت اسلام
کرنا اور اُن سے ترک کفر و شرک چاہنا اور اُنپر جہاد کرنا خلاف مشیت و ارادۂ خدا ہوتا پس
بالضرور بسبب عدم اطاعت امر الٰہی وہ سب عاصی ہوتے کہ خلاف مقصود و مراد الٰہی
کے طالب ہوے اور وہ سب کفار و مشرکین جنتی قرار پاتے کہ مطابق مقصود و مراد حقتعالی
کے شرک و کفر کو قبول کیا اور مطیع خدا ہوے علی ہذا القیاس کل اعمال و افعال مثل قتل و
زنا و شرک وغیرہ کا فاعل خدا ہوتا پس قاتل و زانی و کافر نعوذ باللہ خود خدا قرار پاتا ہی
پھر یہ الزام و ایلام اور حدود دنیا مین اور عذاب شدید آخرت مین اور خلود فی النار اور وعد
و وعید ناحق و ناروا بندگان ضعیف پر کیون مقرر کرتا اس سے زیادہ کوئی ظلم صریح و اجب
البطلان نہین ہو سکتا اور لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا کا دعوی کاذب ہو جاتا تعالی اللہ
عن ذلک پس کیونکر ممکن ہی کہ حق تعالی اسلام عباس اور کفر ابو طالب چاہتا یہ قول اُنھین
صاحبون کا ہوگا کہ جنکے قلوب اور ابصار پر نشان یعنی مہر کردی گئی ہی کہ یوم النشور وہ
پہچانے جاوین کہ اہل نار ہین رائجا ترجمۂ حدیث مذکور مین مخاطب والا فرماتے ہین کہ فرمایا پیغمبر
خدا نے کہ اللہ تعالی نے میرے چچا عباس کا مسلمان ہونا چاہا اور میری خواہش یہ تھی کہ میرا
چچا ابو طالب مسلمان ہو اللہ تعالی کا ارادہ میری خواہش پر غالب آیا کہ ابو طالب کافر رہا اور
عباس رضی اللہ مشرف باسلام ہوے فللہ الحجۃ البالغۃ اس ترجمہ مین بھی آپ نے مکر و فریب
کیا ہی اور تہمت کی ہی آنحضرت پر اسواسطے کہ آنحضرت صلعم نے عمی العباس و عمی ابو طالب
دونون مقام پر فرمایا ہی درحالیکہ اس مزخرفات کو حدیث تسلیم کرلین پس باوجود اسلام
جناب عباس و کفر جناب ابو طالب الفاظ مین کچھ فرق مراتب کا نہین ہی لیکن آپ نے یہ نسبت جناب
عباس کے میرے چچا اور بہ نسبت جناب ابو طالب کے میرا چچا اور عباس رضی اللہ مشرف باسلام
ہوے اور ابو طالب کافر رہا لکھا ہی حالانکہ اُن حضرت کے کلام مین وہی عدل پایا جاتا ہی غرض
اس ترجمہ کے بعد آپ فرماتے ہین فللہ الحجۃ البالغۃ پس کیا مشیت خدا سے حضرت
عباس کا اسلام لانا اور مشیت خدا سے حضرت ابو طالب کا کافر رہنا یہ حجۃ بالغہ ہی یا خود خدا
کا ایک مین فاعل اسلام ایک مین فاعل کفر ہونا اور ایک کو بہشت اور ایک کو دوزخ دینا

اسکا نام حجۃ بالغہ ہی یا تمام کفار و مشرکین مین شرک و کفر اور زانی مین زنا اور تمام دیگر قبائح اور مفاسد کا باعث ہونا اور پھر انکو حکم اسلام کا کرنا اور انکو سنانا کہ لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا اور پھر انکو تکلیف مالا یطاق کا مکلف بنانا اور پھر ان سب مجبورون کو جہنم واصل کرنا یہ حجۃ بالغہ ہی یا یہ ایسی حجۃ بالغہ ہی کہ سوا ے پیران نابالغ کے کہ جو امثال آپ کے تھے اور ین کوئی سمجھ ہی نہین سکتا بالغ کے معنی توجید و نافذ پہونچنے والے پہونچانے والے وغیرہ کے ہین اور حجۃ دلیل و برہان کو کہتے ہین پس کیا برہان جید اور دلیل نافذ پہونچنے والے پہونچانے والے اسی کا نام ہی کہ کافر مشرک کو شرک و کفر پر مجبور کرنا اور پھر انپر حکم اسلام لانے کا کرنا اور چونکہ وہ مجبور ہین بہ سبب عدم اقتدار کے اسلام نہ لا سکین تو داخل جہنم کرنا یہ حجۃ بالغہ ہی کہ اس سے بڑھکر کوئی ظلم و ستم بھی ہی حاصل یہ ہی کہ آپ کہہ دینگے کہ اسلام جناب عباس ثابت کرنا اور کفر جناب ابوطالب ثابت کرنا یہ سب مشیت الٰہی سے واقع ہوا اور فللہ الحجۃ البالغہ بھی اسی خدا کی مشیت سے لکھا یہ سب فعل اسی خدا کے ہین آپ تو مجبور اور مقہور اور مخبوط ہین یا حضرت ہوش حواس آپ کے کسی وقت درست بھی ہوتے ہین یا ہر وقت عالم وحدہ مین تفرقہ و تمیز آپ کا حدوث و قدم سے برطرف ہی رہتا ہی لیکن آیات حق سبحانہ تعالی کی قطع و برید خوب یاد رہتی ہی کہ لا تقربوا الصلوۃ اور فللہ الحجۃ البالغہ سے خدا کا فاعل اسلام ہونا حضرت عباس مین اور فاعل کفر ہونا حضرت ابوطالب مین اور ایک کو خلود بہشت اور ایک کو دخول نار کا فتوی دیتے ہین ذرا ہوش حواس کو درست کیجیے کوئی کلام مجید مترجم ہی اٹھا کے دیکھ لیجیے کہ آیۂ فللہ الحجۃ البالغۃ آپ کی تائید مین ہی کہ آپ کی رد مین یا حضرت حق سبحانہ تعالی عالم ہی تمام کلیات اور جزئیات کا اور تمام مخلوقات کو اسی نے پیدا کیا ہی اور علم الٰہی مین گذر چکا ہی کہ امثال آپ کے الزام دین کے اور کل مفاسد اور قبائح کا فاعل ذات حق تعالی کو قرار دینگے لہذا یہ آیۂ وافی ہدایہ انکی اور آپ کی رد مین نازل فرمایا ہی قبل اسکے کہ ہم ان آیات کا ذکر کرین افادۃً ایک امر یہ بھی ذکر کر دین کہ اگر کوئی اعتراض کرے کہ جو کچھ معلوم خدا ہی اوسی کے مطابق دنیا مین واقع ہوتا ہی اگر اسکے مخالف واقع ہو تو علم مبدل بہ کذب و جہل ہو جائے تو لازم ہوا کہ اسکا خالق بھی وہی ہو تو جواب اسکا یہ ہی کہ علم کی تاثیر معلوم مین کلیۃً نہین پائی جاتی اور یہ بدیہیات سے ہی کہ ہم جانتے ہین کہ آگ جلانے والی ہی اور آفتاب صبح کو مشرق سے نکلیگا اور وقت معائنہ آگ کو جلانے والا اور وقت صبح آفتاب مشرق سے نکلا اور یہ دونون امر مطابق ہمارے علم کے واقع ہوے مگر کوئی تاثیر ہمارے علم نے معلوم مین نہین کی پس علم الٰہی مین جو کچھ گذرا ہی وہ ضرور ہوگا مگر یہ لازم نہین ہی کہ کل معلومات کا فاعل اور کل تاثیرات کا موثر بھی وہی ہو حاصل یہ ہی کہ آنحضرتؐ کے

وقت میں بھی امثال آپ کے تھے اسی واسطے حق سبحانہ تعالی نے انکی رد کی اور اپنے حبیب کو
متنبہ کیا کقولہ تعالی سیقول الذین اشرکوا لو شاء اللہ ما اشرکنا ولا اباؤنا ولا حرمنا
من شیء یعنی قریب ہی کہ کہین گے وہ لوگ جو شرک وکفر کرتے ہین کہ اگر خدا چاہتا تو ہم شرک نہ کرتے
اور ہمارے آباے سلف بھی شرک نہ کرتے اور نہ حرام کرتے ہم کسی شی کو یعنی اگر مراد ومشیت
حق سبحانہ تعالی ہمارے اسلام مین ہوتی تو ہم اور آباے سلف ہمارے شرک وکفر وحرام وغیرہ
نہ کر سکتے یہ جو کچھ ہو گیا اور ہو رہا ہی شرک وحرام وغیرہ دیگر مفاسد وقبایح بہ مشیت ومراد
حق تعالی سے ہو رہا ہی ہم مجبور ولاچار ہین بعد اسکے حق سبحانہ تعالی اپنے حبیب کی تسلی کرتا ہی
کہ یہ تمھاری ہی تکذیب نہین کرتے ہین کذلک کذب الذین من قبلہم حتی ذاقوا باسنا اسی طرح
تکذیب انبیا علیہم السلام کرتے تھے وہ لوگ کہ قبل انکے تھے یہان تک کہ چکھا انھون نے ذائقہ
عذاب شدید کا اب حق تعالی اپنے حبیب کو جواب تعلیم فرماتا ہی قل ہل عندکم من علم فتخرجوہ لنا
کہہ تو اے حبیب ہمارے ان لوگون سے کہ آیا تمھارے پاس کوئی علم ہی یعنی دلیل وبرہان قطعی ہی کہ
اسکو حجت گردان سکو اور پیش کر سکو اس مقام سے یہ بھی ثابت ہوتا ہی کہ بغیر حجۃ وبرہان کوئی
دعوی مقبول نہین پھر حق تعالی فرماتا ہی ان تتبعون الا الظن وان انتم الا تخرصون یعنی تم
پیروی نہین کرتے مگر ظن یعنی گمان کی اور نہین ہو تم مگر دروغگو بعد ان آیات کے حق تعالی فرماتا ہی
قل فللہ الحجۃ البالغۃ یعنی کہہ تو اے محمد ان مشرکین سے کہ تم تو شرک وکفر پر اپنے کوئی دلیل نہین
لا سکتے کہ تم سے شرک وکفر وافعال قبیحہ جو واقع ہوتے ہین وہ بہ مشیت وارادہ ومقصود خدا واقع
ہوتے ہین پس واسطے خدا کے حجۃ بالغہ ہی یعنی خدا کی حجۃ کامل ورحید اور نافذ اور پہونچنے والی ہی
ہر حکم پر اور ہر امر پر بعد اسکے حق تعالی فرماتا ہی فلو شاء لہدیکم اجمعین پس اگر خدا چاہتا تو
ہدایت کرتا تم سب کو یعنی ایہا الغافلون منجملہ حجج بالغہ ایک حجۃ فلو شاء لہدیکم اجمعین بھی
ہی اسواسطے کہ جب کفار ومشرکین نے کہا کہ لو شاء اللہ ما اشرکنا یعنی اگر خدا چاہتا تو ہم شرک
نہ کرتے ہمارا شرک بہ مشیت ومقصود خدا ہی ہم مجبور ہین تو گانہ یہ جواب دیا حق تعالی نے کہ
اگر یہ مشیت میری اور مقصود میرا تمھارا شرک وکفر جبرًا قہرًا ہوتا تو ہر آئینہ تم سب کو جبرًا قہرًا
ہدایت اسلام کرتا لیکن شرک وکفر واسلام وایمان تمھارا بالجبر مقصود ومطلوب نہین ہی بلکہ وہ
امور اختیاری اور ارادی کہ تمھارے اختیار اور ارادہ سے ہون وہ مقصود ہین تاکہ مطیع اور متمرد اور
مسلم ومشرک مین فرق ہو اور مدح وذم وثواب وعقاب کے مستحق ہون چنانچہ حق تعالی نے متعدد
مقامون پر تصریح فرمائی ہی کقولہ تعالی من شاء فلیؤمن ومن شاء فلیکفر یعنی جو شخص
چاہے ایمان لائے اور جو چاہے کفر اختیار کرے اور دوسرے مقام پر بھی مثل اسی کے خبر دی

لقوله تعالیٰ فاذا فعلوا فاحشۃ قالوا وجدنا علیہا آباءنا واللہ امرنا بہا یعنی جس وقت وہ
افعال فاحشہ اور قبیحہ کرتے تھے تو کہتے تھے کہ ہمارے آباے سلف بھی ایسا ہی کرتے تھے
اور خدا نے ہم کو ان افعال پر حکم دیا ہی یعنی بہ مشیت و ارادہ و مقصود خدا ہم سے یہ افعال
صادر ہوتے ہیں اُسکا جواب حق تعالیٰ فرماتا ہی قل ان اللہ لا یامر بالفحشاء یعنی کہہ اے محمدؐ کہ
تحقیق کہ خدا امر و ارادہ فواحش و قبائح کا نہیں کرتا اور لغت میں الفاحشۃ الزنا وما یشتد
قبحہ من الذنوب ہی اور زمخشری نے لکھا ہی الفاحشۃ الزنا وما تبالغ فی قبحہ من الذنوب
اور بیضاوی لکھتے ہیں الفاحشۃ الفعلۃ المتناهیۃ فی القبح کعبادۃ الصنم وکشف
العورۃ فی الطواف وغیرہ امام فخر الدین رازی کہتے ہیں الفحشاء عبارۃ عن کل معصیۃ
کبیرۃ ویدخل فیہ جمیع الکبائر یعنی ہر ایک گناہ کبیرہ اس میں داخل ہی پس ثابت ہوا کہ تحقیق کہ خدا امر بفواحش و قبائح و
[illegible] نہیں کرتا اور ثابت ہو چکا ہی کہ امر و نہی کہ فعل خدا ہیں مسبوق بالعلم
و [illegible] و ارادہ خدا [illegible] امر و نہی و فعل خدا موقوف ہیں مشیت و ارادہ پہ کہ آیۂ
[illegible] یقول لہ کن فیکون اس پر دال ہی پس کیونکر مشیت خدا اسلام
عباس اور کفر ابوطالب میں اور مشیت رسول خدا اسلام ابوطالب اور کفر عباس میں واقع
ہو سکتی ہی خذ ہذا [illegible] فللہ الحجۃ البالغۃ اور نیز آیۂ کریمہ لا اکراہ فی الدین ای لا اجبار
فی الدین بھی اسی کا مصرح ہی پس آپ کا [illegible] سے دلیل لانا سفاہت ہی کہ تمام
ادلہ [illegible] ونتیجہ [illegible] آپ کے اسی قول حق تعالیٰ سے مردود ہو گئے اور آپ اتقولون علی اللہ ما
لا تعلمون کے مصداق ہو گئے اعاذنا اللہ والمؤمنین عن ہذہ العقیدۃ الفاسدۃ القبیحۃ بتوفیقہ [illegible]

فصل جاننا مراتب انسان اور اُسکے کمالات کا اور فرق فراست اور الہام اور وحی کا بنا بر
مذاق حکما اور پہچاننا مرتبہ جناب ابوطالب کا اور اُنکے افعال و اقوال و اعمال کا کہ متعلق بظاہر سمجھے جاتے
تھے کہ بالہام و وحی اور یہ موقوف ہی چند امور پر کہ بایجاز و اختصار عرض کیے جاتے ہیں اولاً
جاننے کو جاننا چاہیے جسکو عربی میں علم و ادراک کہتے ہیں اور معنی ادراک مگر بیان کیے گئے
اور بقدر ضرورت خاص پھر عرض کیے جاتے ہیں ادراک الشی ہو کون حقیقۃ الشی
متمثلۃ عند المدرک یعنی حقیقت شی کا متمثل ہونا ہی عند المدرک خواہ حقیقۃ سے وجود
فی الخارج رکھتی ہو یا نہ رکھتی ہو اور اُسکی چار قسمیں ہیں محسوسات متخیلات متوہمات معقولات
پس ادراک مدرکات ثلاثہ اولیٰ کا متعلق ہی جزئیات سے اور صور مدرکات جزئیہ مرتسم ہوتے
ہیں آلات حواس ظاہری اور باطنی میں اور ادراک معقولات کا خاص ہی ذات نفس ناطقہ سے
یعنی صور معقولات ذات نفس ناطقہ میں مرتسم ہوتے ہیں اور مذہب محققین یہ ہی کہ مدرک

کلیات اور جزئیات کا نفس ناطقہ ہی معقولات کو بلا توسط اور جزئیات کو بتوسط حواس ادراک
کرتا ہی اور نسبت ادراک کی ساتھ حواس ظاہر و باطن کے مجازاً ہی نہ حقیقۃً ثانیاً نفس ناطقہ
ایک جوہر ہی مجرد جسم وجسمانی نہیں ہی اور تغیرات بدن سے کہ فساد اور بطلان اور نقصان و
تشویش ہی اعضا بدن کے ضعیف ہوجاتے ہین اور وہ اعضا آلات اور محل قوی ہین اُسکے
ضعف سے فساد و بطلان و نقصان و تشویش قوی بہت پیدا ہوجاتا ہی مگر نفس ناطقہ کو کسی طرح
کا تغیر نہین ہوتا ثالثاً اتفاق حکما ہی کہ قوی مخصوصہ نفس ناطقہ سے ایک قوت عاملہ ہی اور دوسری
قوت عاقلہ ہی قوت عاملہ کو عقل عملی اور قوت عملیہ اور نفس کہتے ہین کہ وہ محرک بدن انسان ہی
افعال جزئیہ کی طرف ساتھ فکر اور احساس اور حدس کے اور قوت عاقلہ کو عقل نظری اور قوت
نظری کہتے ہین کہ بسبب اُسکے کلیات کا ادراک ہوتا ہی اُسکے چار مرتبہ ہین عقل ہیولانی عقل
بالملکہ عقل بالفعل عقل مستفاد عقل ہیولانی وہ قوت ہی کہ استعداد قابلیت معقولات و ادراک
کلیات رکھتی ہو اور فی نفسہ سب سے خالی ہو عقل بالملکہ وہ قوت ہی کہ جب حاصل ہون نفس انسان
کے واسطے معقولات اولیہ یعنی بدیہیہ بسبب احساس جزئیات کے اور وہ قابل و مستعد ہو کہ فیضان
ہو صور کلیہ اور اُنکے احکام کا اور قادر ہو اکتساب نظریات پر کہ معقولات ہین ساتھ فکر و حدس
کے عقل بالفعل وہ قوت ہی کہ جو معقولات ثانیہ اُسکو حاصل ہوے ہون قادر ہو اُسکے استحضار
پر کہ جسوقت چاہے اُسکو حاضر کر دے اور اکتساب جدید کی اُسکو حاجت نہ ہو عقل مستفاد وہ
قوت ہی کہ جو معقولات مکتسبہ ہین اور وہ ذہن مین پیدا ہوے ہین وہ مخزون اور متمثل و حاضر
رہین اور حضور معقولات کمال نفس ہی بہ نسبت نفس انسان کے پس عقل مستفاد مقصد اصلی اور
غایت قصوی اور رئیس مطلق ہی کہ تمام قواے نباتیہ و حیوانیہ و انسانیہ اُسکے خادم ہین رابعاً فکر
حرکت کرنا ہی نفس کا معانی مین باستعانت تخیل کہ بہ ترتیب معلومات طالب حد اوسط ہو اور اُن
چیزون کا جو قائم مقام اُنکے ہون اور اکتساب مجہولات کا کرے اعم اس سے کہ پہونچے مطلوب تک
یا نہ پہونچے خامساً حدس اور وہ متمثل ہونا ہی حد اوسط کا ذہن مین دفعۃً بدون حرکت کرنے نفس
کے یعنی بغیر فکر و نظر ایکبارگی ذہن مین در آئے اور مطلوب تک پہونچا دے اور فکر و حدس کے
دو طرف ہین ایک طرف نقصان اور ایک طرف کمال طرف نقصان یہ ہی کہ بجز بدیہیات کے کچھ نہ
جانے اور طرف کمال یہ ہی کہ جن علوم کے علم کا امکان بنی نوع انسان کو ہی وہ سب حاصل ہون اور
اس مرتبہ کمال حدس کو قوت قدسیہ کہتے ہین سادساً اتفاق عقلا ہی کہ قواے جسمانیہ قابل قسمت ہین
کہ جمیع اجسام قابل تجزیہ ہین پس قواے جسمانیہ منقسم دو جزون کی طرف ہو سکتے ہین کہ ایک جز مدرکہ
ہو اور دوسرا حافظہ بخلاف قوت عاقلہ کے کہ وہ قابل قسمت نہین ہی اور تعقل اُسکا محتاج آلات

جسمانی کا نہین ہی اور کبر سن اور ضعف بدن سے کسی طرح کا ضعف اور کلال قوت عاقلہ کو نہین ہوتا
جیسا کہ قواے بدنیہ مین بعد چالیس برس کے ضعف اور نقصان ظاہر ہونے لگتا ہی مگر اس سن مین
قوت عاقلہ کو کمال شروع ہوتا ہی اور نیز یہ بھی ثابت ہی کہ قوت عاقلہ جسم و جسمانی نہین کہ انقسام
محل سے انقسام حال لازم آئے اور نیز یہی مدرک کلیات اور معقولات بھی ہی پس ممکن نہین کہ یہی
قوت مدرک بھی ہو اور حافظ بھی ہو پس بالضرور لازم ہوا کہ سوا قواے جسمانیہ کے کوئی شی حافظ معقولات
ہو اور یہ شی بھی جسم و جسمانی نہ ہو کہ ان دونون مین ارتسام معقولات ممتنع ہی پس یہ حافظ معقولات
کہ جسمین جمیع صور معقولات مرتسمہ بالفعل موجود اور مخزون اور حاضر ہین اسکو عقل فعال کہتے ہین
اور عقل فعال ایک جوہر ہی کہ جسمین تمام معقولات بالفعل مرتسم ہین کما قال الشیخ فی الشفاء ان
النفس الناطقۃ کمالہا الخاص بہا ان یصیر عالما عقلا مرتسما فیہا صور الکل والنظام
المعقول فی الکل والخیر الفائض فی الکل یعنی شیخ نے شفا مین بیان کیا کہ تحقیق کہ نفس ناطقہ کا کمال
جو اس سے مخصوص ہی یہ ہی کہ وہ عالم ہو عاقل ہو اور مرتسم ہون اس مین صور کل اور نظام معقول کل اور
خیر فائض کل ثم قال وافضل الناس من استکملت نفسہ عقلا بالفعل محصلا والاخلاق
التی تکون فضائل عملیۃ اور افضل ناس وہ شخص ہی کہ مستکمل ہو نفس اسکا از روے عقل بالفعل
کے درانحالیکہ حاصل ہون اسکو اخلاق ایسے کہ ہوتے ہین فضائل عملیہ وافضل ہولاء ہو
المستعد لمرتبۃ النبوۃ وہو الذی فی قوۃ النفسانیۃ خصائل ثلثۃ ہی ان یسمع کلام
اللہ ویری ملائکۃ اللہ ویعلم جمیع المعلومات او اکثرہا من عند اللہ وان یطیعہ
مادۃ الکائنات باذن اللہ یعنی افضل ان سب کا وہ شخص ہی جو مستعد ہو واسطے مرتبہ نبوت کے
اور وہ شخص ہی کہ جسکی قوت نفسانیہ مین تین خصلتین ہون ایک تو یہ کہ سنے کلام خدا کو اور
دیکھے ملائکہ خدا کو دوسرے عالم ہو جمیع معلومات یا اکثر معلومات کا من عند اللہ اور تیسرے
مطیع ہو اسکا مادہ کائنات باذن اللہ حاصل کلام یہ ہی اور نیز اتفاق حکما اور عقلا ہی کہ نفس ناطقہ
کو کمال اسوقت حاصل ہوتا ہی کہ اسکو اتصال حاصل رہے عقل فعال سے اور معقولات کو
ہمیشہ دریافت کرتا رہے اور عقل فعال کو عقل فلک قمر بھی کہتے ہین اور نیز ثابت ہی کہ جمیع
صور جزئیات اور جو کچھ اس عالم مین پیدا ہوتا ہی سب منقوش و مرتسم ہی عالم عقلی مین کلیۃً اور
اجمالاً اور یہ بھی ثابت ہی کہ جو کچھ عالم عقلی مین منتقش ہو نفس انسانی مین منتقش ہو سکتا ہی بشرطیکہ
مشاغل حسنہ ظاہرہ و باطن کی طرف التفات کم ہو اور اتصال حاصل ہو عالم عقول سے تو نفس مین
صور غیبیہ عقول کے ساتھ ایک صورت کے بروجہ کلی ظاہر ہونگے اور وہ صور تخیل مین آئینگی بعدہ
پھر وہ بصور جزئیہ کہ جو مناسبت رکھتی ہو صورت کلی سے حس مشترک مین منتقش ہونگے اور کمال

قوت ادراک جزئی خصوصًا متخیلہ کا یہ ہے کہ بغایت قوی اور بہایت منقاد و مطیع ہو قوت عقلیہ کے اور اُسکی طرف منجذب ہو جائے بحدیکہ جو صورت ذات نفس مین مرتسم ہو اور جو کچھ مدرک ہو صورت اُسکی خیال اور حافظہ مین منتقش اور مرتسم اور مستقر ہو یا جو صورتین معقولات کی اُسی نفس مین مرتسم ہون اور اُسکو اتصال عقل فعال سے ہو تو وہ صور مرتسمہ ذات نفس مین اگر بعنوان تجرد و کلیۃ کے ہین تو مثالین و شبیہ اُسکی متخیلہ مین بعنوان تمثل اور جزئیہ کے مرتسم ہون اور وہ متخیلہ حکایت کرے مدرکات قوۃ عقلیہ کا اس طرح سے کہ اگر وہ ذوات مجردہ ہین تو نیکی کو بصورۃ حسن اور بدی کو بصورۃ قبیح متمثل کردے مثلًا ذوات مجردۂ حسنہ کو بصورۃ انسان خوبصورت اور نیک سیرت متمثل کردے اور اگر معانی مجردہ ہون یا احکام کلیہ تو اُنکو بقوالب الفاظ فصیحہ و بلیغہ متمثل کردے اور کمال تطبیع اور ارتسام قوت متخیلہ کا یہ ہے کہ صور ذوات مدرکہ کو حس بصر مین اور الفاظ مدرکہ کو حس سمع مین ادا کرے اس حیثیت سے کہ گانہ کوئی شخص بہ نہایت حسن و خلق روبرو ظاہر ہوا القا کرتا ہی اور بالفاظ فصیحہ و بلیغہ کلام کرتا ہی اور ذوات مجردۂ کلیہ اور معانی و احکام مجردۂ کلیہ متمثل بجزئیہ اس طرح ہوتے ہین جس طرح سے مثلًا مادیات مین اول ایک شخص خارج مین دکھائی دیتا ہی بعد از ان متخیل ہوتا ہی اور بعد اُسکے معقول ہوتا ہی یعنی کلی ہو جاتا ہی اور حیوان ناطق اُس پر صادق آتا ہے اسی طرح مجردات مین اول مجرد کلی معقول ہوتا ہی بعد از ان متخیل ہوتا ہی پھر محسوس ہوتا ہی اور تشخص اُسپر صادق آتا ہی حاصل یہ ہی کہ افاضۂ عقل فعال اول قلب مین بعدہ خیال مین پھر حس مین پھر بصورت انسان متشخص محسوس ہوتا ہی اسی طرح حصول معانی مجردہ کا اول قلب مین پھر خیال مین بعدہ حس مین پھر وہ معانی یا لفاظ فصیحہ و بلیغہ مسموع ہوتے ہین اور اُن سے وہ معانی سمجھے جاتے ہین اور جب کمال حاصل ہوا قوۃ تعقل یعنی نفس ناطقہ اور تخیل کو تو اُس مین دو خاصیتین حاصل ہوئین ایک تو جاننا جمیع علوم کا یا اکثر علوم کا بغیر توسط بشر دوسرے دیکھنا ذوات مجردہ متشخص اور سننا کلام کا بالفاظ فصیحہ و بلیغہ پس یہ ذوات متشخصہ ملائکہ ہین اور کلام کلام خدا ہی اور یہی وحی اور الہام اور رویاے صادقہ ہی اور ایک امر یہ بھی قابل گذارش ہی کہ عند الحکمی ایک قوت تحریک ہی اور کمال قوت تحریک یہ ہی کہ نفس ناطقہ قوت اور فعل اور شدت تاثیر مین اس مرتبہ پر پہونچے کہ جو کچھ تصور کرے اور جو صورت کہ خیال مین منتقش ہو اور اُسکے وجود فی الخارج سے ارادہ متعلق ہو وہ فورًا موجود ہو جائے اور بدیہی ہی کہ ہر ایک نفس اپنے بدن مین تاثیر کرتا ہی بمجرد شہوت و تنفر و غضب و خوف و حیا و حیا و خجالت وغیرہ کے اسی سے ثابت ہوا کہ نفس مذکورہ ہر بدن اور ہر مادہ مین بمجرد تصور اور تعقل کے ارادہ تاثیر کا کر سکتا ہی اور جب یہ

نسبت متحقق ہوئی تو خاصیت ثالثہ بھی حاصل ہوگی تو ضرور مادہ کائنات بھی اُسکا مطیع ہوگا اس
حیثیت سے کہ جس صورت کی وہ خواہش کریگا بحکم خدا وہ فوراً موجود ہو جائیگی اور جب قوت تحریک
اس مرتبۂ کمال پر پہونچیگی تو نفس ناطقہ کو قابلیت وحی الٰہی حاصل ہوگی اور یہ بھی ثابت ہو چکا ہی کہ
نقش موجودات اور جو کچھ کہ پیدا ہوتا ہی سب عالم عقول مین موجود اور ثابت ہی جیسا کہ مذکور ہوا اور
عالم عقول کو جواہر عقلیہ اور عالم روحانی اور جواہر روحانی اور لوح محفوظ اور عالم علوی بھی کہتے ہین
پس اقصاے مراتب کمالات انسانی یہ ہی کہ جامع ہو خواص ثلاثہ مذکورہ کا اور قادر
ہو کہ محسوسات عالم سفلی کی طرف بھی متوجہ رہے اور عالم علوی اور معقولات کا بھی ناظر رہے اور
ایک دوسرے پر غالب نہ ہونے دے اور ایک حائل دوسرے کا نہ ہو پس ایسے ہی نفوس کاملہ
قابل مراتب نبوت و رسالت ہوتے ہین بحسب تفاوت خواص مذکورہ کے کمال و نقصان و شدت
وضعف مین اور بتفاوت مراتب انبیا کو اطلاع غیب پر یا بہ رویاے صادقہ یا بالقا یا بالہام یا
بوحی ہوتی ہی اور صورت رویاے صادقہ کی اس طرح واقع ہوتی ہی کہ نفس ناطقہ حالت نوم مین
شغل خواص سے فارغ ہوتا ہی پس اتصال حاصل ہوتا ہی اُسکو عالم روحانی سے کہ نقش موجودات
اور جو کچھ کہ پیدا ہوتا ہی اُس مین ثبوت اور موجود ہی پس بمجرد اتصال وہ سب نفس ناطقہ مین منعکس ہوتا
ہی اس طرح سے کہ جیسے دو آئینہ مقابل مین ایک دوسرے کے ہون تو ایک دوسرے مین منعکس ہونگے
اور حصول اُنکا اس طرح ہوگا کہ اول ذوات مجردہ اور یا معانی مجردہ معقول ہونگے پھر متخیل ہونگے پھر
محسوس ہونگے حس بصر یا حس سمع مین پس انسان مشاہدہ کریگا اشکال مختلفہ کا اور سماعت کریگا
اصوات اور کلمات متنوعہ کا اور اسی صورت حاصلہ کو رویاے صادقہ کہتے ہین اور اگر یہی حالتین
بیداری مین حاصل ہونگے کہ فیضان عقل فعال پہلے قلب مین بعدہ متخیلہ مین پھر حس سمع مین ہوگا تو
وہ القا اور الہام ہی اور اگر یہی حالتین بیداری مین اس طرح واقع ہون کہ ذوات مجردہ متشخص ہو کر
محسوس ہون اور معانی مجردہ بقوالب الفاظ فصیحہ و بلیغہ بترتیب و تنظیم مسموع ہون تو وحی ہی پس
جناب ابو طالب اور اُنکے ہر ہر قول و فعل و عمل سے ثابت ہی کہ وہ جناب جامع خصائل ثلاثہ تھے
اور اقصاے مراتب کمالات انسانی پر فائز تھے اور ہر قول و فعل و عمل اُنکا یا بالقا یا بالہام یا
بوحی واقع ہوتا تھا چنانچہ بادری اُن معاملات اور سانحات کے جو بعد وفات بلکہ قریب وفات
حضرت عبد المطلب سے واقع ہوے ایک امر یہ بھی ہی کہ پندرہ برس قبل بعثت آنحضرت صلعم مجمع
عام مین کیسے کیسے فضائل و مناقب و مدارج عالیہ کے خبر دیتے تھے اور وقت عقد آنحضرت ہمراہ
جناب خدیجہ کبری جو خطبہ فرمایا ہی اُس مین فرماتے ہین الحمد للہ الذی جعلنا من ذریۃ
ابراہیم و زرع اسمعیل و ضیئضی معد و عنصر مضر و جعلنا حضنۃ بیتہ و سواس حرمہ

وجعل لنا بیتا محجوجا وحرما امنا وجعلنا الحکام علی الناس یعنی جمیع حمد ثابت ہی واسطے اُس اللہ کے کہ جسنے ہم کو ذریت ابراہیم اور اولاد اسمعیل ور اصل معد اور بنیاد مضر سے گردانا اور کیا ہم کو اپنے مکان کا محافظ اور سیاست کرنے والا اپنے حرم کا اور گردانا ہمارے لیے ایک مکان جسکا لوگ حج کرتے ہین اور ایک حرم امن دینے والا اور ہم کو تمام آدمیون کا حاکم کیا پھر فرماتے ہین ثم ان ابن اخی ھذا محمد بن عبداللہ لا یوزن برجل الا رجح شرفا ونبلا وفضلا وعقلا وھو واللہ بعد ھذا لہ نباء عظیم وخطر جسیم پس تحقیق یہ میرا بھتیجا محمد ابن عبداللہ ہی کہ نہین ہم پلہ ہوگا اُسکا کوئی شخص مگر یہ کہ یہی غالب ہوگا اُسپر شرافت اور عظمت اور فضل وعقل مین یعنی کوئی اُسکا مقابلہ نہین کرسکتا اور قسم ہی خدا کی علاوہ اسکے اُسکے واسطے شہرت عظیم اور بزرگی جسیم حاصل ہوگی پس جناب ابوطالب نے بو پندرہ برس قبل بعثت باین فصاحت و بلاغت بقسم فرمایا کہ وھو واللہ بعد ھذا لہ نباء عظیم وخطر جسیم پس یہ خبر کیسے مطابق واقع ہوئی اور اسی خبر کی تصدیق ایمان قرار پائی پھر یہ مخبر صادق اگر مصدق اس خبر کا نہ تھا تو بقسم کیونکر اُسکا اظہار اور اعلان کیا یہ کیا کم ثبوت ہی جناب ابوطالب کے صاحب القا اور الہام ہونیکا اور اس سے بڑھ کر کونسی تصدیق ہوگی کہ قبل بعثت آنحضرت اُنکی تصدیق بقسم ظاہر فرمائی اللہ اکبر یہ وہ ابوطالب ہین کہ جب عقلاء قریش عمارہ ابن ولید کو لیکر آئے اور کہا جناب ابوطالب سے کہ بالعوض محمد کے آپ اسکو لیکر پرورش کرین اور محمد کو ہمین دیدیجیے کہ ہم قتل کرین اُسوقت جناب ابوطالب نے فرمایا ما انصفتمونی یا معشر قریش اخذ ابنکم اربیہ واعطیکم ابنی تقتلونہ یعنی واہ کیا انصاف کیا تم نے ای گروہ قریش کہ تمھارے لڑکے کو تو مین لیکر پرورش کرون اور اپنا فرزند تم کو دیدون کہ تم قتل کرو اور اسی وقت متوجہ ہوے طرف اُن حضرت کے اور فرمایا واللہ لن یصلوا الیک بجمعھم حتی اوسد فی التراب دفینا یعنی قسم ہی خدا کی ہرگز نہ پہونچ سکین گے تجھ تک یہ لوگ باوجود اپنی جمعیت کے جب تک کہ مین زمین مین دفن نہ ہوجاؤن کیا کلام بلاغت نظام ہی جناب ابوطالب کا کس بشاشت اور شجاعت اور اطمینان قلب سے بقسم فرمادیا کہ یہ لوگ باوجود جمعیت تمھارا کچھ نہین کرسکتے اس اطمینان کا سبب وہی الہام تھا ورنہ کیا ممکن بھی ہی کہ تمام قبائل عرب اور خصوصًا وہ لوگ جو شجاعان زمانہ سے شمار کیے جاتے ہون وہ اُن حضرت کے قتل پر آمادہ ہون اور جناب ابوطالب تن تنہا اُن سب کے مقابلہ پر کھڑے ہوکر اُنکو غیرت دلائین کہ باوجود جمعیت تم کچھ نہین کرسکتے اور فی الواقع وہ کچھ نہ کرسکین کیا قلب مطمئن تھا جناب ابوطالب کا کہ لیطمئن قلبی کی بھی حاجت نہ ہوئی اور فورًا بے دہشت امر حق کا اظہار کردیا اور مصرع ثانی مین بھی ایک امر مخفی کی خبر دی ہی کہ جب تک مین زندہ ہون یہ لوگ کچھ نہین کرسکتے یعنی بعد میرے تم کو آزار پہونچیگی پھر فرماتے ہین

فاصدع بامرك ما عليك غضاضة وابشر بذاك وقر منك عيونا یعنی پس اپنے امر کو
ظاہر کرو نہیں ہی تم پر کوئی بستی اور خوف ذلت ونقصان اور بشارت ہو تم کو ساتھ اسکے اور
خنک رکھو اپنی آنکھونکو جاسے انصاف ہی کہ جو شخص اظہار امر رسالت کا حکم فرمائے اور کہے کہ اس سے
خوش ومسرور وخنک چشم رہو وہ تو کافر بنایا جاوے اور جو ان حضرت کی تکذیب کرے اور انکی
رسالت مین شک کرے وہ پکا مسلمان اور قائم مقام اسی رسول کا کیا جاوے پھر فرماتے ہین
جناب ابوطالب ودعوتني وعلمت انك صادق ولقد صدقت وكنت ثم امينا اور
تم نے مجھے دعوت کی اور جانتا ہون مین کہ تحقیق تم صادق ہو اور تم نے سچ کہا اور ہو تم اس جگہ
(یعنی نزدیک خدا کے) امانت دار ولقد علمت بان دين محمد * من خير اديان البرية
دينا اور بہ تحقیق جانا مین نے کہ دین محمدؐ بہترین ادیان خلق ہی از روے دین کے لولا الملامة
اوحذار ملامة * لوجدتني سمحا بذاك مبينا اگر نہ ہوتا خوف دشنام کا اور ملامت کا
تو آپ پاتے مجھ کو جوانمرد ساتھ اس دین کے ظاہر بظاہر حاصل یہ ہی کہ ہم ان اشعار کی تشریح
کر آئے ہین یہان پر مجملاً یہ اشعار عرض سیے کہ ان اشعار سے کیسی شجاعت اور حکمت ٹپک
رہی ہی اور راس ورئیس فضائل عملیہ یہ ہی شجاعت اور حکمت اور عفت وعدالت ہی پس جناب
ابوطالب کے صاحب الہام ہونے مین کیا شک باقی رہا ہان جو لوگ رسالت جناب خاتم المرسلین
مین شک کرین یا انھین کے تابعین مین ہون تو وہ مصداق ختم الله قرار پائین گے اور
یہ وہ ابوطالب ہین کہ جب محاصرہ کیا قریش نے شعب کا اسوقت اس جناب نے ایک
خطبہ طولانی انشا فرمایا اس مین فرماتے ہین الا بلغا عني على ذات بيننا * لويا وخصا
من لوي بني كعب یعنی اے میرے دونون دوست پہونچاؤ میری طرف سے یہ خبر باوجود اس
مخالفت کے کہ جو ہمارے درمیان مین ہی بنی لوی کو اور خصوصًا بنی لوی سے قبیلۂ بنی کعب
کو الم تعلموا انا وجدنا محمدا * رسولا كموسى خط في الكتب کیا تم نہین جانتے
کہ پایا ہم نے محمدؐ کو رسول مثل موسی کے اور یہ ثابت ہی کتب سماویہ سے کیون حضرات جاے
انصاف ہی کہ جو آنحضرت صلعم کو رسول کموسی جانتا ہو اور بدلائل کتب سماویہ ان حضرت کی
رسالت کو تمام عرب پر ثابت کرے اور خود معترف ہو کہ ہم نے محمدؐ کو رسول مثل موسی کے پایا وہ
تو کافر بنایا جاوے اور جو حسبنا کتاب الله کہے اور چھوڑ دے اس رسول کو اور معاذ الله اسکی
شان مین ان الرجل ليهجر کہے وہ خلیفۂ رسول اور کامل مسلمان سمجھا جاوے وسيعلم الذين ظلموا
اى منقلب ينقلبون پھر فرماتے ہین جناب ابوطالب وان عليه في العباد مودة ولا خير ممن
خصه الله بالحب یعنی بہ تحقیق کہ اوپر اسکے بندگان خدا کی محبت ہی اور نہین ہی بہتر اوس شخص سے

کہ جسے مخصوص کیا ہو اللہ نے ساتھ اپنی دوستی کے یعنی جو خاص بندگان خدا ہین وہ اُنکو دوست
رکھتے ہین اور یہ خاص حبیب خدا ہین کیون حضرت خیر البشر اور حبیب خدا اول ول کس نے کہا
آنحضرت کو کیا یہ الفاظ بغیر الہام جاری ہوے زبان جناب ابوطالب پر پھر فرماتے ہین فلسنا
ورب البیت نسلم احمد للعزاء من عض الزمان ولا کرب پس قسم ہی رب کعبہ کی
ہم کبھی نہ دینگے احمد کو بسبب کسی مصیبت زمانہ کے اور نہ بسبب کسی سختی زمانہ وکرب کے فسوس
ہی اُن بے بصیرتون پر کہ جو ایسے ایسے مضامین اور الفاظ کو جو بغیر الہام جاری ہو سکتے ہی
نہین فقط ایک لفظ فراست کہکر ٹال دیتے ہین یہ وہ ابوطالب ہین جو فرماتے ہین وشق له
من اسمه لیجله فذو العرش محمود وهذا محمد یعنی مشتق کیا اُن حضرت کے نام کو اپنے
نام سے تاکہ اُنکی بزرگی ہو پس صاحب عرش یعنی خدا محمود ہی اور یہ محمدؐ ہین کیون صاحبو جناب
ابوطالب کو بغیر الہام کیونکر معلوم ہوا کہ حق تعالی نے اس نام کو اپنے نام سے مشتق کیا تاکہ
اُنکی بزرگی ہو یہ وہ ابوطالب ہین کہ اُسی زمانۂ محاصرہ مین دوسرا قصیدہ فرمایا ہی کہ جسکی
بعض علما نے اسّی بیتین لکھی ہین اور بعض نے سو بیتون سے بھی زیادہ لکھی ہین تیمناً وتبرکاً چند
بیتین عرض کی جاتی ہین کہ ان ابیات کا ایک ایک لفظ دلالت کرتا ہی جناب ابوطالب کے الہام پر اور
مکرر گذارش ہو چکا کہ جناب ابوطالب خود ملہم لنفسه اور اوصیا انبیا ہوا اور مستودعین مین سے تھے
فرماتے ہین وابیض یستسقی الغمام بوجهه + ثمال الیتامی عصمة للارامل یعنی محمد وہ ماہرو
ہی کہ جسکے چہرہ کے وسیلہ سے بادلون سے پانی طلب کیا گیا جاے پناہ ہی یتیمون کی اور ملجا ہی بیواؤن
کے لیے یلوذ به الهلاک من ال هاشم + فهم عنده فی نعمة وفواضل یعنی پناہ گزین ہونگے
اُس سے وہ لوگ جو قریب بہلاکت ہون آل ہاشم سے پس وہ لوگ اُسکے پاس نعمتون اور احسانات
مین بسر کرینگے مراد یہ ہی کہ آل ہاشم کو بسبب اُنکے احسانات بزرگ اور نعمتین ملینگی کیون حضرات یہ
اخبار جو مطابق واقع ہوے اُس وقت کے ہین کہ جسوقت انتہاے سختی اور مصیبت مین تھے پھر بدون
الہام ووحی یہ اوصاف آنحضرتؐ اور یہ اخبار کیونکر مطابق واقع ہوے پھر فرماتے ہین لعمری لقد
کلفت وجدا باحمد واحببته + حب الحبیب المواصل قسم ہی اپنی حیات کی تحقیق کہ تکلیف
دی گئی ہی مجھے محبت کی احمد کے ساتھ (یعنی خدا نے مجھے مامور کیا ہی اُنکی دوستی پر) اور دوست رکھا
مین نے اُسکو اُس محبت اور دوستی سے کہ جو محب ہمدم رکھتے ہین وقد علموا ان ابننا لا مکذب
لدینا + ولا یعنی بقول الاباطل اور بہ تحقیق کہ سب جانتے ہین کہ ہمارا فرزند جھوٹا نہین ہے
ہمارے نزدیک اور نہ قول اباطیل کی طرف منسوب ہو سکتا ہی فمن مثله فی الناس ای مؤمل
اذا قاسه الحکام عند التفاضل سبحان اللہ کیا کلام ہی جناب ابوطالب کا کون مثل تھا جناب موصوفؐ کا

فصاحت اور بلاغت اور شجاعت اور حلم اور عفت مین اور بدیہی ہو کہ سردار تھے تمام عرب کے
اور قبیلۂ بنی ہاشم مین کون انکا نظیر تھا باوجود اسکے فرماتے ہین کہ کون ہو اسکا مثل یعنی جناب
محمد مصطفے کا آدمیون مین یعنی فی العرب نہین فرمایا بلکہ فی الناس فرمایا یعنی نوع انسان مین اور کون
ہو جو محل امید ہو جسوقت قیاس کرین حکم لگانے والے ایک دوسرے پر فضیلت دینے کا یعنی سواے محمدؐ
کے کسی کو فضیلت نہین دے سکتے پھر فرماتے ہین حلیم رشید عاقل غیر طائش + یوالی الٰھا
لیس عنہ بغافل یعنی بردبار نیک راہ پانے والا عقلمند ہو سبک مزاج نہین ہو اور ایسے خدا کا
محب ہو جو کسی وقت اُس سے غافل نہین یعنی تم لوگ ایسے خدا کو دوست رکھتے ہو جو غافل ہین کہ وہ
لائق خدائی نہین ہین! اللہ اکبر یہ وہ کلام معجز نظام ہو جناب ابوطالب کا کہ بجز اوصیاے انبیا کے
کوئی قدرت نہین رکھتا کہ مثل اسکا کہہ سکتا یا کہہ سکے فرماتے ہین واجبہ فبینا احمد فی ذروۃ
تقصر عنہا سورۃ المتطاول یعنی احمد ہم مین نکلا ہو ایسی اصل سے کہ قاصر ہوگئے اُس سے نیز سے
طالب جاہ و حشمت کے فجدت بنفسی دونہ وحمیتہ ودافعت عنہ بالذری والکلاکل
یعنی اپنی جان دینے کو مین اُسکی حمایت مین تیار ہو گیا اور دفع کیا مین نے اُس سے ہر سختی و الم
کو اُسکے سینہ سے کذبتم و بیت اللہ نبزی محمداً ولما نطاعن دونہ ونناضل جھوٹے
ہو تم قسم ہو بیت اللہ کی کیا چھوڑ دینگے ہم محمدؐ کو جب تک نیزون اور تیرون سے اُسکے دشمنون کا
مقابلہ نہ کرلین ونسلمہ حتی نصرع حولہ + ونذھل عن ابنائنا والحلائل قربان شجاعت و
حفاظت و حراست جناب ابوطالب فرماتے ہین اور کیا ہم تمھارے سپرد کردینگے اُسکو یعنی محمدؐ کو جبتک
کہ گرد اُسکے ایسی جانفشانی اور مقابلہ نہ کرین کہ جسمین مرکر گر پڑین اور اپنے بچون اور عورتون کو
بھول جائین اللہ اللہ کیا قوت قدسیہ عطا فرمائی تھی حق سبحانہ تعالی نے جناب ابوطالب کو اور کس رتبہ
استکمال پر پہونچے تھے قوت نفسانیہ آپکی از روے اخلاق اور عقل و علم کے انتہا یہ ہو کہ ہر قول
جناب ابوطالب کا نطق یا الہام ہو ایک دوسرے قصیدے مین فرماتے ہین اذا اجتمعت یوما قریش
لمفخر + فعبد مناف سرھا وصمیمھا یعنی جسوقت جمع ہون قریش واسطے فخر کے یعنی ایک
دوسرے پر فخر کرنے کو جمع ہون تو عبد مناف سارے قریش مین خالص و برگزیدہ ہین فان حصلت
انساب عبد منافھا + ففی ھاشم اشرافھا وقدیمھا پس اگر عبد مناف کے نسب حاصل
ہون تو اولاد ہاشم شریف اور سردار اُنکے ہین وان فخرت یوما فان محمداً + ھو المصطفی
من سرھا وکریمھا اور اگر اولاد ہاشم کسی دن فخر کرین تو بہ تحقیق محمدؐ برگزیدہ اور کریم اُن سب مین ہین
مبصرین بنظر انصاف دیکھین کہ ایک زمانہ دراز کے بعد حضرت ختمی مآب نے ایک حدیث طولانی
مین ان سب مراتب کا ذکر فرمایا ہو اور آخر مین واصطفانی من بنی ھاشم فرمایا ہی اور یہ امر تو

ظاہر ہی کہ حدیث بھی مثل وحی بلکہ وحی ہی اب مین اُس وصیت جناب ابوطالب کو لکھتا ہون کہ جو
قریش کو مکرر وصیت کی ہی اور قریب وفات تو عظماء و سرداران قریش اور بنی عبد المطلب اور
بنی ہاشم کو جمع کیا ہی اور کما حقہٗ انکو نصیحت اور وصیت کی ہی اُسکے الفاظ و معانی و مطالب کو
دیکھنا چاہیے کہ جو جو اخبار کلیہ اور جزئیہ اور مجملاً اور مفصلاً جس فصاحت و بلاغت سے فرمائے
ہین کیا کسی فرد بشر کی بجز انبیا اور اوصیا کے مجال ہی کہ مثل جناب ابوطالب کے بیان کرسکے
اور یہ وصیت جناب ابوطالب کی مثل ایک معجزہ کے ہی کہ قیامت تک باقی رہیگی اور دلائل
واضحہ سے ہی کہ جناب ابوطالب کا نطق نطق بالالہام تھا اور وہ جناب مرتبۂ وصایت پر پہونچے
ہوے تھے اور مطابق تحقیق محققین حکما بھی ثابت ہوتا ہی کہ قوت نفسانیہ جناب ابوطالب
خصائل ثلثہ معتبرۂ حکما حاصل تھے یعنی سنتے تھے کلام خدا کو اور دیکھتے تھے ملائکۃ اللہ کو
اور من عند اللہ عالم سے جمیع معلومات یا اکثر معلومات کے اور دلیل اُسپر یہی وصیت ہے
جناب ابوطالب کی فرماتے ہین یا معشر قریش انتم صفوة اللہ من خلقہ و قلب العرب
فیکم السید المطاع و فیکم المقدام الشجاع والواسع الباع یعنی ای گروہ قریش تم برگزیدہ
خدا ہو مخلوق خدا سے اور قلب عرب ہو تم مین سردار قابل اطاعت ہوتا ہی اور تم مین دلاور اور
شجاع اور فراخ دست ہوتے ہین واعلموا انکم لم تترکوا للعرب فی المآثر نصیبا الا احرزتموہ
ولا شرفا الا ادرکتموہ اور جانو تم کہ نہین چھوڑا تم نے عرب کی خوبیون مین سے کوئی حصہ مگر
جمع کرلیا تم نے اُسکو اور نہ کوئی شرف چھوڑا مگر لے لیا تم نے اُسکو فلکم بذلک علی الناس
الفضیلۃ ولہم بہ الیکم الوسیلۃ والناس لکم حرب وعلی حربکم الب پس تم کو اسی سبب
سے سب آدمیون پر فضیلت ہی اور اُن سب کا انھین سببون سے تم تک وسیلہ ہی اور لوگ
تمھارے دشمن ہین اور تمھارے جدال کے وقت تمھارے مقابل مین مجتمع ہوتے ہین وانی
اوصیکم بتعظیم ھذہ البنیۃ یعنی الکعبۃ فان فیہا مرضاۃ للرب وقواما للمعاش
وثباتا للوطاۃ اور بہ تحقیق وصیت کرتا ہون مین تم کو کہ تعظیم کرو اُس مکان یعنی کعبہ کی پس
تحقیق کہ اُس مین خوشنودی ہی پروردگار کی اور نظام ہی واسطے معاش کے اور ثبات ہی
واسطے رفتار کے وصلوا ارحامکم فان فی صلۃ الرحم منسأۃ ای فسحۃ فی الاجل
وزیادۃ فی العدد اور صلۂ رحمی کرو ذوالارحام سے پس بہ تحقیق صلۂ رحمی مین تاخیر ہی یعنی
وسعت ہی عمر کی اور زیادتی ہی عدد یعنی نسل کی واترکوا البغی والعقوق ففیہما ھلکۃ
القرون قبلکم اور ترک کرو بغاوت اور نافرمانی کو کہ ان دونون مین تم سے پہلے بہت سے
قرون ہلاک ہوگئے ہین واجیبوا داعی اللہ اور قبول کرو اُسکی دعوت کو جو اللہ کی طرف

دعوة کرنے والا ہی واعطِ السائل فان فیہا شرف الحیاة والممات اور عطا کرو سائل کو پس تحقیق ان دونون مین یعنے اجابت داعی اللہ اور اعطاء سائل مین شرف حیات و ممات ہی و علیکم بصدق الحدیث واداء الامانة فان فیہا محبة فی الخاص و مکرمة فی العام اور تمپر لازم ہی سچ بولنا اور ادا کرنا امانت کا کہ ان دونون مین خواص سے محبت اور عوام مین عزت ہی حضرات متوجہ ہون کہ کس شد و مد سے اور کس فصاحت و بلاغت سے مراتب وعظ و پند اور ہدایت کو کیسے دلائل قاطعہ اور براہین ساطعہ سے کنایۃً اور صراحۃً جناب ابوطالب نے ادا فرمایا ہی کہ کسی کو مجال انکار نہ رہے اور اس پر بھی اگر انکار کرین جحدوا بہا واستیقنتہا انفسہم کے مصداق ہوجائین ختم حجۃ کر دیا ہی جناب ابوطالب نے ابلاغ و اظہار رسالت ختمی مرتبت صلعم مین اب بگوش دل سماعت فرمائیے کہ فرماتے ہین واوصیکم بمحمد خیراً اور وصیت کرتا ہون مین خیر و نیکی کی ساتھ محمد صلعم کے فانہ الامین فی قریش والصدیق فی العرب کہ بتحقیق وہ امین ہی قریش مین اور تمام عرب مین صدیق ہی وھو الجامع لکل ما اوصیتکم بہ اور وہ جامع ہی کل ان وصیتون کا جو مین نے تم کو کی ہین وقد جاء بامر قبلہ الجنان و انکرہ اللسان مخافۃ الشنان اور بتحقیق وہ ایسا امر لیکر آیا ہی کہ قبول کر لیا ہی اُسکو دل نے اور انکار کرتے ہین زبان خوف سے دشمنی کی اس مقام پر اعمی القلوب اقرار لسانی جناب ابوطالب کا انکار کرتے ہین اتنا بھی نہین سمجھتے کہ قبلہ الجنان روبرو تمام قبائل قریش اور بنی عبد المطلب اور بنی ہاشم کے اور ان سب کو مخاطب کر کے فرمایا ہی یا نہین پس یہ فرمانا جناب ابوطالب کا اقرار لسانی ہی اُس امر کا جسکو اُنکے قلب نے قبول کیا ہی برخلاف اس جملہ کے وانکرہ اللسان مخافۃ الشنان کہ اس مین اثبات جملۂ اولی یعنی انکرہ اللسان موقوف ہی اثبات جملۂ ثانیہ پر یعنی مخافۃ الشنان پر مراد یہ تھی جناب ابوطالب کی کہ جب تک دشمن طعن کرنے والے موجود ہین اُسوقت تک انکار لسانی سمجھو اور جسوقت تم ایمان قبول کر و یا چلے جاؤ تو عدم مخافۃ شنان کے ساتھ ہی انکرہ اللسان بھی معدوم ہوا اور عدم انکار مستلزم اقرار ہی حاصل یہ ہی کہ بعد اسکے جناب ابوطالب اخبار گذشتہ اور پند و نصیحت سے فارغ ہو کر آیندہ کی خبر دیتے ہین وایم اللہ کانی انظر الی صعالیک العرب واھل الاطراف والمستضعفین من الناس قد اجابوا دعوتہ وصدقوا کلمتہ وعظموا امرہ یعنی قسم ہی خدا کی گو یا کہ مین دیکھ رہا ہون منصفین بنظر انصاف نظر کرین کہ وہی خصائل ثلثہ مین سے دوسری صفت ہی کہ جسکو عالمانی بھی لکھا ہی کہ ویعلم جمیع المعلومات او اکثرہا من عند اللہ کہ جناب ابوطالب اُسے خدا کی قسم سے فرماتے تھے کہ جانتا ہون مین گو یا کہ دیکھ رہا ہون یعنی قوت نفسانی

جناب ابوطالب کو کمال اتصال حاصل تھا عقل فعال سے کہ جمیع صور جزئیات اور کلیات
عالم عقلی کا مشاہدہ فرما رہے تھے اور آئندہ کی خبر دیتے تھے حتی کہ مجملاً اور مفصلاً جو کچھ کہ جناب
ابوطالب کے بعد ہونے والا تھا زمانۂ رسالت آنحضرت مین ان سب کی خبر فرمادی افسوس ہے
اون علما پر کہ جنھون نے ایسے نفس ذکی صاحب الہام کو متہم بکفر کیا ہے اور اُس جناب کی
نطق بالالہام کو فراست سے خطاب کیا ہے مین نہایت ادب سے پوچھتا ہون کہ یہ تفرس مخصوص
جناب ابوطالب ہی کے ساتھ تھا یا افراد بشر مین زید عمر بکر یا مثلاً کسی اور کو بھی حاصل تھا افسوس
کیسا تعصب نے نابینا کر دیا ہے الغرض جناب ابوطالب فرماتے ہین کہ قسم ہے خدا کی گویا کہ مین
دیکھ رہا ہون کہ فقراے عرب نے اور گرد و نواح کے باشندون نے اور جو مستضعفین شمار کیے جاتے ہین
آدمیون مین اُن سب نے قبول کر لیا ہے اُسکی دعوت کو اور تصدیق کی ہے اُسکے کلام کی اور تعظیم
کی ہے اُسکے حکم کی فخاض بھم غمرات الموت فصارت رؤساء قریش وصنادیدھا اذنابا
ودورھا خرابا وضعفاءھا اربابا یس کو دیڑا ہے اور گھس گیا ہے اُن سب کو لیکر غمرات موت
مین اور سب رؤساء قریش اور صنادید قریش ذلیل و خوار ہو گئے ہین اور مکانات اُنکے خراب
و برباد ہو گئے ہین اور ضعفا و فقرا جو تھے جنھون نے دعوت کو قبول کر لیا وہ سردار اور پیروی کرنے
کنندہ بن گئے ہین واذا اعظمھم علیہ احوجھم الیہ وابعدھم منہ احظاھم عندہ اور
جو بزرگی کرتے تھے اُس محمد پر وہ سب اُسکے محتاج ہو گئے ہین اور جو بہت بعید تھے اُس محمد
سے وہ بہرہ مند ہو گئے ہین اُسکی نزدیکی سے پھر فرماتے ہین جناب ابوطالب قد محضتہ العرب
ودادھا واعطتہ قیادھا اور خالص دوستی اُنکی کر لی ہے عرب نے اور دیدی ہے اپنی زمام اختیار
اُنکو یا معشر قریش کونوا لہ ولاۃ ولحزبہ حماۃ اے گروہ قریش ہو جاؤ تم سب اُسکے دوست
اور حامی ہو جاؤ اُسکے گروہ کے پھر جناب ابوطالب بقسم فرماتے ہین واللہ لا یسلک احد
سبیلہ الا رشد ولا یاخذ احد بھدیہ الا سعد یعنی قسم ہے خدا کی کوئی نہ چلیگا اُسکی
راہ پر مگر جو رشید ہوگا اور نہ لیگا کوئی اُسکی ہدایت کو مگر جو سعید ہوگا اللہ اکبر فرماتے ہین جناب
ابوطالب ولو کان لنفسی مدۃ ولاجلی تاخیر لکففت عنہ الھزاھز ولدفعت عنہ
الدواھی یعنی اگر میری زندگی کی کچھ مدت باقی ہوتی اور میری اجل تاخیر کرتی تو بیشک مین روکتا سختی
شدائد کو اور دفع کرتا مین اُس سے بلاؤن کو وقال لھم مرۃ لن تزالوا بخیر ما سمعتم من محمد
وما اتبعتم امرہ فاطیعوہ ترشدوا اور ایک مرتبہ اُن سب سے فرمایا کہ تم ہمیشہ اچھے رہو گے
جب تک سنتے رہوگے کلام محمد کا اور پیروی کروگے تم اُنکی پس اطاعت کرو تم اُنکی اور رشید
بن جاؤ

تمت

قطعۂ تاریخ

از نتیجہ فکر جناب سید سجاد حسین صاحب تلمیذ جناب میر خورشید علیصاحب نفیس مرحوم

آن ذاکر حسین حکیم دقیقہ رس — کز یک سخن ہزار مطالب برآورد

از حرف حرفہائے غرائب دہد ظہور — وز نقطہ نکتہائے عجائب برآورد

آن جوہر خزانۂ مخفی کہ مختفی است — چون حاضرے ز مکمن غائب برآورد

رنگ موافقت فگنند بر مخالفان — از نامناسب آنچہ مناسب برآورد

گر دعوۂ ثبات قدم رکھند کسے — آن را از رعب خائف و ہارب برآورد

گندم نمائے کند ار جو فروشیئے — آن را ز بزم خاسر و خائب برآورد

گہ جان از درون معاند برون کشد — گہ دود از دماغ مخاطب برآورد

حیرت بچشم و لرزہ در اندام افگند — ہوش از دماغ و قلب ز قالب برآورد

اینک رخ کلام بشرح مطالب است — صد ردّ و قدح شرح مطالب برآورد

این شیر بیشۂ اسد اللہ غالب است — دشمن ہزار مکر ثعالب برآورد

بر ہر یکے سخن سخن آرد سخن سخن — گر در سخن سخن ز معائب برآورد

بر حرف حرف حرف ہمے آورد اگر — حرفے ز رائے سالم و صائب برآورد

گاہے بدل لوث شداید دہد رجوع — گاہے بجان ہزار مصائب برآورد

دشمن بہ بدگمانے خود صد یقین کند — گر از دلش شکوک و شوائب برآورد

باید بحکم عقل و دل انظر کنیم — جز درد سر چہ طول مطالب برآورد

تاریخ طبع نسخۂ کان فتح غالب است — سنجیدا از رسالۂ غالب برآورد

۱۳ ھ ۲۹

قطعهٔ تاریخ

از نتیجهٔ فکر جناب حکیم مرزا علی صاحب تلمیذ جناب میر خورشید علی صاحب نفیس مرحوم مغفور

چو جان بوده برابر هر دو ریحان ابیطالب
نبی جان ابیطالب علی جان ابیطالب

جهان ممنون احسان نبی و هم علی لیکن
نبی و هم علی ممنون احسان ابیطالب

بهر در دو بهر اندوه دست مصطفی بوده
بسان دست حق بد امان ابیطالب

بعالم حفظ جان آن دو تن از دل و از جان
چو جان انگاشته جانم بقربان ابیطالب

خموش ای طبع موزون هست بس ترسے اخزولن
زهر چه گفتم و گویم از آن شان ابیطالب

ز فتح الغالب از چه غافلے آیا نمی دانے
کتابی هست در اثبات ایمان ابیطالب

کتابی هست در اثبات ایمان بادرخشان نسخه
بچرخ اوج ایمان مهر تابان ابیطالب

چو پرسد میرزا هر کس بگو با آن که بنوشته
دو تاریخش بیک مقطع ثنا خوان ابیطالب

ز فتح الغالب اسلام ابوطالب مبین عادل
ادیب پاک ثابت کرده ایمان ابیطالب

سنہ ۱۱ ۱۹ ع — سنہ ۲۹ ۱۳ ھ